مقالاتِ قرآن کانفرنس

پہلی سہ روزہ قرآن کانفرنس

(منعقدہ 4 تا 6 اپریل 2008ء)

مرتبین

پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان

ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر

ڈائریکٹر سیرت چیئر و چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

کلیہ علوم اسلامیہ

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقالاتِ قرآن کانفرنس

پہلی سہ روزہ قرآن کانفرنس

(منعقدہ 4 تا 6 اپریل 2008ء)

جلد دوم

مرتبین

پروفیسر ڈاکٹر سلیم طارق خان
ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
ڈائریکٹر سیرت چیئر و چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

زیر اہتمام

کلیہ علوم اسلامیہ

دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

230.6
س ل ی م

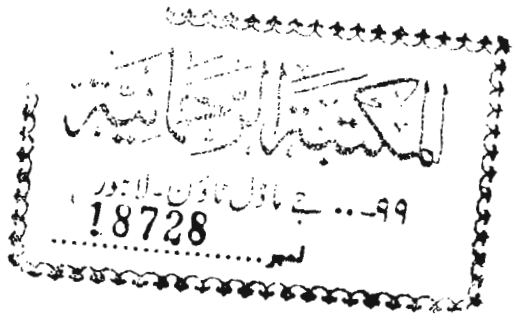

اشاعت ..... اول 2009ء

تعداد 750

ناشر ..... دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

زیر اہتمام ..... کلیہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مقالہ جات

16۔ قرآن کریم کا ایک مخلوط ترجمہ ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر ---------- 333

17۔ قرآن کریم کے چند غیر معروف اردو
تراجم.....ایک اجمالی تعارف ڈاکٹر محمد ہمایوں عبدشمس --------- 349

18۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی قرآنی خدمت.....مقصد و منہج
تراجم قرآن پر ناسخ و منسوخ کا اثر آسیہ کریم---------- 371

19۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ (موضح قرآن)
اور اس کی خصوصیات عبدالحیٔ مدنی ---------- 391

20۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے ترجمہ قرآن کریم کا
تحقیقی جائزہ حافظ زاہد علی ---------- 425

21۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے ترجمہ قرآن کا اسلوب تجزیہ سمیع اللہ زبیری ---------- 447

22۔ ترجمہ قرآن کریم از مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا علمی جائزہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ----- 469

23۔ حضرت تاج محمود امروٹی کے سندھی ترجمہ قرآن کی خصوصیات پروفیسر عبدالخالق، سہریانی بلوچ -- 501

24۔ احسن التفاسیر از سید احمد حسن اور تفسیر احسن البیان
از حافظ صلاح الدین یوسف کی امتیازی خصوصیات حافظ محمد یٰسین بٹ ---------- 513

25۔ تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ ڈاکٹر خالد ظفر اللہ ---------- 529

26۔ حاجی احمد ملاح کا سندھی میں قرآن کا منظوم ترجمہ
اور اس کی خصوصیات ثناء اللہ بھٹو ---------- 549

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

27۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی قادیانی کے تراجم قرآن کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ — حکیم محمود احمد ظفر ---------- 559

28۔ حافظ عبدالسلام بن محمد کے ترجمہ قرآن کریم کا تعارف وخصوصیات — ڈاکٹر منیر احمد ---------- 581

29۔ غیر مسلم تراجم عیسائی پادری تراجم — ساجد اسد اللہ ---------- 595

30- قرآن مجید کے فرانسی ترجمے — ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ ---------- 613

31- قرآن مجید کے ترجمے — ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ ---------- 621

32- اردو زبان تراجم قرآن ایک مطالعہ — پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ --------- 637

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کا ایک مخلوط ترجمہ

ڈاکٹر حافظ عبدالقدیر☆

قرآن کریم رب کائنات کا اپنے بندوں سے وہ آخری خطاب ہے جو اُس نے خاتم النبیین آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے سے فرمایا' بظاہر قرآن ایک کتاب ہے حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جسے ایک نام سے نہیں پکارا جاسکتا' اس کی صفات لامتناہی ہیں' اس کتاب کی عجب کیفیت ہے' یہ ہر ایک دل پر جلوہ فگن اور ہر ایک دماغ پر ضوء فشاں ہے' اس کی حلاوتیں ہر وجدان پر گھر کرتی ہیں' عامۃ الناس کیلیے یہ کتاب وعظ ونصیحت ہے' اصحاب علم کے لیے یہ خزینہ علوم ومعارف ہے' راہیان طریق دانش کیلیے کتاب حکمت ہے' اہل دل کے لیے گنجینہ اسرار ہے' حقائق سے روگردانی کرنے والوں کیلیے براہین قاطعہ اور دلائل باہرہ کا اُنمول خزانہ ہے اور متلاشیان حق کیلیے کتاب رشد وہدایت ہے.(۱)

قرآن کریم گلہائے رنگا رنگ کا ایسا حسین وجمیل گلدستہ ہے جس کی ہر آیت کریمہ اپنی بوقلمونی میں یکتا وبے مثل ہے .اس کی شستگی الفاظ' ان کی ترتیب' بیان کی خصوصیات' آیات کا غیر معمولی آغاز اور اختتام' الفاظ کی روانی' واقعات کا بیان' اسلوب نصیحت' الغرض جس پہلو سے بھی اسے دیکھیں حسین امتزاج کا نظارہ اور کیف و وجد کا اثر جدا ملتا ہے' علماء تفسیر وترجمہ نے اپنی عمریں اس گلدستہ کی بہار آفرینی میں صرف کردیں'(۲) لیکن جس طرح انسان اللہ کے حضور خود کو عاجز ودرماندہ پاتا ہے اُسی طرح اسے کلام الٰہی کے سامنے اپنی بے بسی کا شدید احساس ہوتا ہے' قرآن کے اُلفاظ وآیات اتنے

☆ لیکچرار شعبہ عربی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع، وسیع المعنی اور زور بیان سے اس قدر بھرپور ہیں کہ کسی بھی زبان میں ان کے ترجمہ یا ترجمانی کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا، الفاظ وآیات کی مفصل تفسیر تو کی جاسکتی ہے لیکن ان کے معانی کے ہمہ جہت پہلوؤں کا احاطہ انتہائی مشکل ہے، مختصر الفاظ میں قرآنی آیات کا جامع، تمام پہلوؤں پر حاوی اور قرآن کے انداز میں ایسا مؤثر اور مکمل ترجمہ کرنا کہ اس میں قرآن کا زور بیان بھی منتقل ہو ناممکن نہیں تو اس کے قریب تر ہے، اس کے باوجود راہیان طریق عزم وہمت اور وارثان علم نبوت نے اپنے اپنے انداز میں یہ مشکل گھاٹی سر کرنے کی کوشش کی ہے(۳) اور قرآن کے اُبدی اور حیات بخش پیغام کو خلوص دل اور اپنی اعلیٰ علمی استعداد کے ساتھ قارئین تک منتقل کیا ہے، یہی سبب ہے کہ ہر ترجمہ قرآن کا اپنا رنگ اور اپنی خوشبو ہے جو قرآن کے متوالوں کے مشام جاں کو معطر کر رہی ہے.(۴)

برصغیر پاک وہند میں قرآن کریم کے اردو تراجم کی ابتداء سے عام طور پر دو طرح کے تراجم رائج ہیں: ایک تحت اللفظ تراجم اور دوسرے بامحاورہ، ان دونوں اسالیب کی افادیت مسلمہ ہے. تحت اللفظ تراجم کی خاصیت یہ ہے کہ ان میں ہر لفظ کا ترجمہ اس کے تحت ذکر کر دیا جاتا ہے، اس قسم کے تراجم کی عبارت غیر مربوط ہوتی ہے اور اسی بناء پر قاری کے قلب ونظر پر کچھ زیادہ گہرے اثرات مرتب نہیں کرتی، با الفاظ دگر جیسا قرآن کا اسلوب طاقتور ہے ترجمہ اتنی طاقت سے اس کی ترجمانی نہیں کر رہا ہوتا(۵) بقول مولانا سید مودودی:

> ''پہلی چیز جو ایک لفظی ترجمہ کو پڑھتے وقت محسوس ہوتی ہے وہ روانی عبارت، زور بیان، بلاغت زبان اور تاثیر کلام کا فقدان ہے، قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بے جان عبارت ملتی ہے جسے پڑھ کر نہ اس کی روح وجد میں آتی ہے نہ اس کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہ اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں نہ اسکے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے نہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی چیز عقل وفکر کو تسخیر کرتی ہوئی قلب وجگر تک اترتی چلی جارہی ہے، اس طرح کا کوئی تاثر رونما ہونا تو درکنار ترجمے کو پڑھتے وقت تو بسا اوقات آدمی یہ سوچتا رہ جاتا ہے کہ کیا واقعی یہی وہ کتاب ہے جس کی نظیر لانے کے لیے دنیا بھر کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیلنج کیا گیا تھا۔"(۶)

البتہ اس اسلوب کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ قاری کو قرآن کے ہر لفظ کا معنی ذہن نشین ہو جاتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کے دوران میں جب وہ کلمہ دوبارہ اُس کی نظر سے گذرتا ہے تو اُسے اُس کا اندازہ ہو جاتا ہے' وہ بآسانی اُس کا مفہوم سمجھ جاتا ہے اور یوں اُس میں قرآن فہمی کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔(۷)

قرآن کریم کے اردو تراجم کا دوسرا اسلوب اس کا بامحاورہ ترجمہ کرنا ہے' اس اسلوب میں مترجم کے پیش نظر قرآنی مفاہیم ومعانی کا زیادہ بہتر طور پر ابلاغ وتفہیم ہوتی ہے' اسی بناء پر مترجم اُلفاظ کا ترجمہ نمبر ا تحت اللفظ نہیں کرتا ہے نمبر ۲ وہ اردو زبان کے محاورہ کا دھیان رکھتے ہوے اپنی بات کو یا قرآن کے معنی کو قاری تک پہنچانے کیلئے اپنا زور بیان وقلم صرف کرتا ہے اس قسم کے تراجم کا قاری قرآن کے الفاظ کا معنی تو نہیں جان سکتا کہ اس لفظ کا کیا معنی ہے لیکن وہ قرآن کے مفہوم اور اسکے مقصد کو سمجھنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتا ہے .(۸) اس قسم کے ترجمہ کرنے والے پر لازم ہوتا ہے کہ اُسے عربی زبان پر مکمل عبور کے ساتھ ساتھ اردو زبان پر بھی مکمل دسترس ہو۔

ان دونوں اسالیب سے ہٹ کر کچھ علماء ترجمہ نے یہ کوشش کی کہ انہوں نے تحت اللفظ ترجمہ کے قریب رہتے ہوے اُسے زیادہ آسان اور سلیس بنانے کی کوشش کی' انہیں تراجم میں سے ایک زیر نظر ترجمہ قرآن کریم ہے جو مولانا شبیر اُحمد رحمہ اللہ نے کیا۔

مترجم کا مختصر تعارف

مولانا سید شبیر احمد ۱۲ اکتوبر کو آگرہ (یو پی) میں پیدا ہوئے' ۱۹۳۴ میں لاہور کے ایک معروف دینی مدرسہ حزب الأحناف سے ۱۴ سال کی عمر میں درس نظامی کی تکمیل کی' بعد ازاں پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات عربی فاضل' منشی فاضل' اور ادیب فاضل پاس کیے' پھر اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے اور تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے' اس کے ساتھ ساتھ ۱۹۴۷ میں ادارہ تعلیم نسواں قائم کیا جہاں خواتین کو مشرقی زبانوں' اقبالیات اور دیگر علوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام پاکستان کے بعد علامہ محمد اسد (۹) کی سربراہی میں حکومت پاکستان کے قائم کردہ محکمہ احیاء ملت اسلامیہ میں بحیثیت ریسرچ سکالر کام کرتے رہے' محکمہ کی بندش کے بعد کچھ عرصہ کاروبار بھی کیا' ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۰ء تک شدید علالت کی بناء پر صاحب فراش رہے' بعد ازاں سعودی ثقافتی قونصل خانہ لاہور میں تقریبا دس برس تک مختلف علمی خدمات سرانجام دیں' ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۶ء تک ادارہ معارف اسلامی سے منسلک رہے' ۱۹۸۸ء میں دو رنگوں میں اس ترجمہ قرآن حکیم کا آغاز کیا جو ۱۹۹۳ء میں تکمیل کو پہنچا' علاوہ ازیں انہوں نے درس قرآن حکیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا' اس کے علاوہ مندرجہ ذیل عربی کتب کے تراجم بھی کیے.

اللؤلؤ والمرجان	فؤاد عبدالباقی
تعریف عام بدین الاسلام (اسلام کا عام فہم تعارف)	شیخ علی طنطاوی
هل نحن مسلمون (کیا ہم مسلمان ہیں)	محمد قطب شہید
خصائص التصور الاسلامی ومقوماته (اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اصول)	محمد قطب شہید
کتاب التوحید	شیخ محمد بن عبدالوهاب
کتاب العقاید	امام حسن البناء شہید
الاسلام بین جهل أبناءه وعجز علماءه (مسلمانوں کیسے خبری اور علماء کی بے بسی)	شیخ عبدالقادر عودہ شہید
فقه النساء	عطیہ خمیس

۱۹۹۱ء میں مانی کی حیثیت سے قرآن آسان تحریک کی بنیاد رکھی' ۲۰۰۰ء تک تاحیات صدر کی حیثیت سے اس تحریک کو چلاتے رہے' اور ۲۰ جنوری ۲۰۰۱ء میں خالق حقیقی سے جا ملے.(۱۰)

خصائص

زیر بحث ترجمہ اس لحاظ سے باقی تراجم سے منفرد ہے کہ یہ ترجمہ مولانا شبیر صاحب نے خود نہیں کیا بلکہ متعدد علماء کے تراجم لیکر اُن میں سے جو اُنہیں آسان اور قرآنی اَلفاظ کے قریب تر نظر آیا کو اختیار فرمالیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا اس بارے میں رقم طراز ہیں:

''اس صورت حال کے پیش نظر ایک مدت سے کچھ احباب کا تقاضا تھا کہ طالبین قرآن مجید کیلیے کوئی ایسا ترجمہ مرتب ہو جائے جس سے وہ قرآن کے مطالب ومفاہیم کو تفہیم اور ترجمانی کے انداز میں پوری طرح سمجھ بھی سکیں' یہ بھی معلوم ہوتا جائے کہ عربی کے کس لفظ کے کیا معنی ہیں' اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اندازہ ہوتا جائے کہ عربی الفاظ کی ترتیب وترکیب کے انداز سے یہ معنی ومفہوم پیدا ہوتا ہے۔''(۱۱)

اس اعتبار سے یہ ایک منفرد کوشش ہے کہ یہ بہت سے تراجم کا خلاصہ اور اُن کا لب لباب ہے' ہم اسے مجمع التراجم کہہ سکتے ہیں. مولانا نے اردو زبان میں پہلے سے موجود آٹھ مستند تراجم کو سامنے رکھتے ہوے اُن میں سے "یسروا ولا تعسروا" کے اُصول پر عمل پیرا ہوکر ہر آیت کے قریب تر معنی اور آسان تر مفہوم کو لیا ہے' (۱۲) اور وہ تراجم مندرجہ ذیل اُصحاب کے ہیں.

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (۱۳)

شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ (۱۴)

شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ (۱۵)

مولانا سید اُبوالاَعلی مودودی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶)

مولانا امین احسن اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷)

علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ (۱۸)

مولانا اشرف علي تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹)

مولانا شبیر احمد نے ترجمہ کرتے وقت اس بات کا دھیان رکھا کہ مندرجہ بالا تراجم میں سے جو ترجمہ انہیں موقع کی مناسبت سے قرآنی متن کے قریب تر نظر آیا' اور جس میں زیادہ ابلاغ پایا جاتا تھا اس کو اختیار کیا' چنانچہ اس ترجمہ میں مولانا اصلاحی کی لغت وانشاء کی سطوت ہے تو سید مودودی کی سادگی وروانی زبان کے حسن وادب کی چاشنی اور مولانا اُشرف علی تھانوی کی سلاست زبان وفصاحت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصحت بیان ہے' الغرض اس میں کامل ابلاغ ہے' کہیں پیچیدگی نہیں' کوئی تعقید نہیں' بلکہ یوں کہیے کہ فصاحت وبلاغت کا نمونہ ہے.

اس ترجمہ میں مولانا نے یہ جدت بھی کی ہے کہ اس کی طباعت میں انہوں نے دو رنگوں کا استعمال کیا ہے سرخ اور نیلا' اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ان دونوں رنگوں میں وہ لوگ بھی بآسانی تمیز کر سکتے ہیں جو Clour Blind ہوتے ہیں' اور مختلف رنگوں میں فرق نہیں کر پاتے. اس ترجمہ میں رنگوں کی ترتیب کچھ یوں رکھی گئی ہے کہ قرآنی آیات کے متن کا جتنا حصہ سرخ رنگ سے لکھا گیا ہے اُس کے سامنے اُس کا ترجمہ بھی سرخ رنگ سے لکھا گیا ہے اور جس حصے کو نیلے رنگ سے لکھا گیا ہے اُس کا ترجمہ بھی نیلے رنگ میں تحریر کیا گیا ہے تا کہ قاری کیلئے اُس لفظ کو سمجھنے میں آسانی رہے. مزید برآں نیلے اور سرخ رنگ کا امتزاج آنکھوں کو اور دیکھنے والوں کو بھلا لگتا ہے' وجہ شادابی قلب ہے اور " تسـر الناظرین" کی عملی تفسیر دکھائی دیتا ہے.(۲۰)

اس ترجمہ کے lay out میں بھی انہوں نے یہ کاوش کی ہے کہ ایک کالم میں متن اور دوسرے کالم میں ترجمہ لکھا ہے. عام طور پر قرآنی تراجم میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ ایک سطر میں جبکہ اس کا ترجمہ اس کے نیچے دوسری سطر میں تحریر کیا جاتا ہے' اور یوں عربی اردو عربی کا تسلسل جاری رہتا ہے. اس ترجمہ قرآن میں اس اسلوب سے ہٹ کر یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ ہر صفحہ کو دو کالموں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے پہلے کالم میں قرآنی آیات جبکہ اُس کے مقابل دوسرے کالم میں قرآنی آیت کے سامنے اُس کا ترجمہ تحریر کیا گیا ہے. اور یوں اس اسلوب سے قاری کیلئے آسانی ہوگئی ہے کہ اگر وہ صرف قرآنی متن کی تلاوت کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ بغیر کسی انقطاع کے اسے جاری رکھ سکتا ہے' اور اگر وہ صرف ترجمہ پڑھنا چاہتا ہے تو یہ بھی اُس کیلئے ممکن ہے. اسی طرح اگر وہ دونوں چیزوں کا متلاشی ہے تو یہ دونوں بھی اس کیلیے ممکن ہیں. مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۳ کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

واذا قیل لھم امنوا	اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ ایمان لاؤ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كماامن الناس قالوا	جس طرح ایمان لائے اور لوگ تو کہتے ہیں
أنؤمن كما امن۔	کہ کیا ایمان لائیں ہم جس طرح ایمان لائے
السفهاء ألا انهم هم	بیوقوف' خبردار حقیقت میں یہی لوگ ہیں
السفهاء ولكن لا يعلمون (۲۱)	بیوقوف' لیکن جانتے نہیں

(قرآنی متن میں جن اَلفاظ کو Bold اور ITALIC کیا گیا ہے یہ اَلفاظ سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں جبکہ باقی اَلفاظ نیلے رنگ میں ہیں)

اس ترجمہ میں یہ بھی کاوش کی گئی ہے کہ ہر سورت کے شروع میں اس کی آیات ورکوع کی تعداد اور قرآن کریم میں ترتیب کے اعتبار سے اس کے نمبر کے ساتھ ساتھ اسکی ترتیب نزولی بھی ذکر کی گئی ہے' اسی طرح یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ یہ سورت مکی ہے یا مدنی' مثلاً سورۃ العلق کی ابتداء میں بتایا گیا ہے کہ یہ سورہ مکی ہے' اسکی ۱۹ آیات' ایک رکوع اور موجودہ قرآنی ترتیب کے اعتبار سے اسکا نمبر ۹۶ ہے جبکہ ترتیب نزولی کے اعتبار سے یہ قرآن کی پہلی سورت ہے۔(۲۲)

اس ترجمہ کو صاحب ترجمہ نے نہ تو کلی طور پر لفظی ترجمہ رکھا ہے اور نہ ہی بامحاورہ ترجمانی کی ہے۔ بلکہ یہ ترجمہ لفظی ترجمہ کے قریب رہتے ہوئے اُسے سلیس اور قابل فہم بنانے کی ایک کاوش ہے۔ چونکہ اردو کا اسلوب عربی کے اسلوب سے نسبتاً مختلف ہے اسی بناء پر ہمیں جا بجا ترجمہ میں قوسین کا استعمال دکھائی دیتا ہے' تاکہ قاری کو پتہ چل سکے کہ اس جگہ کوئی لفظ محذوف ہے یا قرینے سے معنی پیدا ہوتا ہے' مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر:۲

"ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين"

کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

''یہ اللہ کی کتاب ہے نہیں کوئی شک اس (کے کتاب الٰہی ہونے) میں' ہدایت ہے (اللہ سے) ڈرنے والوں کیلئے۔''(۲۳)

اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"صم بکم عمی فھم لا یرجعون ."

کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

''بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں لہذا یہ (اب) نہ لوٹیں گے (سیدھے راستے کی طرف)''(۲۴)

اسی طرح مولانا نے ایسے عربی کلمات جو قرآن کریم میں بطور جمع استعمال ہوے ہیں لیکن چونکہ اردو زبان میں اُن کا جمع میں ترجمہ کرنے سے انسانی ذہن میں شکوک وشبہات جنم لے سکتے تھے' کو ترجمہ کرتے وقت واحد رکھا ہے مثلاً سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر۲۲ میں "**فلا تجعلوا للہ أندادا و أنتم تعلمون**" کا ترجمہ یوں کیا ہے''پس نہ ٹھہراؤ اللہ کا ہمسر کسی کو''(۲۵)"**انداد**" ند کی جمع ہے' اگر لفظی ترجمہ کیا جاتا تو معنی ہوتا تم اللہ کے بہت سے شریک نہ ٹھہراؤ' کوئی کہہ سکتا تھا کہ اللہ کے زیادہ شریک ٹھہرانا تو منع ہیں البتہ ایک دو کی گنجائش ہے' اس احتمال کے بطلان کی خاطر مولانا نے جمع کا ترجمہ واحد میں کیا ہے۔

اسی طرح عربی زبان کے ایسے کلمات جو اردو زبان میں بھی بعینہ مستعمل ہیں' اور عربی سے اردو میں منتقلی کے وقت ان کے مفہوم میں کوئی تغیر وتبدل واقع نہیں ہوا مولانا نے اُن کے ترجمے کی کوشش نہیں کی ہے کہ جو خود مشکل پسندی کی طرف ایک قدم ہے' چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے سورۃ الفاتحہ کی آیت نمبر:۳"**ملک یوم الدین**" میں مالک کا ترجمہ مالک ہی رکھا ہے اور ترجمہ یوں کیا ہے:''مالک روز جزا کا''(۲۶)

اسی طرح "**الحمد للہ رب العلمین**" میں رب کا ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ رب ہی رہنے دیا گیا ہے' ترجمہ یوں ہے:''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو رب ہے سب جہانوں کا''(۲۷) اسی طرح دوسرے کلمات ہیں مثلاً: جنت جہنم دین وغیرہ۔

اسی طرح عربی زبان کے بعض کلمات ایسے ہیں کہ عربی سے اردو میں ترجمہ کرنے سے اُن کا مفہوم مکمل طور پر منتقل نہیں ہوتا اس لیے مولانا نے ان کلمات کا ترجمہ کرتے وقت عربی اُلفاظ کو ہی ترجمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اختیار کیا ہے' چنانچہ " عذاب عظیم "کا ترجمہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر:۷ "ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم" میں عذاب عظیم ہی کیا ہے۔ترجمہ یوں ہے :''مہر لگادی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر (پڑ گیا ہے) پردہ' اور اُن کیلئے ہے عذاب عظیم۔''(۲۸)

اسی طرح سورہ فجر کی آیت نمبر:۲۷ میں "یاأیتھا النفس المطمئنۃ" کا ترجمہ یوں ہے :''اے نفس مطمئنہ''(۲۹)

چونکہ یہ ترجمہ جیسا کہ اُوپر ذکر ہوا مکمل طور پر لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ اُلفاظ کے قریب تر ہے اسی لیے ایسی نحوی تراکیب کہ جن میں عربی اور اردو کا اسلوب مختلف ہے صاحب ترجمہ نے اردو تراکیب کا دھیان رکھا ہے.مثلا اردو زبان میں مضاف الیہ عربی زبان کے برعکس مضاف پر مقدم ہوتا ہے اسی لیے مولانا نے ترجمہ کرتے وقت اردو اسلوب کا ہی التزام کیا ہے.مثال کے طور پر سورۃ مریم کی آیت نمبر۵۴:"واذکر فی الکتاب اسماعیل إنہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا" میں "صادق الوعد" کا ترجمہ کیا ہے:''وعدے کا سچا''(۳۰)

اسی طرح مرکب توصیفی میں اردو زبان میں عربی کے برعکس چونکہ صفت پہلے آتی ہے اسی لیے ترجمہ کرتے وقت صفت کا ترجمہ پہلے کیا گیا ہے مثلا سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۰:

"فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب ألیم بما کانوا یکذبون."

میں "عذاب أليم"کا ترجمہ کیا گیا ہے:''دردناک عذاب۔''(۳۱)

اسی طرح جار مجرور میں بھی اگرچہ عربی زبان میں جار پہلے اور مجرور بعد میں آتا ہے لیکن مولانا نے اردو ترکیب کو مدنظر رکھتے ہوئے مجرور کا ترجمہ پہلے اور جار کا ترجمہ بعد میں کیا ہے مثلا سورۃ الناس کی آیت نمبر۶ میں "من الجنۃ " کا ترجمہ کیا ہے :''وہ جنوں میں سے ہو۔'' اس جملے میں من حرف جار کا ترجمہ بعد میں ہے.(۳۲)

ترجمہ قرآن کی بابت بعض امور کی نشاندہی وتجاویز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام الٰہی کا ترجمہ ایک عظیم الشان اور تھکا دینے والا صبر آزما کام ہے' اس کیلیے برس ہا برس کی محنت درکار ہوتی ہے اور آنکھوں سے پانی کی جگہ خون بہانے کی ضرورت پڑتی ہے' ہم جانتے ہیں کہ ہر ذی شان کام کی انجام دہی میں کہیں نہ کہیں کچھ نہ کچھ بھول چوک' اور غلطی کا احتمال رہتا ہے' اور انسان تو نام ہی بھول چوک کا ہے' البتہ یہ بھول چوک اُس کام کی علمی اہمیت اور افادیت کو کم نہیں کرتی' چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ چونکہ مولانا کے پیش نظر ترجمہ کو آسان سے آسان تر بنانا تھا اس لیے مولانا نے مذکورہ بالا تراجم میں سے جس ترجمہ کو عربی نص کے قریب تر پایا اُس کو ذکر فرمایا ہے. اسی بناء پر بعض مقامات پر ہمیں نظر آتا ہے کہ مولانا نے مقدمہ میں ترجمہ کے جن خصائص کا اظہار فرمایا ہے اُن کا ترجمہ میں التزام کم ہے' مثال کے طور پر بعض جگہوں پر موصوف صفت کے ترجمہ میں اردو ترکیب کا دھیان نہیں رکھا گیا مثلاً سورہ فاتحہ کی آیت نمبر ۵ "اهدنا الصراط المستقيم" میں آپ نے ترجمہ کیا ہے: "دکھا ہم کو راستہ سیدھا۔" (۳۳) حالانکہ مولانا نے جو اصول مقدمہ میں وضع فرمائے ہیں اُن کے مطابق اس آیت کا ترجمہ ہونا چاہیے تھا: "دکھا ہمیں سیدھا راستہ" اسی طرح سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵ میں "ولهم فيها أزواج مطهرة" کا ترجمہ کیا ہے: "وہاں بیویاں ہوں گی پاکیزہ۔" (۳۴) حالانکہ ترجمہ ہونا چاہیے تھا: "وہاں اُن کیلیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی" اسی طرح سورۃ التین کی آیت نمبر: ۳ "وهذا البلد الأمين" کا ترجمہ یوں کیا ہے: "اور اس شہر امن والے کی" (۳۵). جبکہ ترجمہ یوں ہونا چاہیے: "اور اس اُمن والے شہر کی۔"

اسی طرح ایک ہی ترکیب کا ترجمہ کرتے وقت کہیں موصوف کا ترجمہ پہلے اور کہیں صفت کا ترجمہ پہلے کیا ہے' مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۴ میں "وللكفرين عذاب أليم" کا ترجمہ کیا ہے: "اور کافروں کی لیے ہے عذاب دردناک" (۳۶) جبکہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۷۴ اور ۱۷۸ میں "عذاب أليم" کا ترجمہ کیا ہے: "دردناک عذاب۔" (۳۷)

اسی طرح قرآن کے بعض کلمات کو مولانا نے اردو میں ترجمہ نہیں کیا ہے حالانکہ وہ عربی کلمات اردو میں رائج اور مستعمل نہیں ہیں' مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۶۵ "ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السبت" کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''اور البتہ خوب جانتے ہو تم ان لوگوں کا قصہ جنہوں نے توڑا تھا تم میں سے سبت کا قانون'' (۳۸) زیادہ بہتر ہوتا اگر مولانا ''سبت'' کا ترجمہ کر دیتے کیونکہ یہ کلمہ اردو میں مستعمل نہیں ہے۔

اسی طرح بعض جگہوں پر زیادہ مناسب تھا کہ کچھ تشریحی کلمات کو مولانا اپنی عادت کے مطابق بین القوسین رکھتے لیکن مولانا نے ایسا نہیں کیا ہے مثلاً سورۃ الإخلاص کی آیت نمبر۲ میں "اللہ الصمد" کا ترجمہ مولانا نے کیا ہے: ''اللہ بے نیاز ہے سب اس کے محتاج۔'' (۳۹) زیادہ بہتر ہوتا اگر مولانا اس جملے ''سب اس کے محتاج'' کو بین القوسین رکھتے۔

اسی طرح قرآنی کلمات جو قرآن میں بارہا استعمال ہوے ہیں ان کا مولانا نے بعض جگہ ترجمہ کیا ہے جبکہ بعض جگہ انہیں ویسے ہی رہنے دیا ہے زیادہ بہتر ہوتا اگر مولانا اس بارے میں ایک ہی طریقہ کار کا التزام فرماتے. مثلاً بنی اسرائیل کا کلمہ قرآن میں متعدد مقامات پر آیا ہے مولانا نے کہیں اس کا ترجمہ بنی اسرائیل کیا ہے (۴۰) اور کہیں اولاد یعقوب۔ (۴۱) اسی طرح سورۃ الانفطار کی آیت نمبر۱۵ میں "یصلونها یوم الدین" کا ترجمہ مولانا نے کیا ہے: ''داخل ہوں گے وہ اس میں جزا و سزا کے دن'' (۴۲) دوسری جگہ سورہ الغاشیہ کی آیت نمبر۴ میں "تصلی نارا حامیه" کا ترجمہ کیا ہے جھلس رہے ہوں گے وہ دہکتی آگ میں (۴۳) اور سورۃ الانشقاق کی آیت نمبر۱۲ میں "ویصلی سعیرا" کا ترجمہ کیا ہے: ''اور جا پڑے گا دہکتی آگ میں'' (۴۴) زیادہ بہتر ہوتا اگر مولانا تمام کلمات (یصلونها، تصلی، یصلی) کا مذکورہ آیات میں ایک ترجمہ رکھتے اور یوں ترجمہ میں یکسانیت برقرار رہتی۔

اسی طرح سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر ۳۸ میں "فإما یأتینکم منی هدی" کا ترجمہ یوں کیا ہے ''اب ہوگا یہ کہ ضرور آئے گی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت''، (۴۵) اس ترجمہ میں ''اب ہوگا یہ کہ ضرور آئے گی'' عبارت قرآنی متن سے مطابقت نہیں رکھتی، بہتر ہوتا کہ مولانا اس عبارت کو بین القوسین رکھتے۔

اسی طرح بعض جگہ پر قرآنی آیت کے شان نزول کو مدنظر رکھتے ہوے قرآنی الفاظ کے مفہوم کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ کی جگہ ذکر کیا گیا ہے' مثلاً سورۃ البروج کی آیت نمبر: ۱۰ "إن الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنت" کا ترجمہ مولانا نے یہ کیا ہے: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے آگ میں جلایا مؤمن مردوں اور عورتوں کو'' (۴۶) کلمہ "فتنوا" کا معنی ہے جنہوں نے آزمائش میں ڈالا' چونکہ یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے بعض مسلم صحابہ کو جلا ڈالا تھا اس بات کی بناء پر مولانا نے "فتنوا" کا ترجمہ آگ میں جلانا کیا ہے۔ اسی طرح سورۃ القارعہ میں ''القارعۃ'' کا معنی مولانا نے کیا ہے ''وہ عظیم حادثہ'' (۴۷) جو کہ اس لفظ کا معنی نہیں بنتا البتہ اس سے یہ مراد لیا جا سکتا ہے۔

ترجمہ کی پروف ریڈنگ پر ابھی مزید محنت کی ضرورت ہے مثلاً سورۃ فاتحہ کی آیات کی نمبرنگ نہیں کی گئی ہے (۴۸) اسی طرح المسجد الحرام کا ترجمہ کہیں مسجد حرام (۴۹) اور کہیں مسجد الحرام (۵۰) کیا گیا ہے۔

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب حرف إذا ماضی سے پہلے آتا ہے تو وہ ماضی کے معنی کو مضارع یعنی مستقبل میں بدل دیتا ہے مولانا نے بعض جگہ پر اس اصول کی پیروی کی ہے جیسے سورۃ التکویر کی آیت نمبر: ۱ میں "إذا الشمس کورت" کا ترجمہ کیا ہے: ''جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔'' (۵۱) اور سورۃ الانشقاق کی آیت نمبر: ۱ میں "إذا السماء انشقت" کا ترجمہ کیا ہے: ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔'' (۵۲) لیکن سورۃ الانشراح کی آیت نمبر: ۷ میں " فإذا فرغت فانصب" کا ترجمہ ماضی میں کیا ہے' اور وہ یوں کیا ہے: ''پھر اب جب کہ فارغ ہو چکے ہو تم تو محنت کرو (فرائض نبوت میں)'' (۵۳) جو کہ مناسب نہیں ہے۔

بہر حال اس مقالے میں جن باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ معمولی نوعیت کی ہیں' ہر بڑے کام میں کچھ نہ کچھ کمی ہمیشہ رہ ہی جاتی ہے' اور یہ کسی طور پر بھی اس علمی کام کی اہمیت وافادیت کو کم نہیں کرتی' یہی وجہ ہے یہ ترجمہ عامۃ الناس میں بہت مقبول ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمین ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ اُعوان' محمد اکرم' مولانا' اُسرار التنزیل' چکوال' ادارہ نقشبندیہ اُویسیہ' بار چہارم' جولائی ۱۹۹۷ء' جلد نمبر ا' ص: ح

۲۔ اُیضاً' ص: ک

۳۔ شبیر اُحمد' مولانا' قرآن حکیم' اردو ترجمہ' اٹھائیسواں ایڈیشن' اگست' ۲۰۰۵ء' قرآن آسان تحریک (رجسٹرڈ) لاہور' پیش لفظ' ص: ج

۴۔ میاں' افتخار الحسن' ترجمہ قرآن -قرآن فہمی کا ایک پہلو' (تفسیر ضیاء القرآن کا خصوصی مطالعہ' مقالہ ضمن مجلۃ: فکر ونظر' خصوصی اشاعت' برصغیر میں مطالعہ قرآن' اسلام آباد' ادارہ تحقیقات اسلامی' جلد نمبر ۳۶' شمارہ نمبر: ۳-۴' ۱۹۹۹ء' ص: ۳۲۱۔

۵۔ اُیضاً' ص: ۳۱۲

۶۔ مودودی' اُبوالاعلیٰ' تفہیم القرآن' لاہور' مکتبہ تعمیر انسانیت' بارھواں ایڈیشن' نومبر ۱۹۷۴ء' جلد اُول' ص: ۷۔

۷۔ اُیضاً۔

۸۔ میاں' افتخار الحسن' مقالہ مذکور' ص: ۳۱۲

۹۔ دستور پاکستان کا پہلا خاکہ مرتب کرنے والے' نومسلم مفکر' مصنف' مبلغ جو جولائی ۱۹۰۰ء میں پولینڈ میں ایک یہودی ربی خاندان میں پیدا ہوئے' خاندانی روایات کے مطابق بچپن میں عبرانی اور آرامی زبانیں سیکھیں' ۱۹۲۶ء میں مشرف بہ اسلام ہوئے' آپ نے فروری ۱۹۹۲ء میں وفات پائی اور ہسپانیہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے' آپ کی زیادہ مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

1- The Road To Mecca.

2- Islam at the crossroad.

۱۰۔ مولانا شبیر اُحمد رحمہ اللہ کے بیٹے صفدر صاحب سے انٹرویو۔

۱۱۔ شبیر اُحمد' مولانا' قرآن حکیم' اردو ترجمہ' پیش لفظ' ص: د

۱۲۔ اُیضاً' ص: ھ' و۔

۱۳۔ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے' آپ شاہ ولی اللہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں' آپ پہلے شخص تھے جنھوں نے قرآن پاک کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام موضح القرآن رکھا جو ۱۷۹۱ء بمطابق ۱۲۰۵ھ میں مکمل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا' یہ ترجمہ مفصل اور محشی ہے اس لیے مطالب القرآن کو بھی اچھی طرح سے واضح کرتا ہے اور اردو کی ایک بلند پایہ تصنیف سمجھا جاتا ہے' آپ نے دہلی میں ۱۲۳۰ھ میں وفات پائی۔ دیکھیے: فیروز سنز' اردو انسائیکلوپیڈیا' فیروز سنز' لاہور' تیسرا ایڈیشن' ۱۹۸۴ء' ص:۶۳۳۔

۱۴- آپ ۱۲۶۸ھ بمطابق ۱۸۵۱ء میں دیوبند کے ایک نامور عالم دین مولانا ذوالفقار علی کے ہاں پیدا ہوئے' جب مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے دیوبند میں مدرسہ ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو قائم کیا تو مولانا محمود اس کے پہلے شاگرد تھے۔ ر ہے' ۱۳۳۵ء کے آغاز میں آپ کو گرفتار کر کے مالٹا بھجوا دیا گیا' ۱۹۳۸ء میں رہا ہوئے' مالٹا کی اسیری کے دوران قرآن کا ترجمہ مکمل کیا اور اس پر سورہ مائدہ تک حواشی لکھے' جبکہ باقی پر مولانا سید شبیر احمد عثمانی نے حواشی لکھے' آپ نے ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو دیوبند میں انتقال فرمایا۔ دیکھیے: قاسم محمود' سید' شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا' لاہور' الفیصل ناشران وتاجران کتب' آٹھواں ایڈیشن' اکتوبر ۲۰۰۵ء' جلد دوم' ص ع ل-۱۴۶۱)

۱۵- مفسر ومحدث اور شاہ ولی اللہ کے دوسرے صاحبزادے جو ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوئے' آپ عالم متبحر' درویش سیرت بزرگ اور بلند پایہ مفسر ومحدث تھے' قرآن پاک کا ترجمہ وتفسیر ان کی یادگار ہیں' آپ نے ۱۸۱۷ء میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ دیکھیے: فیروز سنز' اردو انسائیکلوپیڈیا' ص:۶۳۲۔

۱۶- جماعت اسلامی کے بانی اور امیر' اور روشن خیال عالم دین جو ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے' آپ اعلیٰ درجے کے انشا پرداز' بلند پایہ مفکر' مقرر' عالم بزرگ ہیں' آپ نے متعدد دینی وسیاسی مسائل پر متعدد کتب لکھیں' آپ نے ۱۹۷۹ء میں وفات پائی۔ دیکھیے: فیروز سنز' اردو انسائیکلوپیڈیا' ص:۹۶۰)

۱۷- عالم دین اور ماہر قرآنیات جو بھارت کے صوبہ اتر پردیش کے ایک گاؤں بہوڑ' ضلع اعظم گڑھ میں ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے' دینی وعصری تعلیم مدرسۃ الاصلاح' سرائے میر سے حاصل کی' اسی مدرسہ کے حوالے سے اصلاحی کہلوائے' قیام پاکستان کے بعد لاہور آئے اور جماعت اسلامی کیلیے وقف ہو کر کام کیا' بعض اختلافات کی بناء پر ۱۹۵۷ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی' علیحدگی کے بعد تفسیر لکھنے کا کام شروع کیا جو تقریبا ۲۳ برس کی محنت شاقہ کے بعد "تفسیر تدبر قرآن" کے نام سے ۹ جلدوں میں مکمل ہوئی' مولانا ۱۵ دیسمبر ۱۹۹۷ء میں راہی ملک عدم ہوے۔ دیکھیے: قاسم محمود' سید' شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا' جلد اول' ص ع ل-۲۷۳)

۱۸- عالم دین اور محدث جو ۱۷ رجب ۱۲۶۷ھ بمطابق ۱۸۵۰ء میں بمقام کانپور (صوبہ یوپی' ہندوستان) میں پیدا ہوے اور ۲۵ شعبان ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۹۲۰ء میں آصف نگر میں فوت ہوے اور وقار آباد ضلع حیدر آباد دکن ہند میں مدفون ہوئے' آپ شاعر بھی تھے' اردو اور عربی دونوں میں آپ کے اشعار ملتے ھیں۔ آپ نادرہ ءروزگار تھے' مؤلفات کی تعداد ۱۰۰ کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے جن میں سے اہم موضح القرآن (بامحاورہ ترجمہ قرآن مجید) تفسیر وحیدی' تبویب القرآن فی مضامین الفرقان' تیسیر الباری ترجمہ صحیح البخاری مع حواشی' راہ نجات وغیرہ ہیں' تفصیل کیلیے دیکھیے: عبد الحی' مولانا' نزہۃ الخواطر' دار ابن حزم' بیروت' بار اول: ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء' جلد ثالث' ص:۱۳۹۹۔ ونواب وحید الزمان' علامہ' تبویب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن فی مضامین الفرقان' لاہور' نعمانی کتب خانہ' بار اوّل' ۱۹۸۳ء' جلد اوّل' ص: زتای۔

۱۹- مشہور عالم دین' حکیم الاُمت' مجدد الملت جو ۱۸۶۳ء میں تھانہ بھون ضلع مظفر نگر (بھارت) میں پیدا ہوئے' آپ کی تصانیف کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے' جن میں بہشتی زیور بہت زیادہ مشہور ہوا' لیکن آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر (بارہ جلدوں میں) ہے' آپ نے ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ دیکھیے: فیروز سنز' اردو انسائیکلوپیڈیا' ص:۸۶۔

۲۰- شبیر اَحمد' مولانا' قرآن حکیم' اردو ترجمہ' پیش لفظ' ص: و

۲۱- اَیضاً' ص:۵

۲۲- اَیضاً' ص:۱۰۶۶۔

۲۳- اَیضاً' ص:۳

۲۴- اَیضاً' ص:۵'۶

۲۵- اَیضاً' ص:۷

۲۶- اَیضاً' ص:۲

۲۷- اَیضاً' ص:۲

۲۸- اَیضاً' ص:۴

۲۹- اَیضاً' ص:۱۰۵۹۔

۳۰- اَیضاً' ص:۵۲۵

۳۱- اَیضاً' ص:۴

۳۲- اَیضاً' ص:۱۰۷۸۔

۳۳- اَیضاً' ص:۲۔

۳۴- اَیضاً' ص:۷۔

۳۵- شبیر اَحمد' مولانا' قرآن حکیم' اردو ترجمہ' ص:۱۰۶۵۔

۳۶- اَیضاً' ص:۲۶۔

۳۷- اَیضاً' ص:۴۲' ۴۳۔

۳۸- اَیضاً' ص:۱۶۔

۳۹- اَیضاً' ص:۱۰۷۷۔

۴۰- اَیضاً' ص:۲۰' ۳۰' ۶۴' ۴۷۷' ۹۷۰۔

۴۱- اَیضاً' ص:۱۱' ۱۲۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۲- أیضاً ص:۱۰۴۵

۴۳- أیضاً ص:۱۰۵۵۔

۴۴- أیضاً ص:۱۰۵۰

۴۵- أیضاً ص:۱۰

۴۶- أیضاً ص:۱۰۵۱، ۱۰۵۲۔

۴۷- أیضاً ص:۱۰۷۱۔

۴۸- أیضاً ص:۲

۴۹- أیضاً ص:۳۵، ۴۷۷۔

۵۰- أیضاً ص:۳۷۔

۵۱- أیضاً ص:۱۰۴۲۔

۵۲- أیضاً ص:۱۰۴۹۔

۵۳- أیضاً ص:۱۰۶۵۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے چند غیر معروف اردو تراجم

﴿اجمالی تعارف﴾

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس ☆

ترجمہ کیا ہے؟ اس کی ماہیت وحقیقت بیان کرنے میں اہل علم مختلف آراء رکھتے ہیں لیکن تمام اہل علم میں اس کی اہمیت وافادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔(۱) تاریخ اسلام میں فکر اسلامی کو دیگر تہذیبوں تک منتقل کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ''ترجمان'' کا تصور ضرور ملتا ہے۔(۲)

دنیا کی ہر زبان میں الفاظ دو پہلو رکھتے ہیں ایک تو وہ خاص معنی جس کے لیے ان کو وضع کیا گیا اور دوسرا اس لفظ کے اندر احساسات جذبات اور اس زبان کا کلچر۔ ترجمہ میں دقت یہ ہوتی ہے کہ معنی کی ادائیگی کے لیے ایک زبان کی جگہ دوسری زبان کا لفظ تو لے لیا جاتا ہے۔ مگر دیگر عناصر کو دوسری زبان کے لفظ میں سمیٹنے سے قاصر رہتے ہیں۔(۳) یہی وجہ ہے ترجمہ کو ایک مشکل فن سمجھا گیا۔ ایک زبان کے الفاظ کی تمام تر رعنائیاں یقیناً دوسری زبان میں منتقل نہیں کی جاسکتیں، مگر اپنے پیغام اور دعوت کی ترسیل کے لیے ترجمہ کو ایک ذریعہ ضرور بنایا جاسکتا ہے۔(۴)

اسلام کا پیغام پھیلا تو قرآن کے تراجم کا بھی آغاز ہوا۔ اردو زبان معرضِ وجود میں آئی تو برصغیر کے علما نے اردو تراجم کا آغاز کیا، سب سے پہلے شمالی ہند کے مولانا معظم نابھوی نے ۱۷۱۹ء/۱۱۳۱ھ میں قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ کیا، اگرچہ یہ مکمل نہ تھا۔(۵)

☆ صدر شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد قرآنی تعلیم کے فروغ اور حصول ثواب کے لیے مترجمین کی ایک طویل فہرست ہے۔ ہر مترجم نے اپنے فہم دین، ذوق، رجحانات کو پیش نظر رکھا۔ لسانی ارتقاء نے بھی نئے ترجموں کی ضرورت کی راہ کھولی۔ اہل علم نے مختلف تراجم کا تقابلی مطالعہ کیا اور ایک ترجمہ کی دوسرے پر فضلیت ثابت کرنے کے لیے زور علمی صرف کیا۔ قرآن کریم کے تراجم میں حسن وسلاست، باطل افکار اور الحادی وانحرافی نظریات کے رد کے لیے تو یہ رویہ درست ہے، مگر دوسرے مترجمین کو کم علم اور جاہل ثابت کرنا انتہائی نازیبا حرکت ہے۔ تاہم قرآنی تراجم کو قرآن کی طرح منزل من اللہ سمجھ کر کسی ایک ترجمہ کو حتمی اور آخری قرار دینا بھی غیر علمی اور غیر سنجیدہ رویہ ہے۔ قرآن عربی مبین میں نازل ہوا۔(۶) یہی آسمان کی دفتری زبان ہے۔(۷) اور اپنی ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے تمام زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے۔(۸) جب غالب، اقبال اور شیکسپیئر (Shakespeare) کی تخلیقات کو ان کی اصل روح کے مطابق اردو میں ڈھالنا ناممکن ہے تو ''عربی مبین'' کے حامل قرآن کو کما حقہ کس طرح اردو سمیت کسی بھی دوسری زبان میں منتقل کیا جا سکتا ہے، جب کہ اردو زبان کا لسانی ڈھانچہ بھی عربی سے مختلف ہو تو مشکل اور بڑھ جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مترجمین کی مختلف مسالک سے وابستگی کے علاوہ اردو زبان پر عربی کے اثرات جن سے بعض اوقات ایک لفظ عربی میں مثبت معانی میں استعمال ہوتا ہے مگر اردو میں اس کو منفی سمجھا جاتا ہے۔ اور دیگر اثرات کی وجہ سے اردو کے ترجموں میں فرق ضرور ہے، مگر ہمیں صالح اور متقی صاحبان علم مترجمین کے اخلاص پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ عربی تفسیروں کے بعض اختلافات بھی ترجموں پر اثر انداز ہوے، آیات قرآنی میں معانی ومفاہیم کے تنوع کو بیچارہ کمزور مترجم کس طرح احاطہ الفاظ میں بیان کر سکتا ہے۔ اگر کوئی قرآن کا ترجمہ عربی میں بھی کرنا چاہے تو اس کے پاس بھی عجز ودرماندگی کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ دور حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ علوم القرآن کے ایسے صالح اور متقی ماہرین کے سپرد ترجمہ قرآن کا کام کیا جائے جو مختلف زبانوں کے لسانی ڈھانچہ سے آگاہی رکھنے کے ساتھ ساتھ سائنس، معاشیات اور سیاسیات وغیرہ کی اصطلاحات سے بھی کامل واقفیت رکھتے ہوں۔ اس تگ ودو کے نتیجہ میں جو بھی کاوش سامنے آئے گی وہ، الفاظ قرآنی کی ترجمانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تقسیم ہی ہوگی ترجمہ قرآن نہ ہوگا۔(۹) شاید اسی احتیاط کے پیش نظر ڈاکٹر محمد محسن خاں اور ڈاکٹر محمد تقی الدین الھلالی کے ترجمہ کا نام "Interpretation of the Meanings of the Noble Quran" رکھا گیا ہے۔ ان ساری مشکلات کے باوجود اردو مترجمین نے ترجمہ میں انتہائی احتیاط کا مظاہرہ کیا۔ فنی اور معنوی اعتبار سے بہتر سے بہتر کاوش کی۔ لیکن یہ انسانی کاوش ہے جس میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ خاندان ولی اللہ کا احسان یہ ہے کہ برصغیر میں ترجمہ قرآن کی روایت ڈالی مگر ساتھ یہ بھی کہ شاہ ولی اللہ نے المقدمۃ فی قوانین الترجمہ (۱۰) لکھ کر اس کام کے لیے بنیادی اصول وضع کیے۔ مگر لسانی ارتقاء کی وجہ سے قوانین ترجمہ کو از سر نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ ہر مترجم ان بنیادی اصول وضوابط کو اپنے ترجمہ کے ساتھ شائع کرے جن کو اس نے ترجمہ کرتے ہوئے پیش نظر رکھا۔ ترجمہ کے سلسلہ میں چند اہم امور درج ذیل ہیں، جن کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۱۔ مترجم کے لیے ضروری کہ وہ جس زبان میں ترجمہ کر رہا ہے اس زبان اور عربی لغت کے معانی وصیغہ سے آگاہ ہو۔

۲۔ اسے دونوں زبانوں کے اسالیب اور خصوصیات کا بھی پتہ ہو۔

۳۔ کسی آیت کے متعدد مطالب ہوں تو ان میں سے راجح مطلب کو اختیار کرے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کو پیش نظر رکھا جائے۔

۵۔ کوئی ایسا لفظ نہ استعمال کیا جائے جو بارگاہ الٰہی کے شایان شان نہ ہو۔

۶۔ مقام انبیاء علیہم السلام کی عظمت وتقدس کو ملحوظ رکھا جائے۔

۷۔ اسلام کے قطعی اور یقینی عقائد کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔(۱۱)

چار ایسے ترجمہ ہائے قرآن کا ذیل میں مختصر تعارف کروایا جا رہا ہے جو عوام الناس میں مقبول ومعروف نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) عرفان القرآن: سید محمد وجیہ السیما عرفانی:

سید محمد وجیہ السیما عرفانی ۱۴/اکتوبر ۱۹۲۰ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان دینی علوم میں ایک معتبر حوالہ کی حیثیت رکھتا تھا، پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے فلسفہ کیا۔ درس نظامی کے اسباق بھی چند اساتذہ سے پڑھے۔ عربی، فارسی، فرانسیسی، اردو، پنجابی، سنسکرت، جرمن زبانوں میں کامل مہارت حاصل تھی، ریڈیو پاکستان کے شعبہ خبر میں بطور مترجم کام بھی کیا، دس سے زائد نثر اور شعر میں آپ کی کتب شائع ہو چکی ہیں۔

فن ترجمہ پر آپ کو کامل عبور حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے خدمت قرآن کا کام لینا تھا اس لیے مختلف زبانوں کے فن پاروں کو اردو میں منتقل کروایا۔ علاوہ ازیں چشتی سلسلہ سے نسبت و تعلق نے آپ کے لیے باطن قرآن کے دریچے وا کیے۔(۱۲) یہی وجہ ہے کہ اس ترجمہ میں، ابلاغ کمال درجہ کا پایا جاتا ہے۔ علم بیان کے محاسن کو بھی ترجمہ میں سمونے کی سعی کی ہے ترجمہ کے لیے الفاظ کا انتخاب قاری کے ذہن پر خوشگوار اثر چھوڑتا ہے۔

عرفان القرآن (۱۳) کے چند امتیازات درج ذیل ہیں۔

اردو روزمرہ اور محاورہ میں معروف و معتبر اسلوب اپنایا چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(i) تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (لهب: ۱)

ترجمہ: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ابولہب مردہ باد۔''

اللہ جل شانہ نے ابولہب کی جس انداز میں مذمت کی اسے ''مردہ باد'' کہہ کر قارئین پر واضح کیا۔

(ii) الحمدلله (فاتحه: ۱)

''تعریف والی ہر بات اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔''

حمد کے مفہوم کو اردو روزمرہ کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

(iii) الذين يومنون بالغيب (البقره: ۳)

''جو بن دیکھے پر ایمان رکھتے ہیں۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالغیب کے مفہوم کو اعلیٰ اسلوب میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

بعض اوقات قاری قرآن کریم کا ترجمہ پڑھتے ہوئے کسی الجھن کا شکار ہو جاتا ہے، ایسے مقامات پر عرفان القرآن میں ترجمہ کا اسلوب اس طرح کا اختیار کیا گیا ہے کہ اشکال کا حل سامنے آ جائے۔

(i) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (فاتحہ:۵)

چند تراجم ملاحظہ فرمائیں:

بتا دیجیے ہم کو رستہ سیدھا	(اشرف علی تھانوی)
ہم کو (دین کا) سیدھا رستہ دکھا	(ڈپٹی نذیر احمد)
دکھا ہم کو راستہ سیدھا	(سید شبیر احمد)
دکھا ہم کو راہ سیدھی	(شاہ رفیع الدین)
چلا ہم کو راہ سیدھی	(شاہ عبدالقادر)
دکھا ہم کو سیدھا راستہ	(عبدالعزیز خالد)
(ہمیشہ) ہمیں سیدھی راہ چلا	(علامہ احمد سعید کاظمی)
(ہم کو سیدھے راستے چلا	(فتح محمد جالندھری)

بعض اوقات یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم فاتحہ کی اس آیت کے تکرار کے باوجود صراط مستقیم پر نہیں، درج بالا تراجم سے یہ اشکال واضح نہیں ہوتا، عرفان القرآن کے ان الفاظ سے یہ الجھن دور ہو جاتی ہے۔

ہمیں سیدھے اور صحیح رستے پر لیے چل ''لیے چل'' نے اس مفہوم کو واضح کر دیا کہ اس وقت جو میں ہدایت پر ہوں اس میں ثابت قدمی اور دوام و استمرار کی طلب ہے۔

(ii) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ:۲)

مولانا مودودی کا ترجمہ اس طرح ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کے لیے۔''

مولانا مفتی محمد شفیع نے مفہوم کو اس طرح ادا کرنے کی کوشش کی۔

''اس کتاب میں کوئی شک نہیں راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو۔''

عرفان القرآن میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا گیا ہے:

''یہی وہ کتاب حق ہے کہ اس میں شک والی کوئی بات ہے ہی نہیں یہ ان پرہیزگاروں کی رہنما ہے جو''

☆ احترام رسول ﷺ کے اعتبار سے مترجم نے اس ترجمہ میں حد درجہ احتیاط کی ہے، آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لیے ''تو'' اور ''تم'' جیسے الفاظ سے ترجمہ نہیں کیا کیونکہ عرف میں یہ الفاظ ادب واحترام کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

(i) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص: ۱)

''یارسول اللہ آپ فرما دیجئے وہ اللہ ایک ہی ہے۔''

(ii) وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْ خُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (النصر: ۲)

''تو اے سرور دوعالم آپ دیکھیں گے کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں شامل ہو رہے ہیں۔''

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (الضحی: ۳)

''اے رسول برحق ﷺ آپ کے پروردگار نے آپ کو ہرگز نہیں چھوڑا نہ ترش رو ہوا۔''

مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (القمر: ۲)

''اے سرور انبیاء ﷺ آپ اپنے پروردگار کی نعمت سے مجنون تو نہیں ہیں۔''

ترجمہ میں صلوۃ وسلام پورا لکھنا حضرت عرفانی کے تعلق بالرسول کا آئینہ دار ہے۔

بعض مقامات پر الفاظ کے مفہوم کو تفسیری انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے، ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر (الکوثر: ۱)

''یا رسول اللہؐ بے شک ہم نے آپ کو ہر ایک خیر و برکت کی انتہائی بہتات عطا فرمادی ہے۔''

(۲) انوار القرآن: مولانا عبدالحکیم شرف قادری

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (۱۹۴۴۔۲۰۰۷ء) ایک مایہ ناز مصنف، معروف مترجم اور کہنہ مشق مدرس کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔ مولانا سردار احمد، علامہ محمد اشرف سیالوی، علامہ عطا محمد بندیالوی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مفتی محمد امین جیسے فاضل اساتذہ سے اکتساب علم کے بعد جامعہ نعیمیہ لاہور، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ، جامعہ اسلامیہ ہری پور، اشاعت العلوم چکوال جیسے اہم مدارس میں تدریسی فرائض انجام دیے آپ نے عربی، فارسی، اور اردو زبان میں آثار علمیہ چھوڑے ہیں، عربی کتابوں کو اردو زبان کا جامہ اس طرح پہناتے کہ وہ اصل تصنیف محسوس ہوتی۔ (۱۴)

علم و دانش کا یہ کوہ گراں، عجز و انکساری کا نمونہ تھا، انوار القرآن کی وجہ تالیف کا سبب خود ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''مجھے یہ زعم نہیں ہے کہ میں نے ترجمہ میں کوئی کمال دکھایا ہے، یا اس ترجمہ کی کوئی امتیازی خصوصیات ہیں، ایک دوست نے مجھ سے پوچھا کہ اتنے تراجم جو موجود ہیں تو اس ترجمے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا: کوئی ضرورت نہیں میں تو اپنی ضرورت کے تحت لکھ رہا ہوں، دراصل میں خود بحیثیت ایک طالب علم اپنی بساط کے مطابق قرآن پاک کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اور کسی قدر گہری نظر سے مطالعہ تب ہی ہوسکتا ہے جب اسے لکھا بھی جائے۔''

دوسری وجہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''فقیر ایک عرصہ سے سوچتا تھا کہ کائنات کی سب سے اہم کتاب قرآن پاک ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ نقل متواتر سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہے اور یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم دوسری کتابیں پڑھتے ہیں اور ان پر ترجمہ، تشریح یا تشریح کی صورت میں کام کرتے ہیں، لیکن قرآن کریم جیسی کتاب کا ہم نظر غائر سے مطالعہ نہیں کرتے، کوئی فوت ہو جائے تو ایصال ثواب کے لیے اس کی تلاوت کر لیتے ہیں یا پھر دینی مدارس کے نصاب کا حصہ ہونے کی حیثیت سے پڑھ لیتے ہیں۔ بہرحال جتنی توجہ اس کتاب کو دینی چاہیے وہ ہم نہیں دیتے۔" (۱۵)

ترجمہ کا اسلوب اور معاون کتب:

اپنے اسلوب ترجمہ اور ماخذ کی وضاحت خود علامہ شرف قادری ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب راقم کو پہلی اور دوسری دفعہ (بلکہ اب تیسری دفعہ) حرمین شریفین حاضری کا موقع دیا تو دعائیں کرتا رہا کہ اے خالق و مالک تو مجھے اپنی کتاب کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔

کچھ عرصہ پہلے راقم نے قرآن پاک کا ترجمہ شروع کیا، اس کا طریقہ یہ رہا کہ پہلے چند مستند تراجم دیکھتا ہوں، اس سلسلے میں مختلف تراجم دیکھنے کا اتفاق ہوا، ضیاء القرآن کا بھی مطالعہ کرتا رہا ہوں، آخر میں چار بلکہ تین ترجمے رہ گئے جنہیں بالالتزام دیکھتا ہوں۔

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی — فتح الرحمٰن

(۲) امام احمد رضا بریلوی — کنز الایمان

(۳) علامہ سید احمد سعید کاظمی — البیان

(۴) ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی — فیوض القرآن

اس کے بعد عربی کی مختلف تفسیریں دیکھتا ہوں خاص طور پر جہاں واضح طور پر ترجمانی نہیں ہو پاتی، مثلاً:

(۱) تفسیر جلالین مع حاشیہ علامہ صاوی

(۲) تفسیر سمرقندی

(۳) تفسیر مظہری

(۴) تفسیر روح المعانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) تفسیر کبیر

(۶) تاویلات اہل السنۃ از امام ابو منصور ماتریدی

ترجمہ کی خصوصیات:

اس ترجمہ کی درج ذیل خصوصیات ہیں:

ترجمہ میں عظمت الوہیت اور انبیاء کرام خصوصاً حضور سید عالم ﷺ کی عظمت اور شان رفیع کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

☆ ترجمہ اردو اسلوب کے مطابق رواں دواں ہے تا کہ قاری کو مطلب کے سمجھنے میں آسانی رہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (آل عمران/۹۳)

اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:

''اے حبیب فرما دیجئے اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ اور اس کی تلاوت کرو۔''

☆ یہ ترجمہ نہ تو لفظ بلفظ ہے اور نہ ہی لفظی ترجمہ ہے بلکہ تفسیری اور مرادی ترجمہ ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ دور آخر کے جمہور علماء اہل سنت فرماتے ہیں کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہیں بلکہ چچا تھے، اس لیے ترجمہ ہی یوں کیا گیا ہے:

''جب انہوں نے اپنے چچا کو کہا۔''

☆ عموماً ضمیروں کا ترجمہ واضح نہیں ہوتا اور پڑھنے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ضمیر کس طرف راجع ہے انوار القرآن میں اس کی وضاحت کی بھی کوشش کی ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ (توبہ: ۹۴)

''یعتذرونَ'' کی ضمیر کس طرف راجع ہے، اِلَيْكُمْ کا خطاب کس سے ہے؟ اور کس جگہ سے لوٹ کر آنا مراد ہے، ترجمہ دیکھئے۔

''مسلمانو! جب تم (تبوک سے) لوٹ کر آؤ گے تو منافق تمہارے سامنے عذر پیش کریں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔''

☆ وَعَدَ یَعِدُ وعدہ کے معنی میں بھی آتا ہے اور وعید (دھمکی) کے معنی میں بھی آتا ہے، جب عذاب کے ساتھ ''وعد'' کا تذکرہ ہو تو اس کا ترجمہ دھمکی سے کیا ہے، مثلاً: مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ یہ دھمکی کب پوری ہوگئی؟

☆ اس ترجمہ میں مترجم نے موجودہ دور کے محاورہ کا لحاظ بھی رکھا۔ جیسے:

(i) لَآ اَسْئَلُکُم عَلَیْہِ اَجْرًا

''میں تم سے تبلیغ دین کی فیس نہیں مانگتا۔''

(ii) وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا

''جب کہ میں بڑھاپے کی آخری اسٹیج تک پہنچ گیا ہوں۔''

(iii) وَاِذَا قِیْلَ لَھُم لَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (البقرہ: ۱۱)

''اور جب انہیں کہا جائے: ''زمین میں دہشت گردی نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔''

فساد فی الارض کا ترجمہ ''دہشت گردی'' کرنے کی وضاحت آپ کے لخت جگر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے یوں کی ہے۔

اس آیت مبارکہ کا ترجمہ جب میرے سامنے آیا تو میں نے حضرت والد صاحب سے پوچھا ''لاتفسدوا'' کا معنی ''دہشت گردی نہ کرو'' کیسے ہوگا؟ تو فرمایا: ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَیُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ، وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ. (البقرہ: ۲۰۵)

''اور جب وہ آپ کی مجلس سے رخصت ہوتا ہے تو زمین میں دہشت گردی کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے، کھیتی اور جانداروں کو ہلاک کرتا ہے اور اللہ دہشت گردی کو پسند نہیں فرماتا۔'' (انوار القرآن)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت والد صاحب نے فرمایا: اس آیت میں کھیتی اور جانداروں کی ہلاکت کو فساد سے تعبیر کیا گیا ہے اور دہشت گردی کیا ہوتی ہے؟ یہ بات سنتے ہی میرے ذہن میں بھی "**فساد فی الارض**" کا مفہوم واضح ہو گیا کیونکہ عصر حاضر میں ریاستی دہشت گردی کرنے والے اپنے عسکری جرائم کا اعتراف کرنے کی بجائے بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں "ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں" اور اپنے آپ کو اپنی ہی زبان سے مستعمر بھی کہتے ہیں، جبکہ محکوم ممالک کا خون چوسنے کے عمل کو استعمار کا نام دیتے ہیں۔

☆ انوار القرآن کے محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سلاست کے لیے قرآنی عبارت اور الفاظ کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ قرآنی الفاظ کے قریب رہنے کی کوشش کی گئی ہے، درج ذیل آیت کے ترجمہ میں یہ کوشش واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے، ارشاد ربانی ہے:

اِذْ یَغْشَی السِّدرَۃَ مَایَغْشٰی. (النجم:۱۶)

"جب سدرہ پر چھا رہا تھا وہ حسن جو چھا رہا تھا"۔

اس آیت مبارکہ کے ترجمہ میں "چھا رہا تھا" دو مرتبہ آیا ہے کیونکہ عربی عبارت میں "یغشی" بھی دو مرتبہ ہے، اس کے ترجمہ کو دوبار ذکر کرنے کی بجائے ایک مرتبہ ذکر کرنے پر بھی اکتفا کیا جا سکتا تھا، لیکن صاحب انوار القرآن بڑے اہتمام سے اس کا ترجمہ دو مرتبہ ہی لائے ہیں، قرآنی الفاظ کے اہتمام کی کوشش اس خوبصورتی سے کی گئی ہے کہ زبان و بیان کی چاشنی میں بھی کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی۔

☆ صاحب انوار القرآن کی زندگی کا بڑا حصہ تفسیر و حدیث اور دیگر عربی و اسلامی علوم پڑھانے میں گذرنے کے باعث آپ کی علم تفسیر، اصول تفسیر اور اصول ترجمۂ قرآن پر گہری نظر تھی، اور ان سارے علوم میں مہارت نے آپ کے ترجمۂ قرآن کو زیادہ معتبر اور مستند بنا دیا۔ آپ نے سورۃ فاتحہ کی آخری آیت کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے علم نحو پر آپ کی گہری نظر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ آیت اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ. (الفاتحہ:۷)

''جو نہ تو غضب کا نشانہ بنے اور نہ ہی گمراہ ہوے۔''

اس ترجمہ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں: یہ ترجمہ اس لیے کیا گیا ہے کہ ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ بدل ہے ''الَّذِيْن'' سے معنی یہ ہے کہ جنہیں انعام دیا گیا ہے وہی لوگ ہیں جو غضب اور گمراہی سے محفوظ رہے (تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۰) اور یہ جو ترجمہ کیا جاتا ہے کہ ''نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا'' وہ بھی صحیح ہے، اس میں مفہوم بیان کیا گیا ہے۔''

مندرجہ بالا سطور سے جہاں صاحب انوارالقرآن کی علم نحو پر گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے وہیں سابقہ تراجم کے لیے احترام کا عنصر بھی واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے، اور یہ علامہ شرف کی وسعت نظری کی بہترین دلیل ہے۔

(۳) عمدۃ البیان: مفتی غلام سرور قادری

مفتی غلام سرور قادری ۱۹۳۹ء کو مظفر گڑھ میں پیدا ہوے۔ آپ کے اساتذہ میں نمایاں نام علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ صوبائی وزیر برائے مذہبی امور پنجاب بھی رہے ہیں۔ تصانیف کی تعداد ۵۵ سے زائد ہے۔ (۱۶) چند امتیازات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ **ترجمہ عمدۃ البیان** بنیادی طور پر تفسیری ترجمہ ہے۔ اس لیے قوسین کا بکثرت استعمال کیا گیا ہے مثلاً

الم کے بعد قوسین میں لکھا ہے

''(اس کا مطلب اللہ و رسول ﷺ ہی جانیں)''

☆ اس ترجمہ کا اہم اور بنیادی امتیاز گرائمر کے اصولوں کی سختی سے پابندی بتایا گیا ہے۔ مفتی غلام سرور قادری نے اپنے ترجمہ کو گرائمر کے اصولوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے جو تگ و دو کی اس کو محاسن عمدۃ البیان کے نام سے تحریر کیا ہے۔ جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ آپ نے اس پمفلٹ میں یہ بھی ذکر کیا کہ عموماً گرائمر پر بہت زیادہ توجہ نہ دینے سے دیگر تراجم میں بعض سقم رہ گئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔اس پمفلٹ سے گرائمر کو ملحوظ خاطر رکھنے اور مفتی صاحب کے نزدیک دیگر علما کا اس پہلو کو نظر انداز کرنے کی چند مثالیں نقل کی جاتی ہیں۔ واضح رہے کہ مفتی صاحب کی ان تمام آراء سے اتفاق ضروری نہیں۔

(i) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا ترجمہ عمدۃ البیان میں ہے۔

''(کہو) اللہ بے حد مہربان بہت رحم کرنے والے کے نام سے ہی (میرا شروع کرنا ہے)''

یہ ترجمہ کرنے کی وجوہ اور دیگر مترجمین کی اصلاح کرتے ہوئے مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

(ا) ''بعض مترجمین نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تشریح (فاتحہ۔ا) کا ترجمہ ''اللہ کے نام سے شروع'' کرنے کی بجائے یوں کیا ''شروع اللہ کے نام سے'' اس طرح ترجمہ اللہ کے نام سے شروع نہ ہوا بلکہ لفظ ''شروع'' سے ہی شروع ہوا جو عربی گرائمر اور مقصد کے خلاف ہے ،کیونکہ مقصد یہ ہے کہ ابتدا اللہ ہی کے نام سے ہو الحمد للہ! علمائے اہلسنت کے تراجم میں اس نکتہ کا خیال رکھا گیا ہے حالانکہ دیگر مترجمین کے تراجم میں ایسا نہیں کیا گیا جبکہ اس نکتہ کا خیال نہ رکھنا عربی گرائمر کی خلاف ورزی ہے اور آداب خداوندی کے بھی خلاف ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ادب کا یہی تقاضا ہے کہ ابتداء اس کی نام اقدس سے ہو اور بعض نے یوں ترجمہ کیا ''اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔'' اس ترجمہ میں دو غلطیاں کی گئی ہیں۔

(۲) ایک یہ کہ لفظ ''شروع'' درمیان میں لایا گیا ہے جبکہ اسے آخر میں لانا چاہیے ہم اپنے ترجمہ میں آخر میں لائے ہیں کیونکہ لفظ شروع کے درمیان میں لانے سے اسم مبارک ''اللّٰهِ'' موصوف اور اس کی صفت ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے درمیان فاصلہ آ جاتا ہے جو درست نہیں ہے اس لیے مفسرین نے لفظ ''شروع'' کو ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے آخر میں مقدر قرار دیا ہے چنانچہ تفسیر مدارک شریف امام نسفی میں ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وانما قدر المحذوف متاخرا (الی ان قال) فوجب ان یقصد الموحد معنی اختصاص اسم اللہ بالا ابتداء و ذالك بتقدیمه و تاخیر الفعل" یعنی شروع کرتا ہوں وغیرہ ایسا لفظ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے آخر میں محذوف تصور ہوگا تو ضروری ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی ابتدا اور شروع اللہ کے نام سے ہو یعنی "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" میں "ابتدی" یا "اشرع" کو آخر میں مقدر مانا جائے گا اس لیے کہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاص "اللہ" کے نام سے ابتدا کرے اور ظاہر ہے کہ یہ ابتدا اللہ کے نام سے تب ہوگی جب اللہ کا نام شروع میں آئے اور لفظ "ابتدئ" یا لفظ "اشرع" یا اقرء آخر میں محذوف قرار دیا جائے (ملاحظہ ہو تفسیر مدارک ۱۔۱۱) اس لیے ہم نے اپنے اس ترجمہ میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا ترجمہ یوں کیا ہے "اللہ بے حد مہربان بہت رحم کرنے والے کے نام سے شروع" ہم لفظ شروع کو عربی گرائمر کے قاعدے کی رو سے آخر میں لائے ہیں۔

(۳) دوسری یہ غلطی کہ "الرَّحْمٰنِ" کا ترجمہ "بڑا مہربان" یا "بہت مہربان" کیا گیا ہے اور "رَحِيْمِ" کا ترجمہ "بڑا رحم والا" یا "رحم والا" کیا گیا جو عربی گرائمر کی رو سے درست نہیں ہے کیوں کہ "الرَّحْمٰنِ" اور "رَحِيْمِ" دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں لیکن "رَّحْمٰنِ" میں "رَحِيْمِ" کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے اس لیے "رحمن" اللہ کے سوا کسی اور کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا یعنی "الرَّحْمٰنِ" صرف اللہ کو ہی کہیں گے یہ کسی اور کا نام نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ تفسیر بیضاوی و مدارک میں ہے "الرحمن ابلغ من الرحیم و فی الرحمن من المبالغة ما لیس فی الرحیم" (جلد ا ص ۱۲) کہ رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے "الرحمن خاص تسمیة لانه لا یوصف به غیره" کہ اَلرَّحْمٰنِ خاص اللہ کا نام ہے اسے کسی اور کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا اور رحیم، بھی مبالغہ ہے "بہت رحم کرنے والا" اس لیے ہم نے اپنے ترجمہ میں اس عربی گرائمر کے قاعدہ کے مطابق یہی ترجمہ لکھا ہے "بے حد مہربان بہت رحم کرنے والا" ایک غلطی یہ ہے کہ "الرَّحْمٰنِ" کا معنی "نہایت مہربان" کیا گیا ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ "نہایت" ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی لفظ ہے اگر چہ یہ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ''حد'' کے ہیں چنانچہ المنجد میں ہے "النهاية" غاية الشئى و آخره: اقصى ما يمكن ان يبلغه" یعنی کسی شئی کی نہایت کا معنی اس کا انتہاء و آخر تک پہنچ جانا ہے جہاں تک وہ پہنچ سکتی ہے جس سے آگے ہونا اس کے لیے ممکن نہ ہو۔ اور لسان العرب میں ہے "النهاية حيث ينتهى اليه الشئى" (۱۵۔۳۴۴) کہ نہایت حد کا نام ہے جہاں ایک چیز جا کر ختم ہو جائے۔ اور المصباح المنیر میں ہے ''نهاية الشئى اقصاه و آخره'' (۶۲۹) کہ کسی شئی کی نہایت کا معنی ہے اس کا آخر کہ اس کے بعد آگے نہ ہو۔

جبکہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا رحمت والا اور ایسا مہربان ہے کہ اس کی رحمت و مہربانی کی نہایت و انتہاء اور حد ہی نہیں ہے وہ خود بھی لامحدود ہے اور اس کی ہر صفت بھی لامحدود ہے چنانچہ منطق کی مشہور کتاب "سلم العلوم" میں ہے "لا يحد" کہ اللہ کی کوئی حد نہیں ہے اور یہ مسلم بات ہے کہ جیسا موصوف ہوتا ہے ویسی اس کی صفت ہوتی ہے۔ انسان ذات محدود ہے تو اس کی ہر صفت بھی محدود ہے اور اللہ تعالیٰ ذات لامحدود ہے۔ تو اس کی ہر صفت بھی لامحدود ہے۔ چنانچہ امام سید محمد بن محمد حسینی زبیدی مرتضیٰ متوفی ۱۲۰۵ھ اپنی کتاب اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں "فان رحمة الله لا نهاية لها ولا غاية" یعنی بلا شبہ اللہ کی رحمت کی نہ انتہا ہے نہ حد ہے۔ لہٰذا "رحمن" کا معنی نہایت مہربان کرنا درست نہ ہوا۔

(ii) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (البقرہ:۱۰)

مفتی صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''ان کے دلوں میں (منافقت کی) بیماری ہے۔''

اپنے اس ترجمہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض مترجمین حضرات'' فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ '' (البقرۃ۔۱۰) کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں ''ان کے دلوں میں بیماری تھی'' اور بعض نے یوں کیا ''ان کے دلوں میں روگ تھا'' یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تھی'' یا ''تھا'' عربی گرائمر کی رو سے غلط ہے کیونکہ اس میں ''تھی'' یا ''تھا'' کا اضافہ کرنا منافقین کے نفاق کے مرض یا روگ کو ماضی کا واقعہ بنانا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت سے پہلے ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری موجود تھی لیکن یہ نزول کے وقت نہ تھی جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ نزول آیت کے وقت بھی ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری موجود تھی جس کا اس آیت میں اظہار کیا جا رہا ہے لہٰذا اس کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا ''ان کے دلوں میں بیماری ہے یا روگ ہے'' جیسے ''فی الدار رجل'' کا صحیح معنی یوں ہوگا ''گھر میں ایک مرد ہے'' اس کا معنی یوں کرنا کہ ''گھر میں ایک مرد تھا'' گرائمر کی رو سے صحیح نہ ہوگا بلکہ غلط ہوگا۔

(iii) وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (البقرہ:۲۵) کا ترجمہ اس طرح کیا ہے اور تم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے خوشخبری سنا دو اپنے اس ترجمہ کی وضاحت اور دیگر تراجم سے موازنہ کرتے ہوئے مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (البقرہ:۲۵) کا ترجمہ فرمایا ''اور ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوش خبریاں سناؤ'' اور ایک اور صاحب نے یوں فرمایا ''اور بشارت دو ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیے'' ان دونوں بزرگوں نے اس طرح بشارت دیے جانے والوں کے دو گروہ بنا دیے ایک ایمان والے اور دوسرے نیک عمل کرنے والے، حالانکہ یہ ایک ہی گروہ ہے ان کو الگ الگ دو گروہ کرنا ایک ایمان والے اور دوسرے نیک عمل والے گرائمر کی رو سے غلط ہے۔ کیونکہ عربی گرائمر کی رو سے ''اَلَّذِيْنَ'' اسم موصول ہے اور ''آمَنُوْا'' اور ''عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ'' یہ واسطہ واؤ عاطفہ، دونوں اسی اسم موصول کے صلے ہیں چونکہ دونوں صلوں کا موصول ایک ہے لہذا یہ گروہ ہی ایک قرار پاتا ہے تو اس کا صحیح ترجمہ ہوگا ''ان کو خوشخبری دیجئے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے''۔ (ملاحظہ ہو بلاغۃ القرآن الکریم فی الاعجاز ا۔۴۹ وتفسیر کبیرا۔۱۲۶)

(iv) وَلَاُ دْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (آل عمران :۱۹۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ضرور ضرور انہیں ان باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔''

اس ترجمہ کے گرائمر، لغت اور اعتقادات کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے مفتی صاحب نے لکھا ہے:

''وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ'' (آل عمران:۱۹۵) اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے ''اور انہیں یقیناً ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی'' یہ ترجمہ اہلسنت کے خلاف اور معتزلہ فرقہ کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ جنت اور دوزخ ابھی تک پیدا نہیں کی گئیں اس لیے وہ موجود نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن پیدا کرے گا۔ جنتیں بنائے گا جن میں نہریں بہتی ہوں گی، جبکہ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ جنت و دوزخ پیدا ہو چکی ہیں اور ان کے نیچے یعنی ان کے باغوں کے درختوں کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ چنانچہ شرح عقائد میں ہے ''و هما ای الجنة والنار مخلوقتان الان موجودتان و زعم اکثر المعتزله بانهما انما تخلقان'' (شرح عقائد مع النبراس:۳۴۰) یعنی جنت اور دوزخ دونوں پیدا کی چکی ہیں اور دونوں اس وقت موجود ہیں اور اکثر معتزلہ کا خیال ہے کہ وہ روز قیامت پیدا کی جائیں گی۔ لہٰذا مسلک حق اہلسنت کے مطابق ترجمہ یوں کرنا چاہیے ''نہریں بہتی ہیں۔''

بلاشبہ عمدۃ البیان میں گرائمر و بلاغت کے اصولوں پر بڑی توجہ دی گئی ہے۔ اعتقادی پہلو کو بھی نظر انداز نہ ہونے دیا۔ مگر اس حد تک مبالغہ کرنا کہ یہ اس صدی کا تجدیدی کارنامہ ہے مناسب نہیں اور خادم قرآن ایسے دعوے نہیں کیا کرتا۔

(۴) ترجمہ قرآن: نظر ثانی محمود الحسن عارف

ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۱۹۵۴ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی کی تکمیل جامعہ اشرفیہ سے اور جدید علوم کی جامعہ پنجاب لاہور سے کی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وتصنیفات کے موضوع پر علمی وتحقیقی کام کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے چیئرمین کی حیثیت سے ۱۹۹۵ء سے کام کر رہے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

شیخ آفتاب احمد شیخ کی سربراہی میں اہل علم کی ایک جماعت کے تیار کردہ اس ترجمہ پر نظر ثانی کا کام ڈاکٹر محمود الحسن عارف نے کیا۔ اس ترجمہ کے امتیازات پر روشنی ڈالتے ہوئے آفتاب احمد شیخ نے لکھا ہے:

''ادارہ علم القرآن نے جو دینی کتب کی اشاعت کا ایک قدیم ادارہ ہے اس بابرکت سلسلہ کو آگے بڑھایا ہے۔ اور اہل علم کی ایک جماعت نے متن قرآن کو سامنے رکھ کر قرآن حکیم کے تراجم سے استفادہ کرتے ہوئے ایک نیا ترجمہ ترتیب دیا ہے۔ یہ ترجمہ نہ تو مکمل طور پر پابند ترجمہ ہے اور نہ ہی مکمل طور پر آزاد۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہر لفظ کا ترجمہ اس لفظ کی ترتیب کے مطابق آئے اور اس سے جملے کا مفہوم بھی واضح ہو جائے۔ ہم نے اس ترجمہ قرآن سے عام لوگوں کا استفادہ بڑھانے کے لیے رنگوں کا استعمال بھی کیا ہے۔ ہر آیت میں موجود الفاظ کا ترجمہ اسی رنگ میں سامنے دیا گیا ہے۔ قابل ذکر بات اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اردو کے آسان اور عام مستعمل الفاظ کے ساتھ ساتھ جملے کی سادگی، سلاست اور عام فہمی کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔'' (۱۷)

اس ترجمہ میں یہ امتیاز بھی ہے کہ ہر پارہ کے شروع میں پارہ کا تعارف دیا گیا ہے جبکہ عموماً سورتوں کے آغاز میں تعارف کا رواج ہے۔

ترجمہ میں عموماً قرآنی اصطلاحات کو بغیر ترجمہ کے نقل کیا ہے اور حاشیہ میں مفہوم کی وضاحت کر دی ہے۔ سورۃ الکوثر کی پہلی آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے ''بے شک ہم نے آپ کو عطا کیا (اے محمد) الکوثر'' اور پھر کوثر کی وضاحت حاشیہ میں کی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات/حواشی

(۱) ملاحظہ فرمایئے

مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، ترجمے کا فن، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۷ر تحسین فراقی، عبدالماجد دریا آبادی احوال وآثار، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۲۴۰۱۔۲۵۵

(۲) درج ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں

(i) **عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: کان اهل الکتاب یقرؤون التوراة بالعبرانیة ، ویفسرونهابالعربیة لاهل الاسلام، فقال رسول اللهﷺ لاتصدقوا اهل الکتاب ولا تکذبوهم**

صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قولوا امنا بالله وما انزل الینا ، رقم الحدیث ۴۴۸۵

(ii) صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ترجمہالاحکام وھل یجوز ترجمان واحد

If common words like glass, bus, lorry, tram, railway train, ticket, cricket, football, and squash cannot be Indianised, how could multi-layered, technical words and phrases reflecting human feelings be replaced with the appropriate ones?

As per the theory of human communication, words are an abstract symbol of certain objects, actions, perceptins or feelings. Words in one language can find their equivalents in another language, but every word ahs a historical, cultural and social background. The sociology of language depends upon many facts . Moral values, cultural heritage and interaction with other communities enrich a language. The examples of English and Urdu are not too divergent.

The history of languages and their promotion is a dynamic record of events. Except a few languages, no language in the world has ever been suppressed exhaustively. The reason is that a language is a collective creation and suffers decline or progress according to its social and economic requirements.

شیخ عزیز کا Passage to India کے عنوان سے مضمون)

ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی کا درج ذیل اقتباس ترجمہ کی اہمیت کے سلسلہ میں اس کی افادیت کے تصور کو واضح کرتا ہے۔ مکاتیب نبوت کے حوالہ سے وہ لکھتے ہیں:

''آں حضرت ﷺ کے عمل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ اسلامی دعوت کو روئے زمین کے گوشے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشے میں پھیلانے کے لیے مناسب وسائل و ذرائع اختیار کریں۔ اس کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ جن قوموں تک وہ اسلام کی دعوت پہنچانا اور اس کے احکام و مبادی سے انہیں روشناس کرانا چاہتے ہیں ان کی زبانیں سیکھیں۔ ہم نے دیکھا کہ آں حضرت ﷺ نے ایک ہی دن میں چھ صحابہ کو مختلف سلاطین اور امراء کے پاس اپنے مکاتیب دیکر بھیجا۔ اس میں سے ہر صحابی اس قوم کی زبان اچھی طرح جانتا تھا جس کی طرف اسے بھیجا گیا۔

(البوطی، ڈاکٹر محمد سعید رمضان، فقہ السیرۃ النبویۃ، مترجم ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی، نشریات لاہور ۲۰۰۷، ص:۴۷۴)

دعوت کے سلسلہ میں ترجمہ کی افادیت کو مفسرین نے سورہ ابراہیم کی آیت:۴

وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه ليبين لهم

کے تحت بیان کیا ہے۔ لغت کے معروف امام زمخشری لکھتے ہیں:

قلت: لا يخلو إما أن ينزل بجميع الألسنة أوبواحد منها، فلا حاجة إلى نزوله بجميع الألسنة، لأن الترجمة تنوب عن ذلك وتكفي التطويل، فبقي أن ينزل بلسان واحد، فكان أولى الألسنة لسان قوم الرسول، لانهم أقرب إليه، فإذا فهموا عنه وتبينوه وتنوقل عنهم وانتشر قامت التراجم ببيانه وتفهيمه، كما ترى الحال وتشاهدها من نيابة التراجم في كل أمة من أمم العجم، مع مافي ذلك من اتفاق أهل البلاد المتباعدة، والأقطار المتنازحة، (۱)

(الزمخشري، محمود بن عمر، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، تحقيق مصطفى حسين احمد)

معروف مفسر امام قرطبی نے لکھا ہے:

لأن كل من ترجم له ماجاء به النبي صلى الله عليه وسلم ترجمة يفهمها لزمته الحجة

(القرطبي، محمد بن احمد الانصاري، الجامع لاحكام القرآن، داراحياء التراث العربي، ۱۹۸۵، جلد۹، ص:۳۴۰)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا کہ جب آپ کی قوم اچھی طرح سمجھ لے تو دوسری قوموں کو ترجموں کے ذریعے وہ احکام پہنچادیے جائیں (خزائن العرفان ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سورہ ابراہیم، حاشیہ: ۱۱، ص:۴۶۰)

مفتی احمد یار خان نعیمی اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

''اپنی قوم کو بلاواسطہ اور دوسروں کو علما کے ترجموں کے ذریعہ سے، چنانچہ آج تمام دنیا میں علما تبلیغ فرمارہے ہیں، یہ حضور ہی کی تبلیغ ہے

احمد یار خاں نعیمی، مفتی، نور العرفان، حاشیہ:۲، ص:۴۰۷

محمد علی الصابونی نے ''ترجمہ'' کی جو تعریف کی اس میں بھی دعوتی پہلو کا عنصر بین السطور موجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں

''ترجمة القرآن معناها نقل القرآن الى لغات اجنبية أخرى غير اللغة العربية وطبع هذه الترجمة في

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسخ ليطلع عليها من لايعرف اللغة العربية (لغة القرآن) ويفهم مراد الله عزوجل من كتابه العزيز بواسطة هذه الترجمة "(البتيان فی علوم القرآن ص:۲۰۵)

ترجمہ القرآن، کا مطلب ہے قرآن کریم غیر عربی زبانوں میں منتقل کرنا، ان تراجم کو شائع کرنا تاکہ عربی سے ناآشنا لوگ اس ترجمہ کی وساطت سے کتاب عزیز کے معانی سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد کو جانیں۔

(۵) منہاج ترجمہ وتفسیر، ص:۲۰ .....البتہ مکمل اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو ۱۲۰۵ھ میں منظر عام پر آیا

(۶)

(۷) معارف القرآن جلد ۵، ص:۲۱۴

(۸) عربی زبان اور اس کی اہمیت وعظمت اور وسعت لسانی کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔ ایضاً ص:۲۱۲۔۲۱۶

(۹) عبدالماجد دریا آبادی کا یہ کہنا بالکل درست ہے

Of all great works the Holy Quran is perhaps the least translatable

(Darya badi, Abdul Majid, Translation of the Holy quran, Taj company Karachi, 1957 Preface P.ix)

Pickthall نے بھی ایسی ہی رائے پیش کی ہے

The Book is here rendered almost literally and every effort has been made to choose befitting language. But the resolt is not the Glorious Quran, that initable symphony, the every sounds of which nove man to terars and ecstasy. It is only an attempt to present the meaning of the Quran- and peradventvre something of the charm- in English

Translators Foreword P┘é3

(۱۰) منہاج ترجمہ وتفسیر، ص:۳۳ (۱۱) اصول ترجمہ قرآن کریم، ص:۱۸۔۲۲

(۱۲) احوال حیات کے لیے ملاحظہ فرمایئے محمد حبیب کا غیر مطبوعہ مقالہ

المكانة الادبية لترجمة معانی القرآن الكريم للشيخ السيد محمد وجيه السيما عرفانی

(۱۳) واضح رہے کہ عرفان القرآن کے نام سے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ مگر زیر تبصرہ ترجمہ اس ترجمہ سے پہلے شائع ہو چکا تھا۔

(۱۴) احوال وآثار کے لیے ملاحظہ فرمائیں

(i) محسن اہلسنت از محمد عبدالستار طاہر (ii) تذکار شرف از محمد عبدالستار طاہر

(iii) شرف ملت نمبر (مدیر) محمد اسلم شہزاد

(۱۵) جناب علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنے ترجمہ کے متعلق معلومات ۱۸/اکتوبر ۲۰۰۶ء/۲۴ رمضان ۱۴۲۷ھ کو راقم کے لیے لکھی تھیں۔ یہ قلمی صورت میں میرے پاس محفوظ ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶) الشرف اکتوبر ۲۰۰۷، ص ۱۰۷

(۱۷) حالات زندگی کے لیے ملاحظہ فرمائیں حافظ احسان احمد قاضی کا تحریر کردہ ''تعارف مصنف'' جو مفتی صاحب کی کتاب ''شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم'' کی ابتداء میں ہے۔

(۱۸) ابتدائیہ ترجمہ قرآن مطبوعہ ادارہ علم القرآن۔

مآخذ ومراجع

☆ اسلم شہزاد، (مدیر) شرف ملت نمبر، لاہور اکتوبر ۲۰۰۷

☆ سعود عالم قاسمی، ڈاکٹر، منہاج ترجمہ وتفسیر، فاران اکیڈمی، علی گڑھ، انڈیا ۲۰۰۲ء

☆ شرف قادری، عبدالحکیم، اصول ترجمہ قرآن کریم، رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۹۶

☆ شرف قادری، انوار القرآن (غیر مطبوعہ)

☆ الصابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن۔ المکتبہ الحقانیۃ، پشاور ۱۹۸۱

☆ طاہر، محمد عبدالستار، محسن اہلسنت، رضا دارالاشاعت لاہور ۱۹۹۹ء

☆ طاہر، محمد عبدالستار، تذکار شرف، الممتاز پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء

☆ عبدالحکیم شرف الدین، صالحہ ڈاکٹر، قرآن کریم کے اردو تراجم قدیمی کتب خانہ کراچی۔

☆ عارف محمود الحسن ڈاکٹر، (نگران) ترجمہ قرآن، ادارہ علم القرآن لاہور، ۲۰۰۲

☆ عرفانی، سید وجیہ السیما، عرفان القرآن، سندر شریف لاہور

☆ غلام سرور قادری، مفتی، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن، عمدۃ البیان پبلشرز لاہور، ۲۰۰۷

☆ غلام سرور قادری، مفتی، محاسن عمدۃ البیان (غیر مطبوعہ)

☆ فراقی، ڈاکٹر تحسین، عبدالماجد دریابادی احوال وآثار، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۳

☆ محمد حبیب، المکافئۃ الادبیۃ لترجمۃ معانی القرآن الکریم للشیخ السید محمد وجیہ السیما عرفانی، غیر مطبوعہ مقالہ برائے ایم اے پنجاب یونیورسٹی لاہور شعبہ عربی، زیر نگرانی، ڈاکٹر خالق داد ملک

☆ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۸۹

☆ محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۳۹۹ء

☆ مجید اللہ قادری، کنز الایمان اور معروف تراجم قرآن، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان ۱۹۹۹ء

☆ مودودی، مولانا، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی قرآنی خدمت
مقصد و منہج

آسیہ کریم ☆

اس حقیقت کے اعتراف میں کسی کو انکار نہیں کہ برِصغیر میں ترجمۂ قرآن کی طرح ڈالنے والے شاہ ولی اللہ تھے۔ ان کے فارسی ترجمہ وتفسیر کے بعد ان کے بیٹوں نے قرآنِ مجید کے اردو تراجم کیے اور بعد میں ایک سلسلہ چل نکلا کہ برِصغیر کی تقریباً ہر قابلِ ذکر زبان میں قرآنِ مجید کا ترجمہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام براہِ راست بندوں تک پہنچا۔

شاہ ولی اللہ کا دور .....برِصغیر کی تاریخ کا بڑا ہی پر آشوب دور تھا۔ دن بدن بگڑتے حالات میں مستقبل کے اندیشوں نے ہر حساس ذہن کو مسلسل اضطراب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ شاہ ولی اللہ کا تعلق ایسے خاندان سے تھا جہاں ہند کی اسلامی سلطنت کے تحفظ و استحکام کے لیے تلوار اُٹھانے کی روایت موجود رہی تھی۔(۱) ملکی سیاسی حالات پر ان کی نظر بڑی گہری تھی۔ امراء وسلاطین کو لکھے جانے والے ان کے خطوط .....اور احمد شاہ ابدالی کو دعوت، کہ وہ مرہٹوں کے استیصال کے لیے ہند کا قصد کرے، ان کے سیاسی معاملات میں فعّال کردار کی نشان دہی کرتے ہیں۔(۲)

شاہ ولی اللہ کے اس رجحان کو تقویت اور مہمیز حرمین شریفین کے سفر سے بھی ملی تھی جہاں ان کا قیام ایک سال سے زیادہ رہا۔ وہاں عالمِ اسلام کے مختلف خطوں سے آنے والے علماء وشیوخ سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں .....اور جہاں شاہ صاحبؒ نے ان سے استفادہ کیا وہاں ان شیوخ نے بھی شاہ صاحبؒ

☆ ریسرچ سکالر شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اخذ و اکتساب کیا اور اس کا اعتراف بھی.....۔(۳)

کچھ اس بین الملّی رابطے سے حاصل ہونے والی عالمِ اسلام کے حالات کی معلومات تھیں اور کچھ قیامِ حرمین کے دوران نصیب ہونے والی وارداتِ قلب (جن کا تذکرہ ''فیوض الحرمین'' میں کیا ہے) .....جنہوں نے شاہ ولی اللہ کے قلبی اضطراب میں اضافہ کیا..... اور جب وہ ۱۱۴۵ھ میں وطن واپس لوٹے تو سب سے بڑھ کر جو متاع ساتھ لائے، وہ اسی ''دردِ بے بہا'' کی تھی اور کچھ کر گزرنے کا عزم۔

ع اک اضطرابِ مسلسل، غیاب ہو کہ حضور
میں خود کہوں تو مری داستان دراز نہیں(۴)

ایک عالمِ ربّانی کی چشمِ بینا مستقبل کے ہندوستان کے نہ صرف سیاسی نظام کو تلچھٹ ہوتے دیکھ رہی تھی..... بلکہ اس خطّے کے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے دینی، معاشی اور تمدنی حالات پر اس انقلاب کے اثرات کی پیش بینی بھی کر رہی تھی۔ مسلمان اس خطے میں تقریباً ہزار سالہ حکمرانی کا طویل دور گزارنے کے باوجود اقلیت ہی تھے۔ اور اب وہ دور گزر چکا تھا کہ ان کی قوت و شوکت کے باعث غیر مسلم بھی ان کے طور طریقوں کی تقلید میں فخر محسوس کرتے تھے۔ زوالِ سلطنت کے ساتھ احساسِ تفاخر تو ایک طرف، دینی معتقدات پر اعتماد و یقین بھی خطرے میں تھا۔(۵)

عوام تو عوام، علومِ دینی کے نمائندے اور ''ماہرین'' بھی اولین مصادرِ شریعت، قرآن و حدیث سے ناواقف تھے۔ مدارسِ دینیہ، جن کے فارغ التحصیل عوام کی دینی راہنمائی کے ذمہ دار ہیں، شاہ صاحبؒ کے بقول ''علومِ آلیہ'' میں وقت برباد کر رہے تھے۔(۶) اور عوام مقامی ہندوانہ رسوم و رواج کا شکار ہو رہے تھے یا دین کے نام پر اوہام و خرافات کو سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ صوفیاء، امراء، عساکر، تاجر اور صناع، غرض مسلمانوں کے تقریباً ہر طبقے کی زندگی اور معاملات میں اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف بڑھتا جا رہا تھا۔(۷)

ان ہمہ جہت مسائل کا حل صرف قرآن حکیم کے پاس ہی مل سکتا تھا۔ انسانوں کے عقائد اعمال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اخلاق کی اصلاح بیک وقت اس کے پروگرام میں شامل ہیں۔

قرآن .....نسخۂ شفاء:

اپنے زمانہ طالب علمی میں شاہ ولی اللہ نے جس طریقے سے قرآن کی تعلیم حاصل کی وہ اس کے ہمیشہ معترف رہے۔ مدرسۂ رحیمیہ کا نصاب، جو خود ان کے والد گرامی کا مقرر کردہ تھا، اس میں قرآنِ حکیم کا مطالعہ خاص اہمیت رکھتا تھا۔ مروجہ طریقوں سے ہٹ کر یہ طریقِ تدریس خاص قرآن سے طالب علم کا تعلق قائم کرتا تھا۔ اسی طرزِ تدریس سے انہیں تفسیری مباحث میں الجھنے کے بجائے معانی قرآن پر تدبر کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ بقول ان کے ''میں مدرسہ میں کئی بار شانِ نزول اور معانی قرآنِ عظیم میں تدبر اور دیگر تفاسیر کے مطالعہ کے ساتھ والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ طریقہ میرے لیے فتح عظیم کا سبب بنا۔'' (۸)

یہ فتحِ عظیم کیا تھی۔ جس نے ان پر قرآن حکیم کے عظیم الشان علوم کا دروازہ کھولا۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتے ہیں۔

''اس بندۂ ضعیف پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جن میں سب سے عظیم الشان نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے فہمِ قرآن کی توفیق عطا فرمائی۔ اور نبی کریمؐ کے احسانات اس کم ترین پر بہت سے ہیں جن میں سے سب سے بڑا احسان قرآن حکیم کی تبلیغ ہے۔ نبی کریمؐ نے قرآن کی تبلیغ قرنِ اول کو فرمائی۔ انہوں نے قرنِ ثانی تک پہنچایا۔ اس طرح درجہ بدرجہ اس خاکسار کو بھی اس کی روایت و درایت سے حصہ ملا۔'' (۹)

اس فہمِ قرآن اور فریضۂ تبلیغ کے شعور نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ مطالبِ قرآن تک عام لوگوں کی رسائی کو ممکن بنانے کی کوشش کریں۔

نزولِ قرآن کے تین مقاصد:

نزولِ قرآن کے مقاصد ان کے ذہن میں واضح اور متعین تھے۔ الفوز الکبیر میں انہوں نے صراحت کے ساتھ لکھا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ امر طے شدہ ہے کہ قرآن صرف لوگوں کے نفوس کی تہذیب، اور ان کے باطل عقائد اور فاسد اعمال کی اصلاح کے لیے نازل ہوا ہے۔.....آیاتِ مخاصمہ کے نزول کا سبب لوگوں کے عقائدِ باطلہ، آیاتِ احکام کے نزول کا سبب لوگوں کے فاسد اعمال اور ان کے درمیان مظالم کا رواجِ عام ہے اور آیاتِ تذکیر کے نزول کا سبب یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی طرف سے بے توجہی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے انعامات، تعذیبی سانحات، موت اور مابعد موت کے حالات کی طرف سے لاپرواہی برتتے تھے۔''(۱۰)

ان کی انگلیاں حالات کی نبض پر تھیں۔ مسلمانوں کا قرآن سے عمومی تعلق سطحی اور روایتی تھا۔ شاہ صاحبؒ نے قرآن سے حقیقی تعلق کی طرف توجہ مبذول کروائی اور بڑی دلسوزی سے فرمایا:

''اگر تم انصاف سے کام لو تو نزول قرآن کا اصل فائدہ یہ ہے کہ اس سے نصیحت اور اس کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ قرآن کا صرف تلفظ مقصود نہیں اگرچہ وہ بھی غنیمت ہے۔ مسلمانوں نے یہ کیا شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ قرآن کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس شخص کو کیا حلاوت نصیب ہو سکتی ہے جو قرآن کے معانی کو نہیں سمجھتا۔''(۱۱)

ترجمۂ قرآن:

شاہ ولی اللہ کا سلیس اور اس زمانے کی متعارف زبان، فارسی میں قرآنِ مجید کا ترجمہ اور مختصر حواشی، جس کا نام انہوں نے ''فتح الرحمٰن'' رکھا، عامۃ المسلمین کو ''قرآن کا مفہوم سمجھانے'' اور ''حلاوتِ ایمان'' سے آشنا کروانے کے لیے تھا۔ اس ترجمہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی درست کریں۔ فاسد خیالات، غلط قسم کے رسوم واوہام اور بُرے اخلاق، جو ان میں رائج ہو چکے ہیں، ان کا ازالہ ہو۔ چنانچہ وہ اس مقصد کو بڑے واضح الفاظ میں مقدمہ فتح الرحمٰن میں بیان کرتے ہیں۔

''اس کتاب (فتح الرحمٰن) کا مرتبہ متن قرآن اور فارسی کے مختصر رسائل پڑھنے کے بعد ہے تا کہ فارسی ان کی سمجھ میں بے تکلف آجائے۔ خاص طور پر اہلِ حرفہ اور سپاہیوں کے بچوں کے لیے، جو علومِ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربیہ کو پورا پڑھنے کی توقع نہیں رکھتے۔ سنِ تمیز کے پہلے ہی مرحلہ میں اس کتاب کی ان کو تعلیم دینی چاہیے تاکہ ان کے اندر پہلی چیز جو داخل ہو، وہ کتاب اللہ کے معانی ہوں اور ان کی سلامتی فطرت ہاتھ سے نہ جائے۔ ملحدوں کے اقوال، جو کہ صوفیوں کے لبادے میں پنہاں ہو کر دنیا کو گمراہ کرتے ہیں، ان کو فریفتہ نہ کریں۔ خام معقولیوں کی ہرزہ سرائی اور واہیات ہندوؤں کی بکواس ان کے لوحِ سینہ کو ملوث نہ کرے۔ پھر وہ لوگ، جو عمر کا ایک بڑا حصہ گزار دینے کے بعد توبہ کی توفیق پاتے ہیں مگر اسلامی علوم حاصل نہیں کر پاتے، یہ کتاب ان کو پڑھانی چاہیے تاکہ وہ قرآن کی تلاوت میں حلاوت پائیں اور اس کتاب کا فائدہ عام مسلمانوں کے حق میں متوقع ہے۔ ان شاء اللّٰہ تعالیٰ العظیم۔" (۱۲)

ان کا یقین تھا کہ قرآن کا مطالعہ اور اس کا فہم، اگرچہ کتنا ہی سادہ کیوں نہ ہو، انسان کی اخلاقی اصلاح اور تہذیبِ نفس کے لیے اکسیرِ کامل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بات محض ذہانت، قوتِ مطالعہ اور قیاس پر مبنی نہ تھی، "بلکہ ایک ایسی بدیہی حقیقت تھی جس پر قرآنِ مجید خود شاہد اور نہ صرف عہدِ بعثت کی تاریخ، بلکہ اسلام کی پوری تاریخ دعوت اور سرگزشتِ اصلاح وتجدید گواہ ہے۔" (۱۳)

الفوز الکبیر میں وہ کئی مقامات پر اس کا اظہار فرماتے ہیں۔ مثلاً:

"یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے کہ قرآن مجید تمام لوگوں کی تہذیب اور اصلاحِ نفوس کے لیے نازل ہوا ہے۔ اس میں عربی اور عجمی، شہری اور دیہاتی کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔" (۱۴)

مزید فرماتے ہیں:

"جب قرآن کی تلاوت کرنے بیٹھو تو یہ ہرگز مت سمجھو کہ سب کچھ کسی ایسی قوم سے خطاب ہے جو کسی زمانے میں موجود تھی اور اب فنا ہو گئی ہے۔ رسولِ اکرمؐ کی یہ حدیث سامنے رکھو کہ تم بھی گزشتہ لوگوں کے راستہ پر چلو گے۔ اور یقین کرو، آج دین میں کوئی آفت ایسی نہیں ہے جس کا نمونہ پہلے ہی سے موجود نہ ہو۔ لہٰذا جو باتیں کل کہی گئی تھیں، ان کی حقیقت آج بھی اسی طرح موجود ہے۔ تفسیرِ قرآن کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اصل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول اور ان کے حقیقی مقاصد کو بیان کیا جائے ورنہ ان حکایاتِ پارینہ کے دہرانے سے کچھ حاصل نہیں ہے۔'' (۱۵)

تعلیمات قرآنی کی تزکیہ وتربیت اخلاق کے باب میں اثر آفرینی کے وہ اتنے قائل ہیں کہ ''اعجاز القرآن'' کی بحث میں اہم ترین وجہ اعجاز اسی کو قرار دیتے ہیں۔ الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں:

''اب تک اعجاز قرآن کی جن وجوہات کا تذکرہ ہوتا رہا ان کا تعلق یا تو قرآن کے اسلوب سے تھا یا اس کی معجزانہ طاقت سے، لیکن ان کے علاوہ بھی ایک وجہ ہے۔ اور وہ ایسی وجہ ہے جسے سوائے ان لوگوں کے، جو شریعت کے اسرار و رموز کے سمجھنے کا سلیقہ رکھتے ہیں، کوئی اور سمجھ ہی نہیں سکتا۔ وہ چیز خود قرآنِ مجید کا نفسِ مضمون اور اس میں بیان کیے جانے والے مطالب ہیں۔ ان کی گہرائی اور گیرائی، ان کی ہمہ گیری اور ان کی نا قابلِ مقابلہ قطعیت بجائے خود اس کی بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے نازل کیا گیا ہے۔.....ایک ماہرِ فن اور کامل طبیب، جب فنِ طب کی مشہور ترین کتاب، ''قانون'' کا مطالعہ کرتا ہے اور اس میں بیان کیے جانے والے اسباب وعلاماتِ مرض کے ماہرانہ تجزیہ کو دیکھتا ہے۔ دواؤں کی تفصیل اور ان کے خواص سے متعلق بحثوں پر نظر ڈالتا ہے تو وہ اس فیصلہ کے لیے مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا مؤلف کوئی انتہائی ماہر اور کامل طبیب ہے، لیکن ایک عامی یا غیر طبیب اس کی قدر و قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ یہی حال قرآن مجید کے مطالب کی عظمت شناسی کا بھی ہے۔ ایک عامی، یا ایسا شخص جس میں حقائق کے ادراک کی صلاحیت نہیں ہے، قرآن کی عظمت کا احساس نہیں کر سکتا۔ اس کے برخلاف جب ایک ماہر کامل، جو اسرارِ شریعت کا عالم ہے، وہ چونکہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اصلاحِ نفس اور تہذیبِ اخلاق کے لیے سیکھنا اور سکھانا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا جب وہ قرآن کو دیکھتا ہے اور اس کے مطالب پر غور کرتا ہے تو فوراً سمجھ لیتا ہے کہ یہ مطالب معیارِ کمال کی اس بلندی پر ہیں جہاں تک رسائی انسان کے لیے ناممکن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لہٰذا وہ قرآن کے اعجاز اور اس کے من جانب اللہ ہونے کے سامنے سر جھکا دیتا ہے۔'' (۱۶)

گویا تہذیبِ اخلاق کی انتہائی متوازن تعلیم وتلقین اس کتابِ ہدایت کا اہم اور نمایاں ترین معجزہ ہے۔ اگرچہ اس کا اُسلوب، اس کی فصاحت و بلاغت، اس کا ادبی حسن، اس کا طرزِ اظہار اور اس کے اندازِ بیان کی سادگی و پُرکاری، سبھی وجوہِ اعجاز ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ (۱۷)

مطالعۂ قرآن اور علومِ تفسیر:

نزولِ قرآن کا دور سادگی کا دور تھا اور قرآن انہیں لوگوں کے محاورے میں نازل ہوا تھا جو اس کے اولین مخاطب تھے۔ وہ اس کا سادہ مفہوم بہ سہولت اخذ کر لیتے اور عمل میں لے آتے۔ (۱۸) اس سے زیادہ کی ضرورت عام طور پر محسوس نہ کی جاتی۔ (۱۹) وقت کے ساتھ اسلامی قلمرو کا دائرہ پھیلتا گیا اور عجمی اقوام دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ ان کے لیے عربی زبان اجنبی تھی اور قرآن کے مفہوم اور معانی تک پہنچنے کے لیے وہ تفسیر کے محتاج تھے۔ (۲۰) چنانچہ وہ علمِ تفسیر، جو ابتدا میں سادہ تھا اور الفاظ کی مختصر اور عام طور پر لغوی تشریح تک محدود، (۲۱) ہوتے ہوتے اس میں اتنی وسعت آ گئی کہ ہر فکر اور ہر خیال کے لوگ اپنے اپنے نقطۂ نظر سے قرآن کی تفسیر کرنے لگے۔ احکام، لغت، ادب، فلسفہ اور کلام، غرض ہر نقطۂ نظر سے تفسیریں لکھی گئیں۔ تفسیرِ قرآن کے ان تمام طریقوں سے شاہ ولی اللہ واقف تھے۔

الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں:

''تفسیر کا میدان بڑا وسیع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مسلمان قرآن مجید کو سمجھنا اور اس کے مسائل میں غور کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر قرآن میں دلچسپی لینے والوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن ان تمام لوگوں نے ایک ہی حیثیت سے قرآن کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق اور رجحانِ طبع کے مطابق ایک نیا راستہ اختیار کیا ہے اور اپنی جودتِ طبع اور قوتِ بیان کی انتہائی طاقت کے ساتھ دادِ سخن دینے کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تائید وحمایت کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ اس وجہ سے فنِ تفسیر میں اتنی وسعت پیدا ہوگئی ہے کہ اس کا بیان کرنا مشکل ہوگیا ہے، بلکہ کتبِ تفسیر کے مطالعہ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیان کرنا تو بڑی بات ہے، سب کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے۔..... کچھ لوگوں نے قرآن مجید کی ان تمام تفسیروں کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے عربی میں کتابیں لکھی ہیں اور بعض نے فارسی میں۔ کچھ لوگوں نے اختصار ملحوظ رکھا ہے اور کچھ لوگوں نے وضاحت اور تفصیل سے کام لیا ہے۔ ان تمام کوششوں کی وجہ سے فنِ تفسیر کو اور بھی وسعت حاصل ہوگئی ہے۔..... جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، تفسیرِ قرآن کی یہ تمام قسمیں میری نگاہ میں ہیں۔ یہی نہیں بلکہ میں ان تمام قسموں کے اصول اور ان کے اکثر و بیشتر فروع سے بھی واقف ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ ان تمام قسموں میں، میں نے آزادانہ طور پر مجتہدانہ تلاش و تحقیق سے بھی کام لیا ہے۔ لہٰذا میری حیثیت ان تمام اقسام میں ایک مجتہد اور محقق کی بھی ہے۔ یہاں تک فنِ تفسیر کی ان قسموں کا ذکر تھا جو روایتاً ہم تک پہنچی ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ تفسیرِ قرآن کی دو تین اقسام ایسی ہیں جو مجھے براہِ راست مبدأ فیض کی جانب سے عطا ہوئی ہیں۔ اگر سچ پوچھیے تو ان فنون میں مجھے مبدأ فیض ہی سے تلمذ حاصل ہے۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے جس کا شکر ادا کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

ولو انّ لی فی کلّ منبت شعرة
لسانا لما استو فیت واجب حمده (۲۲)

براہِ راست مطالعۂ قرآن کی تجویز:

علومِ دینیہ میں اپنے انتہائی بلند مقام اور علمِ تفسیر میں اتنے گہرے فہم و ادراک کے باوجود جناب شاہ ولی اللہ دینی مدارس کے طلبہ، ناخواندہ بزرگوں، عام مسلمانوں حتیٰ کہ بچوں کے لیے بھی متنِ قرآن کو ترجمہ کے ساتھ براہِ راست اور اولین مطالعہ کے لیے تجویز کرتے ہیں (۲۳) بظاہر یہ بات عجیب لگتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔لیکن اس کی کئی اہم وجوہات تھیں۔

اولاً:

یہ کہ قرآن کلام الٰہی ہے۔شاہ صاحبؒ کے بقول ان الفاظ کا اپنا ایک تأثر ہے۔''جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے گفتگو کے لیے انسانی لب ولہجہ اختیار کرنا چاہا تو ان الفاظ کو منتخب فرمایا۔'' (۲۴) تہذیبِ نفس اور تربیتِ اخلاق کی پہلی منزل کسی کلام کا دل پر پڑنے والا تأثر ہے۔اس ضمن میں قرآن کے مضامین کے علاوہ الفاظ کا دروبست بھی معجزانہ حیثیت رکھتا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

''قرآن حکیم نے کہیں غیر معیاری لفظ استعمال نہیں فرمایا۔قرآن مجید میں وہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو زبان پر بہت رواں ہیں اور بہت آسانی سے دلوں میں اُتر جانے والے ہیں۔اس اعتبار سے قرآن کی قوتِ تاثیر معجزہ ہے۔کسی اور کتاب میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی۔'' (۲۵)

خود قرآنِ مجید میں تلاوتِ آیات کے اس تأثر کا ذکر کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان جب اسے پڑھتے ہیں تو شدتِ تأثر ان کے چہروں، جلد اور آنکھوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں۔(۲۶)

ثانیاً:

دوسری بات یہ تھی کہ تفسیر کی بحثوں میں لوگ، جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے الفوز الکبیر میں بیان فرمایا، اپنے فن اور ذوق کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بہت دور نکل گئے اور قرآن کا اصل مدعا فراموش کر بیٹھے۔الفوز الکبیر میں ہی ایک عارف کا قول نقل کرتے ہیں:

''جب سے لوگوں نے علمِ تجوید سیکھا ہے۔تلاوتِ قرآن میں خشوع وخضوع ختم ہو گیا ہے اور جب سے قرآن کے مفسرین نے قرآن کی تفسیر میں باریک نکات اور بعید ترین امکانات کا تذکرہ شروع کیا ہے، علمِ تفسیر تقریباً ختم ہو گیا ہے۔'' (۲۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے، قرآن کا مقصود تفسیر برائے تفسیر نہیں ہے۔ تزکیۂ نفوس اور تربیتِ اخلاق کے مقصد کا حصول قرآن کے سادہ معانی و مفاہیم سے بھی ممکن ہے پھر کیوں نہ اس سادہ طریقے کو اختیار کیا جائے۔ ڈاکٹر سعیدہ اقبال نے شاہ ولی اللہ کے اسی فکری رجحان کی وضاحت کی ہے:

"His first principle is simple one. Religious knowledge is not a paradox. It is basically for the guidance of the common man. Hence as far as possible (and the possibility is stretchable to a very great extent) take the literal, common sense meaning of the Quran and refrain from interpretation. The people have become so interested and absorbed in interpretations and in analyzing the allegories and similies of the Quran that the real purpose of the language i.e. of guidance, of reformation and purification of individuals and society, is totally overshadowed...As a teacher of the Quran in his father's school, he practically experienced that the intent of the language of the Quran is lost sight of and the people have become busy in a game of words and equivocations." (۲۸)

اور شاہ عبدالقادرؒ نے اپنے انتہائی سادہ الفاظ اور دل نشین انداز میں اسی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

''بتانے والے بہتیرا بتائیں، جیسا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ بتایا ہے، ویسا کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور جیسا اثر اور راہ پانا خدا کے کلام میں ہے، کسی کے کلام میں نہیں۔'' (۲۹)

خود جناب شاہ ولی اللہ قرآن کے نزول کا خاص مقصد بھی یہی بیان فرماتے ہیں کہ تربیتِ نفوس کے لیے قرآن کے اپنے اندر جو مضامین بیان کر دہ ہیں، وہ تفسیروں کے محتاج نہیں۔ تعلیم، تربیت، تزکیہ، تذکیر، ہر سامان یہ کتابِ ہدایت خود ہی فراہم کرتی ہے۔ غفلت اور مادی مشغولیات کے پردے ہٹاتی اور انسانوں کو راہ یاب کرتی ہے۔

تفہیماتِ الٰہیہ میں فرماتے ہیں:

"علّمنی ربّی جلّ جلاله..... انّ الإیمان الحقیقی ودیعة فی کل نسمة بحسب الفطرة ولکنّ النّاس استولیٰ علیهم سرور عالم التّخلیط فانزل اللّٰه القرآن لتنقهربه طباعهم فمنه ما هو تشنیع بالمسلمات عند الجمهور و تنویه لمّها و منه ما هو ترهیب و ترغیب و منه الآیات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العظمیٰ و بیان النعم الکبریٰ و منه توکید الدعویٰ بذکر اللّٰه سبحانه فیها والتوکیل الیه و منه بیان القصص النافعة والحالات المر قة و منه بیان العادات الفا سدة و قبحها ومنه ردّ التحریفات و منه التمثیل و منه بیان صفاته تعالیٰ المبا ئنة عن الناسوت فهٰذا هو نظام الطبیعی لمضامین الاٰیات۔" (۳۰)

ثالثاً:

ایک مبتدی کے لیے تفسیروں سے صرف نظر کرتے ہوئے خالص قرآن کی طرف شاہ ولی اللہ کی دعوت کی تیسری اہم وجہ تفسیرِ قرآن کرتے وقت مفسرین کا شانِ نزول کی تلاش کا رجحان تھا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے بقول:

''اس رجحان سے دو بڑی خرابیاں پیدا ہوگئیں ہیں۔ قرآنی تعلیمات کی عالم گیر اور ازلی وابدی نوعیت کے عقیدے میں فرق آ گیا ہے، کیونکہ اگر کسی تعلیم کو بعض مخصوص واقعات کے ساتھ وابستہ کر دیا جائے تو اس کا اطلاق محدود ہو جاتا ہے۔ پھر تفصیلات دریافت کرنے کی خواہش نے بعض اوقات غیر تاریخی قصے، کہانیاں اور روایتیں پیدا کر دیں، جیسی کہ واقدی جیسے ضعیف اور نا قابل اعتماد راویوں کے بیانات میں داخل ہوگئی ہیں۔ شاہ ولی اللہ کسی تعلیم کا مطالعہ اس کے تاریخی پس منظر کے ساتھ کرنے کی اہمیت سے بے خبر نہیں تھے، مگر انہوں نے اس طریقے کو اختیار کرنے میں اعتدال پر زور دیا اور ان لوگوں پر نکتہ چینی کی جو اس بنیادی حقیقت کو نظر انداز کرنے پر مائل ہیں کہ قرآن کو ازلی وابدی اقدار اور عالم گیر راہنمائی کا خزانہ بنانا مقصود تھا۔'' (۳۱)

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے بھی شاہ صاحبؒ کی پیروی میں مفسرین کے اس عام رجحان کو ناپسند کیا ہے اور اس باب میں حضرت شاہ ولی اللہ نے جو خاص خدمت انجام دی اس کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

''ہمارے مفسرین کا یہ حال ہے کہ آپ جس تفسیر کو اٹھا کر دیکھیں گے، ہر آیت کے متعلق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جزئی واقعہ مذکور ہوگا۔ مثلاً: یہ آیت ابوجہل کے حق میں ہے۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت میں اُتری۔ اس آیت میں اہلِ بیت کے فضائل کا بیان ہے۔غرضیکہ قرآن کی آیات کومخصوص اشخاص اور واقعات سے مختص کر دینے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آپ اساتذہ اور طلبہ کو انہی جزئی چیزوں میں غور کرتا ہوا پائیں گے۔.....قرآنِ عظیم کو عملاً آیاتِ احکام تک محدود کر دینے اور اس کی آیات کو عمومی مطالب کی بجائے جزئی واقعات سے مختص کرنے کا اثر یہ ہوا کہ قرآن بحیثیت مجموعی مسلمانوں کی زندگی میں مؤثر نہ رہا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ہماری تمام عملی سرگرمیوں میں مشعلِ ہدایت بنتا لیکن ہوا یہ کہ وہ محض پڑھنے پڑھانے تک محدود ہو کر رہ گیا''.....شاہ صاحبؒ نے الفوز الکبیر کی ابتدا میں اس غلطی کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ آیاتِ احکام کے سلسلے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اجتماعی طور پر عام بنی نوع انسان میں جو بداخلاقیاں اور بداعمالیاں ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں، ان آیات کا سببِ نزول ان کو سمجھنا چاہیے۔ یہاں کسی زمانے اور قوم کی تخصیص نہیں۔عرب ہوں یا عجم، آج کا زمانہ ہو یا کوئی پہلے کا گزرا ہوا دور، جہاں بھی یہ خرابیاں پیدا ہوں گی، قرآن کی ان آیات کا انطباق ان پر ہوگا۔ اس ضمن میں الفوز الکبیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔''تحقیق شدہ امر یہ ہے کہ جہاں بھی بُرے اعمال اور ظلم کا وجود ہوگا۔ وہ ان آیات کا سببِ نزول سمجھا جائے گا۔'' (۳۲)

رابعاً:

چوتھی اور اہم وجہ خالص مطالعہ قرآن اور صرف ترجمے سے گزارنے کی ان کی یہ دلیل تھی کہ قرآن مشکل نہیں، آسان کتاب ہے:

''لوگوں میں یہ غلط فہمی عام تھی، اور تسلیم شدہ سمجھی جاتی تھی کہ قرآن مجید اخص الخواص طبقہ کے مطالعہ، غور وفکر اور فہم وتفہیم کی کتاب ہے۔ اس کا سمجھنا ایک درجن سے زیادہ علوم پر موقوف ہے۔ اس کو عوام میں لانا، عوام کو براہِ راست اس کے مطالب سے واقفیت پیدا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور اس سے ہدایت اور روشنی حاصل کرنے کی دعوت دینا سخت خطرناک، ایک بڑی گمراہی اور فتنہ کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے اور عوام میں ذہنی انتشار، خود رائی اور علماء سے بے نیازی بلکہ بغاوت اور سرکشی کی دعوت دینا ہے۔'' (۳۳)

اس موقع پر سید ابوالحسن علی ندویؒ شاہ ولی اللہؒ سے منسوب ایک رسالہ ''تحفۃ الموحدین'' کا تذکرہ کرتے ہیں، جو ان کے نام اور نسبت سے طبع ہوا ہے، اگرچہ شاہ ولی اللہ کے قدیم تذکروں اور فہرست تالیفات میں اس کا نام شامل نہیں ہے۔ ندوی صاحب کے بقول، ''اس لیے جزم و وثوق سے تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ شاہ صاحبؒ کے قلم سے ہے، البتہ جو مضمون آگے حوالہ دیا جا رہا ہے وہ اس طرزِ خیال کی صحیح ترجمانی ہے جو عام طور پر پھیلا ہوا تھا اور اس میں اس کا جواب شافی بھی موجود ہے۔'' (۳۴)

''بعض لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو بہت سے علم اور بے شمار کتابیں پڑھا ہوا ہو۔ اپنے زمانے کا علامہ ہو۔'' ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴾

(الجمعة. ۶۲:۲)

یعنی رسول خدا ﷺ بھی اُمی اور آپ کے اصحاب بزرگوار بھی پڑھے نہ تھے مگر جب رسول خدا نے اپنے اصحابؓ کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھیں، تو وہ ان کو سن کر ہر قسم کی برائی اور بگاڑ سے پاک صاف ہو گئے۔ پس اگر ناخواندہ آدمی قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا اور اس کی سمجھ کی استعداد نہیں رکھتا تو صحابہ کرامؓ برائی اور عیبوں سے کیسے پاک صاف ہو گئے۔ اس قوم پر سخت افسوس ہے جو ''صِد را'' سمجھنے اور ''قاموس'' جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث سمجھنے میں محض اپنے آپ کو نادان ظاہر کرتے ہیں اور بعض یوں کہتے ہیں کہ ہم پچھلے لوگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی برکت اور صحابہؓ کے دل کی سلامتی کہاں سے لائیں جو قرآن و حدیث کے معانی بخوبی سمجھ سکیں۔ ان کے جواب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔..... ﴿ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ (الجمعہ ۶۲:۳) یعنی پچھلے لوگ، خواہ پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ، مگر جب وہ مسلمان ہوں اور اصحابؓ کے طریقے کی پیروی کا ارادہ کریں اور قرآن و حدیث کو سنیں تو انہیں بھی پاک کرنے کے لیے یہی قرآن و حدیث کافی ہو سکتے ہیں۔ اور فرماتا ہے:..... ﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ (القمر ۵۴:۲۲) یہ کیسے آسان ہو سکتی ہے کہ ''کافیہ'' پڑھنے والے اور ''شافیہ'' جاننے والے تو اس کے معنی سمجھنے سے عجز ظاہر کرتے اور عرب کے بدّو لوگ اس کی حقیقت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک جگہ یوں فرمایا ہے: ﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ﴾ (محمد ۴۷:۲۴)

پس اگر قرآن مجید آسان نہ ہو تو اس میں فکر کیسے کیا جائے۔ ﴿ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ (محمد ۴۷:۲۴) یعنی باوجود یکہ دلوں پر قفل نہیں لگے ہوئے ہیں، پھر بھی کیسی گمراہی ہے۔ قرآن کے فکر میں زور نہیں لگاتے۔'' (۳۵)

اسی لیے شاہ ولی اللہ کا خیال تھا کہ بہت باریکیوں میں جائے بغیر قرآن کا سادہ مفہوم اخذ کر لینا عوام و خواص کے لیے یکساں آسان ہے۔ فتح الرحمٰن کے دیباچہ میں ترجمہ قرآن کی وجہ یہی بیان کرتے ہیں کہ سب لوگ اس پیغامِ الٰہی کو سمجھ سکیں:

> ''یہ زمانہ جس میں ہم لوگ موجود ہیں اور یہ ملک، جس کے ہم باشندے ہیں، اس میں مسلمانوں کی خیر خواہی تقاضا کرتی ہے کہ ترجمۂ قرآن سلیس اور بامحاورہ فارسی میں (بغیر اظہارِ فضلیت و عبارت آرائی کے اور متعلق بحثوں اور توجیہات کے ذکر کے) کیا جائے تا کہ عوام و خواص یکساں سمجھ سکیں اور چھوٹے بڑے سبھی معانی قرآن کا ادراک کر سکیں۔ اس لیے اس اہم کام کا داعیہ فقیر کے دل میں ڈالا گیا اور اس کے لیے مجبور کیا گیا۔'' (۳۶)

پڑھے لکھے لوگ تو متنِ قرآن اور ترجمہ کا مطالعہ خود کر سکتے ہیں، شاہ صاحبؒ نے ان پڑھ لوگوں کے لیے بھی تجویز کیا کہ وہ اگر پڑھ نہ سکیں تو روزانہ کچھ حصہ پڑھوا کر سن لیں۔ یہ ''تجویز'' اتنی اہم تھی کہ انہوں نے اسے اپنے وصیت نامے میں اولین وصیت کے طور پر درج کیا، لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اعتقاد و عمل میں قرآن و سنت سے وابستہ رہو۔ ان دونوں کا کچھ حصہ ہر روز پڑھو اور اگر پڑھ نہیں سکتے تو ان دونوں کا ایک ایک ورق ہر روز پڑھوا کر سنو۔'' (۳۷)

رجوع الی القرآن کی تحریک:

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ترجمۂ قرآن سے قرآن مجید کی تبلیغ عام کے راستے کی رکاوٹیں دور ہو گئیں۔ ترجمے کے ساتھ انہوں نے مختصر حواشی بھی لکھے۔ لکھنے پڑھنے کی اس خدمت کے علاوہ اہم ترین خدمت رجوع الی القرآن کی تحریک کا آغاز تھا۔

مولانا محمد سالم قاسمی ان کی اس خدمت کا تذکرہ تفصیل سے کرتے ہیں:

''شاہ صاحب کی قرآنی خدمات بڑی وقیع اور بے نظیر ہیں۔ انہوں نے اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لیے نہیں بلکہ کتابِ ہدایت کی ترویج و اشاعت کے لئے اور امت کو از سرِ نو قرآن کی بنیادوں پر کھڑا کرنے کے لیے جامع اور منصوبہ بند طریقے پر کام کا آغاز کیا۔ یہ شاہ صاحبؒ ہی کی تحریک اور رہنمائی تھی کہ ان کے جلیل القدر صاحبزادوں نے پہلی مرتبہ اردو زبان میں قرآنِ کریم کے ترجمے کا فریضہ انجام دیا۔ الفضل للمتقدّم. یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ شاہ صاحب نے ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کی اصلاح کے لیے بالخصوص اور عام انسانوں کی فلاح کے لیے بالعموم جو تحریک برپا کی وہ قرآنی تحریک تھی جو قرآن فہمی سے شروع ہوئی اور جہاد بالسّیف تک بسیط ہو گئی۔ گویا شاہ صاحبؒ کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ وہ تحریکِ قرآن کے داعی اور مبلّغ تھے..... سماجی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس مہم کے تین نمایاں پہلو ہیں۔ ایک تو مہلک رسوم و رواج اور مشرکانہ عقائد و خیالات کی عام وبا کے لیے قرآن کو مؤثر علاج کی حیثیت سے متعارف کروانا..... دوسرے قانون اور شریعت کی اساس اور سرچشمۂ اوّل کی حیثیت سے قرآن کو پیش کرنا کہ زندگی کے تفصیلی معاملات میں وہی مرجع اور قولِ فیصل قرار پائے۔..... تیسرے یہ احساس پیدا کرنا کہ جب لوگ قرآن کی طرف رجوع کریں گے تو ان کی علمی، ذہنی اور فکری سطح بھی حسبِ استفادہ بلند ہوتی چلی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گی اور علم وفکر کا منبع ان کے ہاتھ آجائے گا۔'' (۳۸)

مختصراً ان کی یہ تحریک فکری اور علمی میدانوں میں تو کامیاب ہوئی ہی، جس کا ثبوت ان کے صاحبزادوں کے تراجمِ قرآن ہیں اور جن کے بعد برّصغیر میں دوسرے لوگوں کو بھی ایسی قرآنی خدمات کا حوصلہ ہوا۔ (۳۹) اسی طرح عوامی سطح پر فہم قرآن کا ذوق پیدا کرنے کے لیے درسِ قرآن کا سلسلہ جو قائم ہوا، وہ بھی جناب شاہ ولی اللہ کے خاندان ہی سے شروع ہوا۔ شاہ عبدالعزیزؒ اس کے بانی تھے۔ (۴۰) لیکن اس تحریک نے عملی طور پر جو سب سے بڑی کامیابی حاصل کی، وہ یہ تھی کہ شاہ صاحب نے برّصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اپنے جاندار استدلال سے یہ اصول تسلیم کروالیا کہ قرآن کا مقصود اگر تہذیبِ نفس اور تربیتِ اخلاق ہے تو اسے براہِ راست مطالعے کے لیے عوام کے سامنے پیش کرنا ہی درست لائحہ عمل ہے۔ ان کی اس کامیابی کا اعتراف برّصغیر کی فکری تاریخ پر نظر رکھنے والے ہر شخص کو ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

(۱) سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: ''شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا خاندانی تعلق جس قبیلے اور نسل سے تھا، علم وتصوف کے ساتھ اس خاندان کے لوگ فوجی کاروبار میں بھی یگانۂ روزگار تھے۔ بلکہ شاہ عبدالرحیمؒ سے پہلے تو شاہ صاحبؒ کے خاندان میں علم و تصوف کی محض ثانوی حیثیت تھی، اصلی کام اس خانوادے کا جہاد ہی تھا۔ (تذکرۂ شاہ ولی اللہ، ص ۵۰)

(۲) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، ص ۴۲-۶۷

(۳) شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے محبوب استاد شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی کا تذکرہ انفاس العارفین میں تفصیل سے کیا ہے۔ (ص ۱۹۸-۲۰۰) انہوں نے شاہ صاحبؒ کو حدیث میں جو سند عطا کی اس میں لکھا ''انہ لیسند عنی اللفظ و کنت اصحّح منه المعنٰی.'' (نزھۃ الخواطر ۶/۴۰۴، تذکرۂ علمائے ہند، ص ۵۴۲)

(۴) کلیاتِ اقبال، ص ۲۶۵

(۵) نجیب الدولہ کے نام اپنے ایک خط میں شاہ صاحبؒ نے اس خدشے کا اظہار یوں کیا تھا۔ ''اگر غلبۂ کفر معاذ اللہ اسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور تھوڑا ہی زمانہ گزرے گا کہ یہ مسلم قوم ایسی قوم بن جائے گی جو اسلام اور غیر اسلام میں تمیز نہ کر سکے گی۔'' (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، ص ۲۲-۲۳)

(۶) التفہیماتِ الالٰہیۃ میں بڑے سخت الفاظ میں لکھتے ہیں:

'' واقول لطبلة العلم ایها السّفهاء المسمون انفسکم بالعلماء اشتغلتم بعلوم الیونانیین وبالصرف والنحو والمعانی وظننتم ان هذا هو العلم۔ انما العلم اٰیة محکمة من کتاب اللّٰه .....او سنّة قائمة من رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم .....کان مرضی الحق ان تشتغلوا بکتاب اللّٰه و سنة رسوله .....وان لا تشتغلوا باالعلوم الآ لیة الّا بانّها اٰلة لا بأنّها امور مستقلّة۔''(۱/ ۲۱۴-۲۱۵)

(۷) التفہیمات الالٰہیۃ، ۱/۲۱۵-۲۱۹

(۸) انفاس العارفین، ص ۱۹۴

(۹) مقدمہ الفوز الکبیر، ص ۹

(۱۰) الفوز الکبیر، ص ۱۳

(۱۱) مقدمہ فتح الرحمٰن

(۱۲) مقدمہ فتح الرحمٰن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) تاریخ دعوت وعزیمت، ۵/۱۴۰

(۱۴) الفوز الکبیر، ص ۴۱

(۱۵) الفوز الکبیر، ص ۴۰، ۴۱

(۱۶) الفوز الکبیر، ص ۱۳۷

(۱۷) الفوز الکبیر، ص ۱۳۴ تا ۱۳۶

(۱۸) الاتقان فی علوم القرآن، ۲/ ۴۹۲

(۱۹) امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ ''امام ابو عبید قاسم بن سلام حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر تھے کہ پڑھا۔ و فاکھۃ و ابا۔ پھر کہنے لگے۔ فاکھۃ تو ہم جانتے ہیں، یہ ابا کیا ہے؟ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگے۔ اے عمر! خواہ مخواہ کی کرید اسی کو کہتے ہیں۔'' (مقدمہ اصول التفسیر / ۱۰۰، ۱۰۱)

(۲۰) الاتقان فی علوم القرآن، ۲/ ۴۹۳

(۲۱) الفوز الکبیر، ص ۵۵

(۲۲) الفوز الکبیر، ص ۱۴۰، ۱۴۱

(۲۳) وصیت نامہ، التفہیمات الالٰہیۃ، ۲/ ۲۴۰

(۲۴) الفوز الکبیر، ص ۱۲۳

(۲۵) محاضرات قرآنی، ص ۲۶۹

(۲۶) ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴾ (الانفال ۸:۲) ﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ ﴾ (الزمر ۲۹:۲۳) ﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ﴾ (المائدۃ ۵:۸۳)

(۲۷) الفوز الکبیر، ص ۴۵

(۲۸) Islamic Rationalism in the subcontinent. P-90

(۲۹) مقدمہ موضح القرآن

(۳۰) التفہیمات الالٰہیہ، ۲/ ۱۲۲، ۱۲۳

(۳۱) برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، ص ۲۴۵

(۳۲) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، ص ۴۶

(۳۳) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، ص ۴۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۴) تاریخ دعوت وعزیمت: ۱۴۲/۵

(۳۵) تحفۃ الموحدین، ص۶، ۷، ۸ .....نیز تقریباً انہیں الفاظ میں عام لوگوں، بلکہ ''علماء'' کی پھیلائی ہوئی اس غلط فہمی کا تذکرہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے تقویۃ الایمان کے دیباچے میں کیا ہے۔ص۱۶-۱۸

(۳۶) مقدمہ فتح الرحمٰن

(۳۷) التفہیمات الالٰہیۃ، ۲۴۰/۲

(۳۸) شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ، ص۶۰

(۳۹) محاسن موضح القرآن، ص۱۳

(۴۰) محاضراتِ قرآنی، ص۲۱۹

مصادر ومراجع

☆ القرآن الحکیم

☆ ابن تیمیہؒ، احمد بن عبدالحلیم، شیخ الاسلام، مقدمہ اصول تفسیر، (ترجمہ مولانا عطاء اللہ حنیف) المکتبۃ السلفیہ، لاہور، ۱۹۶۳ء

☆ جلال الدین، سیوطیؒ، علی، حافظ جلال الدین محلیؒ، الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ المعارف ریاض، ۱۹۷۴ء

☆ دہلوی، شاہ عبدالقادرؒ، موضح القرآن، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، س۔ن

☆ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند (فارسی)، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، س۔ن

☆ سندھی، عبیداللہ، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، الحمود اکیڈمی، لاہور، س۔ن

☆ شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ (ترجمہ) عزیز احمد صدیقی، مکتبہ جاء الحق، کراچی، ۲۰۰۰ء

☆ شاہ ولی اللہ محدث، دہلویؒ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، (ترجمہ سید محمد مہدی الحسنی، حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلویؒ)، قرآن محل، مولوی مسافر خانہ، کراچی، ۱۹۸۲ء

☆ شاہ ولی اللہ، محدث دہلویؒ، التفہیمات الالٰہیۃ، (مرتب مولوی محمد اسحاق نگینوی)، مقبول پریس دہلی، س۔ن

☆ شاہ ولی اللہ، محدث دہلویؒ، قطب الدین، فتح الرحمٰن، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، س۔ن

☆ شاہ ولی اللہ، محدث دہلویؒ، تحفۃ الموحدین، المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور، س۔ن

☆ علامہ محمد اقبالؒ، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال (مرتب) جاوید اقبال، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، مئی ۱۹۷۵ء

☆ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ قرآنی، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴ء

☆ قاسمی، اخلاق حسین، مولانا، محاسن موضح القرآن، ذوالنورین اکیڈمی، بھیرہ، ۱۹۸۳ء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ قاسمی، محمد سالم، مولانا، شاہ ولی اللہ کی قرآنی فکر کا مطالعہ، المحمود اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۸ء

☆ قریشی، اشتیاق حسینؒ، ڈاکٹر، برِ عظیم پاک و ہند کی ملّتِ اسلامیہ، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی، کراچی، ۱۹۹۹ء

☆ گیلانی، مناظر احسنؒ، سید، تذکرۂ شاہ ولی اللہ، نوید پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء

☆ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۷ء

☆ مودودیؒ، ابوالاعلیٰ، سید، تجدید و احیائے دین، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء

☆ ندوی، عبدالحی الحسنیؒ، نزھۃ الخواطر، مطبع مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ہند، ۱۹۵۷ء۔

☆ ندوی، ابوالحسن علیؒ، مولانا، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، س۔ن

☆ نظامی، خلیق احمدؒ، شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۸ء

Saeeda Iqbal, Dr. Islamic Rationalism in the Subcontinent. Islamic Book Service - Urdu Bazar Lahore. 1984.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ (موضح قرآن) اور اس کی خصوصیات

ڈاکٹر عبدالحئی مدنی ☆

شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا تعارف اور علمی مقام

❀ نام ونسب:

شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قواذن بن قاضی قاسم بن کبیر عرف قاضی بدہا بن عبدالمالک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی عرف قاضی پران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمرو الحاکم بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہم۔(۱)

❀ پیدائش:

آپ کی پیدائش ۱۱۶۳ھ الموافق ۱۷۶۹ء میں دہلی میں ہوئی آپ شاہ ولی اللہ دہلوی کے تیسرے صاحبزادے تھے۔اور آپ کا شجرہ نسب ۳۴ پشت کے واسطے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

❀ تعلیم وتربیت:

شاہ صاحب کی ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد محترم کے ہاتھوں ہوئی جبکہ والد کی وفات کے بعد تکمیل علوم کی سعادت اپنے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ سے حاصل کی۔(۲)

☆ اسسٹنٹ پروفیسر این ای ڈی یونیورسٹی کراچی۔

18728

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ سلوک وتصوف میں آپ نے شیخ عبد العدل دہلوی رحمہ اللہ سے استفادہ کیا اور اردو زبان و ادب کے سلسلہ میں خواجہ میر درد کی صحبت بھی اختیار کی اور ان سے استفادہ کیا۔(۳)

❀ معروف تلامذہ:

شاہ عبد القادر رحمہ اللہ سے ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا، ان میں سے مشہور اور معروف شیخ عبد الحئ ہبۃ اللہ، شاہ اسماعیل شہید، شیخ فضل حق بن فضل امام خیر آبادی، مرزا حسن علی شافعی، شاہ محمد اسحاق اور دیگر علماء شامل ہیں۔(۴)

❀ اولاد:

شاہ صاحب کی صرف ایک بیٹی پیدا ہوئی اور اس کی شادی شاہ صاحب نے اپنے بھتیجے مولوی مصطفیٰ صاحب سے کی جس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کی شادی شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ سے ہوئی۔ (۵)

❀ انتقال:

شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲۳۰ھ الموافق ۱۸۱۴ء میں وفات پائی اور اپنے جد امجد شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی دفن ہوئے۔

❀ علمی مقام:

خانوادہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی علمی خدمات اس اعتبار سے بے مثل و بے نظیر ہیں کہ یہ سب دور زوال میں کی گئی کاوشیں ہیں اور ہر فن میں تحقیقی کام پیش کیا گیا۔ اس خانوادہ میں سے شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے ترجمہ وحواشی کے علاوہ کوئی قابل ذکر تصنیفی، تالیفی خدمات نہیں ہیں تاہم شاہ صاحب کو صرف اسی ایک خدمت نے زندۂ جاوید کر دیا ہے۔

کسی بھی شخص کے علمی مقام کی گواہی اس کے تلامذہ دیتے ہیں شاہ صاحب کے تلامذہ نے برصغیر میں جو علمی خدمات سرانجام دیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔شاہ صاحب کا اردو ترجمہ قدیم اردو نثر کا ایک شاہکار ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب کو قرآن سے گہرا شغف تھا جس کی وجہ سے آپ چالیس سال مسجد اکبر آبادی میں قرآن مجید کی تفہیم و تدریس میں مشغول رہے اور اسی زمانے میں آپ نے قرآن مجید کا مشہور و معروف اردو ترجمہ ''موضح قرآن'' لکھا جو آپ کے گہرے غور و فکر اور تدبر کو ظاہر کرتا ہے۔ جس پر تحریر کردہ مختصر اور جامع حواشی فوائد کے اعتبار سے بے شمار تفاسیر پر بھاری ہیں۔

❀ اساسیات ترجمۂ قرآن:

قرآن مجید جو کہ لاریب وحیٔ الٰہی ہے، اس کے اعجاز کے شواہد خود اس کے باطن میں موجود ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی باقی رہنے والی عظیم ترین نشانی جس کا ہر جملہ آیت یا نشانی کی حیثیت سے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اس دعوت کے پیش نظر بلند ارادوں کا حصول اور عالی مقاصد میں کامیابیاں ہیں، ان کے لیے اس کلام کو علو و رفعت کی چوٹیوں تک پہنچایا گیا اس حوالے سے چند اہم امور درج ذیل ہیں:

- ❀ معانی کی تکرار
- ❀ جملہ موضوعات کلام کے سلسلے میں فصاحت اور جملوں میں حسن تالیف۔
- ❀ تناقض اور خطاء سے صحیح و سالم ہونا۔
- ❀ معانی کا عمق جو گہرائی اور گیرائی سموئے ہوئے ہے۔
- ❀ غیبی خبروں کا از حد بلیغ الفاظ میں مذکور ہونا جو کہ عدیم المثال ہے
- ❀ اس کا اعجاز اس کی روحانیت میں پنہاں ہے جو کہ علوم الٰہیہ اور دینی عقائد کے اصولوں، فضائل و آداب کے قوانین، سیاسی و تمدنی و اجتماعی ضوابط پر مشتمل ہونا۔

قرآن مجید کے مندرجہ بالا امور ایسے ہیں جو کہ ہر مترجم اور مفسر کو مدنظر رکھنا پڑتے ہیں تا کہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ و حواشی اور تفسیر کرتے وقت اس کی روح کو نظر انداز نہ کرے اور تیسیر قرآن جیسا اہم فریضہ بخوبی ادا ہو سکے۔

چونکہ تمام افراد یکساں قابلیت و فہم کے مالک نہیں ہوتے اور ان کی استعداد و صلاحیتوں میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفاوت ہوتا ہے مزید برآں معاملہ جب کلام الٰہی کا ہوتو اس کی جامعیت، ہمہ گیری، بسط اور وسعت کو ترجمہ میں سمونا ایک ازحد مشکل امر ہے جس سے عہدہ براہ ہونا صرف اس شخص کے بس کی بات ہے جسے عربی لغت اور مقامی زبان پر مکمل عبور ہو۔

برصغیر میں اردو ترجمہ کی ابتدا:

اردو زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کی ابتدا بارہویں صدی ہجری میں ہوئی جس میں ایک ترجمہ ملتا ہے جو کہ قاضی محمد معظم سنبھلی نے ۱۱۳۱ھ میں کیا اور اس کے بعد دکنی اردو میں بھی ایک ترجمہ ملتا ہے جو کہ ۱۱۵۰ھ میں ہوا ہے۔لیکن یہ دونوں تراجم اور ان جیسی دیگر کاوشیں یا تو نامکمل تھیں یا ان کے ترجمہ میں خامیاں تھیں جس کی وجہ سے اردو زبان میں ایک ترجمہ کی کمی محسوس کی گئی چنانچہ شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موضح قرآن سامنے آیا جسے عوام وخواص میں نہ صرف کہ قبولیت عام حاصل ہوئی بلکہ تمام مترجمین قرآن کے لیے مرجع ومصدر بھی ہے۔

موضح قرآن کے بارے میں علماء کے تاثرات:

* مشہور مؤرخ مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی مدیر ماہنامہ برہان دہلی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن مجید جو کہ ''موضح قرآن'' کے نام سے مشہور ہے اب سے دو برس پہلے اس زمانے کی دلی کی ٹکسالی زبان میں کیا گیا ہے جس میں کثرت سے ایسے الفاظ، محاورات اور کہاوتیں ہیں جن کو عوام تو درکنار اردو زبان کے ادیب اور اہل قلم تک نہیں سمجھ سکتے۔(۶)

* ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب موضح قرآن کے بارے میں رقم طراز ہیں:

شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دوسرے ترجمہ کے مقابلے میں اس قدر بہتر اور افضل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے ہوتے ہوئے چند سال بعد دوسرے ترجمے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔(۷)

* شیخ الہند محمود الحسن اسیر مالٹا رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمے کے بارے میں لکھتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں:

چنانچہ شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو بامحاورہ ترجمہ کے بانی و امام ہیں انہوں نے بامحاورہ ترجمہ کو اختیار فرمانے کی یہی وجہ بیان کی ہے، یعنی قرآن کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

اور مزید فرماتے ہیں کہ

شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ بامحاورہ ترجمہ کا پورا پابند ہو کر پھر نظم و ترتیب، کلمات قرآن اور معانیٔ لغویہ کو اس حد تک نبھایا ہے کہ زیادہ کہتے ہوئے ڈرتا ہوں مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ہم جیسوں کا ہرگز بس نہیں۔ (۸)

* ڈپٹی نذیر احمد دھلوی شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

جب ایک خاندان کے ایک چھوڑ تین تین ترجمے لوگوں کو مل گئے ایک فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا اکٹھے دو اردو کے ایک شاہ عبدالقادر صاحب کا اور ایک شاہ رفیع الدین صاحب کا تو اب ہر ایک کو ترجمہ کا حوصلہ ہو گیا مگر خاندان شاہ ولی اللہ کے سوا کوئی شخص مترجم ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ وہ ہرگز مترجم نہیں بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے بیٹوں کے ترجموں کا مترجم ہے کہ انہی ترجموں میں اس نے ردوبدل، تقدیم و تاخیر کر کے جدید ترجمہ کا نام دے دیا۔ (۹)

* مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا:

شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی خدمت جس میں اردو زبان ہمیشہ ان کی احسان مند رہے گی یہ ہے کہ انہوں نے اس وقت قرآن مجید کا ترجمہ کیا جب زبان بالکل طفولیت کی حالت میں تھی اور نثر نویسی بھی پوری طرح شروع نہیں ہوئی تھی ایسا کام وہی لوگ کر سکتے تھے جو زبان ڈھالنے والے ہوتے ہیں۔ (۱۰)

* مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ''موضح قرآن'' کے بارے میں کہا کرتے تھے:

میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ''موضح قرآن'' لکھ چکے تو فارسی کا یہ شعر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑے تصرف کے ساتھ پڑھتے:

روز قیامت ہر کسے باخویش دارد نامہ من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآن در بغل

حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو ہمیشہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ کہ حضرت شاہ صاحب کا ترجمہ دیکھو اور بعض مسائل جو تفسیر سے حاصل نہیں ہوتے وہ اس ترجمہ سے حل ہو جاتے ہیں۔(۱۱)

* تحریک پاکستان کے معروف راہنما سرسید احمد خان اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''آثار الصنادید'' میں لکھتے ہیں:

ان کا ترجمہ کلام اللہ کا، اردو لغات کے لئے ایک بڑی سند ہے۔(۱۲)

المختصر علماء کی ایک کثیر تعداد ''موضح قرآن'' کی تعریف میں رطب اللسان ہے یہ چند اقوال صرف بطور نمونہ رقم کیے جا رہے ہیں جس سے یہ اندازہ کیا جانا بہت آسان ہے کہ ''موضح قرآن'' کا اسلامی، علمی اور ادبی حلقوں میں کیا مقام ہے۔

❀ موضح قرآن کے خواص کا جائزہ:

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کا ترجمہ آسان اردو زبان میں کیا جس کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک آسان فہم اور کسی بھی قسم کے حشو و زوائد، تصنع و تکلف سے پاک ترجمہ ہے جس میں ایک فطری سادگی پائی جاتی ہے جو کہ قاری پر گہرا اثر چھوڑتی ہے اور اس کے لئے قرآن فہمی بہت آسان ہو جاتی ہے اور اس کی روح تک پہنچنا ناممکن نہیں رہتا۔

''موضح قرآن'' میں شاہ صاحب کے تحریر شدہ مقدمے سے جو امور مستنبط کیے جا سکتے ہیں وہ مختصراً درج ذیل ہیں۔

☆ موضح قرآن لفظی ترجمہ نہیں ہے۔

☆ حسن مفہوم کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

☆ ہندی ترکیب اور عربی ترکیب میں بعد ہونے کی وجہ سے لفظی ترجمہ قرآن کے حقیقی مفہوم کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی نہیں کرسکتا۔

☆ ترجمہ کے دوران عام تراکیب کا استعمال کیا گیا ہے تاکہ عام طبقہ بھی سمجھ سکے۔

☆ دین کی سمجھ بغیر استاد کے بہت مشکل ہے لہٰذا رہنما کے بغیر فہم قرآن بہت مشکل ہے بلکہ بعض مقامات پر ناممکن ہو جاتا ہے۔

☆ ترجمہ کے علاوہ بعض آیات پر حواشی بھی تحریر کیے گیے ہیں۔

موضح قرآن کے ترجمہ میں جو حسن بیان نظر آتا ہے وہ اردو زبان میں عدیم المثال ہے اس کی سلاست اور لطافت کا یہ عالم ہے رواں دواں اور آسان فہم ترجمہ کرتے وقت الفاظ کا حسن انتخاب ایسا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سے بہتر لفظ ہو ہی نہیں سکتا۔ ''موضح قرآن'' کے محاسن کا پیش خدمت جائزہ درج ذیل موضوعات کے تحت کیا جائے گا۔ ان میں سے ہر موضوع کے تحت صرف چند منتخب قواعد کا مطالعہ کیا جائے گا کہ قید صفحات مکمل احاطہ کی قطعی اجازت نہیں دیتے لہٰذا سعی ناتمام یہ ہوگی کہ ان منتخبات کے ذریعے انصاف کرسکوں (ان شاء اللہ العزیز):

☆ موضح قرآن اور علم نحو

☆ موضح قرآن اور افعال کا ترجمہ

☆ موضح قرآن اور علم بلاغۃ

☆ موضح قرآن کے ادبی پہلو

☆ موضح قرآن کے علمی پہلو

☆ موضح قرآن اور مظاہر فطرت

☆ موضح قرآن اور علم نحو:

موضح قرآن کے ترجمہ کے دوران شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنی آیات میں موجود علم نحو کے شواہد کا جس مناسب انداز میں ترجمہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے جو کہ انتہائی مؤثر اور بلیغ ہے اس میں جن قواعد کے تحت مطالعہ کیا جائے گا وہ درج ذیل ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید نے بعض اوقات اشیائے قریب کے لیے اشارہ بعید استعمال کیا ہے اور اسی طرح اشیائے بعید کے لیے اشارہ قریب استعمال ہوا ہے جس کا مطلب صرف اور صرف ان اشیائے کی بڑائی اور ان کی اہمیت کے بیان کے لیے ایک مؤثر اسلوب ہے جیسا کہ درج ذیل آیت میں ہے کہ

﴿ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ﴾ (۱۴)

ترجمہ: از شاہ صاحب: ''اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے''

اس آیت میں ایک غیر موجود چیز کے لیے قریب کا اشارہ استعمال کیا جا رہا ہے اور مقصد حکم الٰہی کی تاکید ہے جو کہ ترجمہ میں بھی اسی طرح موجود ہے۔

اور ایک دوسری آیت میں ہے کہ:

﴿ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ﴾ (۱۵)

ترجمہ از شاہ صاحب: یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے۔

اس میں بھی شاہ صاحب نے اسی امر کو مدنظر رکھتے ہوئے اشارۂ بعید کا ترجمہ اشارہ قریب کے ذریعے کیا ہے۔

شاہ صاحب آیت میں استعمال ہونے والے حروف جر کا جو ترجمہ کرتے ہیں وہ انھی کا خاصہ ہے کہ ترجمہ کو مناسب انداز میں قابل فہم بنانے کے لیے اور اردو قالب میں ڈھالنے کے لیے حروف جر کو مختلف معنی میں استعمال کرتے ہیں جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

ارشاد ربانی ہے کہ:

﴿ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ﴾ (۱۶)

ترجمہ از شاہ صاحب: جو کوئی لایا نیکی اس کو ہے اس کے دس برابر۔

اس آیت میں دو حروف جر استعمال ہوئے ہیں ''حرف باء'' جس کے معنی ''مصاحبت'' کے ہیں اور ''حرف لام'' جس کے معنی ''تملیک'' کے ہیں۔ جبکہ شاہ صاحب نے جو ترجمہ کیا اس سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ جو کوئی بھی نیکی کے ساتھ آئے گا یا نیکی لے کر آئے گا، یعنی ایجاز اور اختصار کو مدنظر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ کر عربی الفاظ کا بعینہ وہی بامحاورہ ترجمہ کیا جس میں فصاحت اور بلاغت کے عناصر موجود ہیں۔

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ﴾ (۱۷)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور مدین کی طرف بھیجا اس کے بھائی شعیب کو بولا اے قوم! بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اس کے سوا۔

تبصرہ: حرف جر لام کا پچھلی آیت میں ترجمہ کیا گیا تھا ''اس کو ہو'' جبکہ اس آیت کے سیاق وسباق کا مفہوم کو مدنظر رکھ کر ''کوئی نہیں تمہارا'' ترجمہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے کتنی دقت نظر سے ترجمہ کیا۔

قرآن مجید نے آیات میں استعمال ہونے والے مفاعیل کے ترجمہ میں جو بلاغت دکھائی ہے اس کا ترجمہ شاہ صاحب نے جس انداز میں کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ درج ذیل آیت میں ہے:

﴿ اَنَّا صَبَبْنَاالْمَاءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴾ (۱۸)

ترجمہ از شاہ صاحب: کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر۔

آیت کے ترجمہ میں جس طرح عربی ترکیب کا خیال رکھا گیا ہے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے یا خود اصل کلام۔

عربی ترکیب کا ہندی ترکیب میں ایسا بامحاورہ ترجمہ کیا ہے کہ آیت کا اصل مفہوم بھی بیان ہو جاتا ہے اور آیت کا حسن بھی برقرار رہتا ہے۔

☆موضح قرآن اور افعال کا ترجمہ:

قرآن مجید نے اپنی بات کہنے کے لیے کبھی افعال معروف کا ستعمال کیا تو کبھی مجہول کا۔ ان افعال کے ترجمہ میں شاہ صاحب نے معنوی بلاغت اور حکمت سے کام لیا ہے اس میں خیالات کی ندرت کے ساتھ کلمات کے ترجمہ میں بھی وہی حسن بدرجہ اتم نظر آتا ہے جیسا کہ درج ذیل مثال میں ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالی ہے کہ

﴿ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴾ (۱۹)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور اگر تجھ کو جھٹلا دیں تو جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھ سے پہلے اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام۔

قواعد عربی زبان کے مطابق فعل کی اصل یہ ہے کہ وہ معروف استعمال ہو، لیکن بسا اوقات کلام میں مجہول بھی استعمال ہوتا ہے جس کے مختلف اسباب ہوتے ہیں، مثلاً: کبھی فاعل کو بطور حقارت ذکر نہیں کیا جاتا جیسا کہ مذکور بالا آیت میں فعل مجہول "كُذِّبَتْ" کے ذریعے رسولوں پر واقع ظلم کو بیان کیا ہے اور اس کے بعد کا ترجمہ اس طرح کیا ''اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام'' اس طرح شاہ صاحب نے ترجمہ میں فعل متعدی بمعنی لازم کیا اور فعل مجہول کا ترجمہ معروف قرار دے کر کیا اس طرح قاری کا ذہن براہِ راست اس مفہوم تک پہنچتا ہے کہ تمام معاملات تمام اعمال برے اور اچھے بھلے سب اللہ تعالی کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔ اور کبھی فاعل کے بیان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور اصل مقصود مفعول کے بیان سے ہوتا ہے جیسا کہ درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے:

﴿ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ ﴾ (۲۰)

ترجمہ از شاہ صاحب: پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں

اس آیت میں اصل مقصد نماز ختم ہونے کا بیان ہے اس لیے فاعل کو حذف کیا گیا اور نمازی سے کوئی غرض نہیں تھی لہٰذا شاہ صاحب نے بھی ترجمہ کے دوران ترکیب لفظی اور قواعد کے ترجمہ میں اس کی اصل روح کو برقرار رکھا۔

☆ موضح قرآن اور علم بلاغۃ:

قرآن مجید جب نازل ہوا تو یہ کلام کے اعتبار سے از حد فصیح اور اسلوب و معنی کے اعتبار سے بے حد بلیغ تھا اور اپنی اسی فصاحت و بلاغت کی بنا پر عربوں کو اس نے عاجز کر دیا تھا اور وہ سب اپنی تمام تر فصاحت و بلاغت کے باوجود اس کے معتقد ہو گئے تھے۔ شعراء اس سے مبہوت ہو گئے تھے اور ان کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعری خاموش ہوگئی تھی اس کی سب سے بڑی وجہ اس کا ایک نرالا اظہار بیان، بلاغت ،حسن بیان کا یکتا طرز ہے۔ یہاں یہ بات مدنظر رہے کہ قرآن مجید نے جو تعلیمات پیش کی ہیں ان کا اسلوب بیان اس زمانے کے ادب کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے لہٰذا اس انفرادیت کو قائم رکھنا کہ اصل مفہوم بھی قائم رہے اور بات بھی واضح ہو جائے یہ عنصر موضح قرآن میں بہتر انداز میں پایا جاتا ہے۔

اس اسلوب بیان کے بعض خصائص مختصراً درج ذیل ہیں:

☆ تاکید لفظی اور معنوی کا مناسب ترجمہ

☆ قرآن مجید میں ایجاز و اختصار اور حذف

☆ قرآن مجید کے معانی کی تکرار اور شاہ صاحب کا حسن ترجمانی

☆ استعارات کا برموقع اور برمحل ترجمہ

☆ کلمات آیات کے ظاہری مفہوم کی حقیقی مفہوم سے مخالفت

☆ صنعت مشاکلت

☆ قرآن مجید میں بیان کردہ تشبیہات اور امثال کا ترجمہ

اس مختصر تحریر میں ان سب کا احاطہ تو ناممکن ہے لیکن چند کا تذکرہ درج ذیل ہے:

ا۔حروف تاکید کا استعمال:

قرآن مجید کی فضیلت سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو اس کے اسرار پر غور وفکر اور تدبر کرتا ہے تب اسے اسالیب قرآن سے آگاہی ہوتی ہے اور انھی اسالیب میں سے ایک اسلوب قرآن مجید میں حروف تاکید کا استعمال ہے جس پر قدرے اختصار کے ساتھ بات کی جائے گی۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ﴾ (۲۱)

ترجمہ از شاہ صاحب: اے ایمان والو! مشرک جو ہیں سو پلید ہیں،

حرف "انما المشرکون" کا ترجمہ "مشرک جو ہیں" کر کے آیت کے ترجمہ کو شاہ صاحب نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم و تاخیر کے ذریعے جو بلاغت اور فصاحت بخشی ہے اس سے آیت کے اصل مفہوم میں تاکید پیدا ہوگئی اور ایک دوسری آیت میں بیان ہے کہ:

﴿ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴾ (۲۲)

ترجمہ از شاہ صاحب: ''بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو، یہ ہے سیدھی راہ''

اس آیت میں تاکید لفظی اور تاکید معنوی دونوں موجود ہیں جن کو شاہ صاحب نے ملحوظ خاطر رکھا ہے اور ترجمہ میں سلاست بیان ہے اور بطور خاص تاکید معنوی کے ترجمہ میں جو انداز اختیار کیا ہے وہ غور و فکر کا محتاج ہے اور ایجاز و برجستگی کے ساتھ مفہوم بھی قائم رہا۔

اسی طرح اور ایک مقام پر ہے:

﴿ ایاك نعبد و ایاك نستعین ﴾ (۲۳)

ترجمہ از شاہ صاحب: تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں

تبصرہ: ''اِیـــاك'' کا ترجمہ بالکل منفرد انداز میں کیا یعنی ''تجھی کو اور تجھی سے'' جس سے تاکید کا حقیقی مفہوم انتہائی جامع انداز میں بیان ہو گیا کہ دیگر مترجمین اس کا ترجمہ عمومی طور پر کرتے ہیں، جیسا کہ مرزا حیرت دہلوی نے اس کا ترجمہ کیا ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔'' یہ واضح رہے کہ مرزا حیرت دہلوی کا زمانہ شاہ صاحب کے زمانے سے کچھ بعد کا ہے۔

اب ان دونوں ترجمہ کے مابین جو فرق ہے وہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ شاہ صاحب کے ترجمے میں ایجاز کے ساتھ تاکید کا مفہوم بھی بدرجہ اتم ملتا ہے جبکہ مرزا صاحب کے ترجمہ میں ایجاز اور تاکید کا وہ معیار نہیں پایا جاتا۔ حروف کا اس قدر رواں دواں ترجمہ شاہ صاحب پر ختم ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں ایجاز و اختصار اور حذف:

ایجاز: ایجاز کی تعریف یہ ہے کہ کم سے کم ممکن الفاظ کے ساتھ معنی واضح طور پر بیان کر دینا پس ایسی مختصر عبارت جو زیادہ معانی دے وہ بلیغ کہلاتی ہے اور جس قدر الفاظ کم ہوں گے اور معنی زیادہ ہوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے اسی نسبت سے بلاغت کے مدارج میں اس قول کی قیمت اونچی ہوتی چلی جائے گی یہاں تک کہ وہ اعجاز کے مقام پر پہنچ جائے گا، پس قرآن مجید کی اس خوبی کو اگر اردو زبان کے کسی ترجمے میں دیکھنا ہو تو بلا تذبذب ''موضح قرآن'' کا نام زبان پر آتا ہے جس میں شاہ صاحب نے ایک ترکیب اور مختصر تراکیب کے ذریعے متعدد معانی پر دلالت قائم کی جن کی تشریح طویل ہو، چنانچہ درج ذیل آیت کے ترجمہ میں یہ لطافت ملاحظہ ہو۔

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ﴾ (۲۴)

ترجمہ از شاہ صاحب: خوب کر معاف کرنا، اور کہہ نیک کام کو، اور کنارہ کر جاھلوں سے۔

شاہ صاحب نے اس ترجمہ میں عربی متن کے ان تمام معانی کو سمو دیا جو آیت میں تھے کہ اخلاق کے تمام محاسن کو جمع کر دیا اختصار بھی اور جامعیت بھی۔

﴿ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴾ (۲۵)

ترجمہ از شاہ صاحب: اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنے بنائے کو اور چڑھ جاتا ایک پر ایک۔

اور ایک دوسرے مقام پر آیا ہے کہ

﴿ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ﴾ (۲۶)

ترجمہ از شاہ صاحب: اگر ہوتے ان دونوں میں اور حاکم سوا اللہ کے دونوں خراب ہوتے۔

شاہ صاحب کے ترجمہ میں ملاحظہ کریں کہ عربی لفظ کے مقابلے میں ترجمہ میں ایک بھی لفظ زائد نہیں ہے مساوات کی اس سے بہترین مثال ممکن ہی نہیں ہے۔

حذف و اختصار:

حذف کی مثال یہ ہے کہ مضاف کو حذف کر کے اس کی جگہ مضاف الیہ کو فعل دے دیا جائے جیسا کہ درج ذیل آیت میں دیا گیا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا ﴾ (۲۷)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں ہم تھے۔

تمام مترجمین نے اس کا ترجمہ نہیں بلکہ تفسیر کی ہے، یعنی ترجمہ میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ اور پوچھ لیں بستی والوں سے جبکہ شاہ صاحب نے قرآنی متن کی بلاغت کو قائم رکھتے ہوئے اسی طرح ترجمہ کیا کہ جو لفظ آیت میں حذف تھا یعنی مقدر تھا ترجمہ میں بھی اسی طرح اسے برقرار رکھا۔

علم البلاغۃ میں حذف کے اور بھی کئی اسباب ہیں جن میں سے صرف ایک کا تذکرہ مع مثال کیا گیا ہے دیگر وجوہات پر مبنی آیات کے ترجمے میں بھی شاہ صاحب نے اسی طرح بلاغت سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ اختصار کی مثال یہ دی جاسکتی ہے کہ:

﴿ وَلَوْ اَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بل لله الامر جميعا ﴾ (۲۸)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا کہ چلے اس سے پہاڑ، یا ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولے اس سے مردے، بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہیں سب کام۔

شاہ صاحب نے اس میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا کہ اس آیت میں ایسی بات کی گئی ہے جس کا جواب بھی موجود ہے، لیکن بغرض اختصار جواب حذف کر دیا گیا ہے جس کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ وہ جواب بے حد معروف ہے اور ہر کوئی جانتا ہے: لہٰذا انھوں نے ترجمہ میں بھی اس امر کو برقرار رکھا اور جواب کو حذف ہی رکھا جس کی تقدیر "لکان هذا القرآن" ہے۔

۳۔ قرآن مجید کے معانی کی تکرار اور شاہ صاحب کا حسن ترجمانی:

قصص میں تکرار زجر و وعید کے لیے یا موعظت کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے اور حجت قائم کرنے یا بعض عبارتوں میں نعمت کو بیان کرنے اور احسان جتانے یا نعمتیں عطا کرنے والے کی یاد اور شکر کے اقتضا کے لیے آئی ہے۔

یہ تکرار بعض اوقات کبھی ایک ہی موضوع سے تعلق رکھتی ہے اور بعض اوقات اس کے جزئیات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے متعلق ہوتی ہے۔جیسا کہ سورۃ الرحمٰن میں "فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ" کی تکرار ہے، یا "قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ" کی تکرار ہے۔بعض اوقات آیت میں کسی بات کا تذکرہ موجود ہوتا ہے اسی بات کو کسی اور لفظ یا اسی لفظ کے اشتقاق سے واضح کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلًا ﴾ (۲۹)

جس کا ترجمہ شاہ صاحب نے کیا: اور پڑھ سنایا ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر۔

ترجمہ میں بھی اس تکرار کو برقرار رکھا ہے لیکن اس طرح کہ یہ تکرار دل و دماغ پر بوجھ نہ بنے اور جو آیت کا مقصد تھا اس کو مختلف پیرائے میں بیان کیا۔اور کبھی تکرار ایک ہی معنی کے لیے لیکن الفاظ الگ الگ ہوتے ہیں۔تکرار کی مکمل صورتوں کا احاطہ اس مختصر تحریر میں ناممکن ہے لہٰذا ان چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب نے ایسی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا کہ ایک ہی معنی کے گرد مختلف آیات جن میں لفظاً اور معناً مشابہت ہے اور فصاحت و بلاغت ہو کلام کو بار بار پیش کرنا یہ قرآن مجید کے اسرار ہیں۔

المختصر شاہ صاحب نے ایسی آیات کے ترجمے میں جو اسلوب استعمال کیا وہ اردو دان طبقے کے لیے قرآن فہمی میں بہت معاون اور ممد ثابت ہوا۔

۴۔استعارات کا برموقع اور برمحل ترجمہ:

استعارۃ کی تعریف یہ ہے کہ ایک کلمہ اپنے معروف معنی سے ہٹا کر ایک دوسرے جدید معنی میں استعمال کیا جائے جو کہ اصل لغت میں نہ پایا جاتا ہو لیکن یہ چیز اس صورت میں ہوگی کہ ان دونوں کے درمیان مشابہت کا تعلق ہو اور حکمت اس بات کی یہ ہے کہ ایک مخفی چیز کو ظاہر کرنا اور اس ظاہر چیز کی وضاحت کرنا جو لوگوں کے سامنے واضح نہ ہو۔قرآن مجید مختلف قسم کے استعاروں پر محتوی ہے جو اس کی بلاغت کا اظہار کرتے ہیں۔جیسا کہ سورۂ مریم کی ایک آیت میں سیدنا زکریا کی دعا کے آخر میں آتا ہے کہ "وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا" "ڈیک نکلی بوڑھاپے کی سر سے" شاہ صاحب نے اپنے ترجمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بڑھاپے کی اس شدت کو بیان کرنے کے لیے ہندی ترکیب میں سے ایک لفظ استعمال کیا ''ڈیک'' جس کا مطلب بے بسی، کمزوری اور ارذل العمر کی کیفیات کا بیان ہے۔

اور ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے کہ

﴿ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ﴾ (۳۰)

ترجمہ از شاہ صاحب: یوں نہیں، پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر، پھر وہ اس کا سر پھوڑتا ہے، پھر تب وہ سٹک جاتا ہے۔

شاہ صاحب نے اس آیت کے ترجمہ میں جو تعبیر بیانی اختیار کی ہے اس میں آیت کے دو لفظ ''قذف'' اور ''دمغ'' دونوں مستعار لفظ ہیں اور ان کے حقیقی معانی کو بیان کرنے کے لیے شاہ صاحب نے جو لفظ استعمال کیے وہ بھی ملاحظہ کریں ''پھینک مارنا'' اور ''سٹک جانا'' یہ دونوں اردو زبان میں اسی مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں جس میں عربی کلمات استعمال ہوئے کیونکہ ایک امر تو متفق علیہ اور معروف ہے کہ قرآنی ترکیب کا ترجمہ بعینہٖ کرنا ناممکن العمل بات ہے، لیکن یہ کاوش ضرور ہے کہ قریب قریب مفہوم دیا جا سکے۔

جیسا کہ ایک اور مثال میں ہے کہ

﴿ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴾ (۳۱)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور صبح کی جب دم بھرے۔

اب دم بھرنے میں جو کیفیت پائی جاتی ہے کہ پہلے قدرتی فضا خوابیدہ اور پرسکون تھی نہ زندگی کے آثار اور نہ ہی حرکت لیکن جب صبح نمودار ہوئی تو کائنات بیدار ہوگئی اور دم بھرنے میں آہستہ آہستہ سانس نکالنے سے مشابہ ہے۔

۵۔ کلمات آیات کے ظاہری مفہوم کی حقیقی مفہوم سے مخالفت:

قرآن مجید نے بعض اوقات منفرد اسلوب استعمال کیا ہے کہ جو کلمات استعمال کیے ہیں ان کا مفہوم وہ نہیں ہے جو ان کلمات کے عمومی معانی ہیں بلکہ وہاں سیاق وسباق کے اعتبار سے ان کے معانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعین کیا جاتا ہے اور ایسی آیات کے ترجمہ میں شاہ صاحب نے ایسی تراکیب کا استعمال کیا ہے جس سے یہ شبہ ہی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کلمات کا کیا مفہوم ہو سکتا ہے! جیسا کہ درج ذیل آیت میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ ﴾ (۳۲)

ترجمہ از شاہ صاحب: مارے گئے اٹکل دوڑانے والے۔

اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ

﴿ قُتِلَ الْاِنْسَانَ مَا اَكْفَرَهٗ ﴾ (۳۳)

ترجمہ از شاہ صاحب: مارا جائے آدمی کیسا ناشکرا ہے؟

ان آیات میں دعا ذم کے مفہوم میں ہے جس سے وقوع مراد نہیں ہے۔ شاہ صاحب نے اس مفہوم کو ادا کرنے کے لیے جن کلمات کا انتخاب کیا وہ جامع بھی ہیں اور مناسب بھی جیسا کہ پہلی آیت میں ''خراصون'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اب اس کا مطلب جادو کرنے والے ہیں یا شاعر یا کاہن کے ہیں شاہ صاحب نے ان سب کو ایک لفظ میں واضح کر دیا کہ اٹکل دوڑانے والے۔

اردو زبان کے نشیب و فراز جاننے والے اس محاورے کا حقیقی مطلب جان سکتے ہیں کہ آیا اس سے خراصون کا مفہوم ادا ہوا یا نہیں۔

اور اسی کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی فعل کی جزا کے لیے وہی لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن وہاں دونوں جگہ الگ الگ مطلب ہوتا ہے۔

جیسا کہ آیت میں ہے کہ

﴿ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ، اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ﴾ (۳۴)

ترجمہ از شاہ صاحب: ہم تو ہنسی کرتے ہیں اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے

یعنی ان کے استہزا کی جزا مراد ہے اور اس کی کثیر مثالیں مذکور ہیں جیسے خدع مکر، نیان وغیرہ۔

اور کبھی کلماتِ استفہام تقریری کے مفہوم میں آتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ

﴿ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِیَّ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ (۳۵)

ترجمہ از شاہ صاحب: ''کہا تو نے لوگوں کو؟ کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور میری ماں کو، دو معبود سوائے اللہ کے۔''

شاہ صاحب نے ترجمہ کے دوران کسی تکلف یا تصنع سے کام نہیں لیا اور سادہ اردو کے ذریعے اس مفہوم کو واضح کر دیا کہ اس آیت میں استفہام تقریری مفہوم میں ہے۔

۶۔ مشاکلت:

علم البدیع میں مشاکلت ایک صفت کے طور پر استعمال ہوتی ہے جس میں کلام کو ظاہری حسن سے آراستہ کیا جاتا ہے جس میں ایک ہی شکل وصورت اور ایک ہی مصدر و مادہ کے دو لفظ ساتھ ساتھ لیے جائیں اور دونوں لفظوں سے الگ الگ معنی اور مفہوم مراد لیے جائیں۔ جس کی مثال درج ذیل ہے:

﴿ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾ (۳۶)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور فریب کیا ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

شاہ صاحب نے دونوں ''مکر'' کا ترجمہ الگ الگ کلمات سے کیا جس سے آیت کا مفہوم مزید واضح ہو گیا بظاہر پہلے لفظ کا ترجمہ فریب سے کیا جانا اللہ تعالی کے حق میں مناسب معلوم نہیں ہوتا لیکن عمومی ترکیب کو مدنظر رکھا جائے تو یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اس لیے مفسرین کہتے ہیں کہ ہر گناہ کی شکل وصورت اس گناہ کے مثل اور اس جیسی ہوتی ہے اور ہر نیکی کا بدلہ اس نیکی کے ہم شکل ہوتا ہے۔

۷۔ قرآن مجید میں بیان کردہ تشبیہات اور امثال کا ترجمہ:

تشبیہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایک چیز کی شرکت دوسری چیز کے ساتھ، کسی ایسے معنی میں جو ان دونوں کو باہم جمع کرتا ہے اور تشبیہ سے مقصود بات کو پُراثر اور واضح کرنا ہوتا ہے اور قرآن مجید میں مختلف قسم کی پر معنی تشبیہات وارد ہوئی ہیں جو معانی میں خوبصورتی پیدا کرتی ہیں اور دل میں قبولیت کے لیے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہیں:

جیسا کہ درج ذیل آیت میں ہے کہ

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (۳۷)

''ترجمہ از شاہ صاحب: کہاوت ان کی، جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر اور حمایتی، کہاوت مکڑی کی، بنا لیا اس نے ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی۔''

شاہ صاحب نے اس تشبیہ میں ان معنوی امور کی وضاحت بھی اپنے ترجمہ میں کر دی جیسا کہ '' اوھـــن '' کا ترجمہ بودا سے کیا جس کا مطلب انتہا درجے کی کمزور چیز جو دیکھنے میں بھی اور حقیقت میں بھی کمزور ہو۔

چونکہ قرآن کے تشبیہات کے عناصر طبعی اشیا سے استخراج کیے ہوتے ہیں اس لیے وہ سامع پر کافی اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کا مکمل ادراک رکھتا ہے۔

قرآن مجید کے خصائص اسلوب میں مثالوں کا بیان کرنا بھی ہے۔ عموماً یہ مثالیں نصیحت اور موعظت کے لیے، مضمون کو صراحت کے ساتھ سمجھانے کے لیے اور اس کو ذہن نشین کرنے کے لیے اور مقصود کو عقل سے قریب کرنے کے لیے ہوتی ہے تاکہ اس کا خاکہ محسوس صورت میں کھنچ جائے کیونکہ یہ دل کو مطمئن کرنے کے لیے اور ذہن میں بٹھا لینے کے لیے مناسب ہے۔ اور قرآن مجید کی مثالیں دو قسم کی ہیں ظاہر اور مخفی۔

جس کی مثال ارشاد باری تعالیٰ میں یوں ہے:

﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِى ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴾ (۳۸)

ترجمہ از شاہ صاحب:۔ ان کی مثال، جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ، پھر جب روشن کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے گرد کو، لے گیا اللہ ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیروں میں نظر نہیں آتا۔

اور ایک دوسری مثال میں ہے کہ

﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ ﴾ (۳۹)

ترجمہ از شاہ صاحب: پر جھٹلانے لگے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا۔

شاہ صاحب نے اس ترجمہ کے ذریعے آیت کا حقیقی مفہوم واضح کیا جو کہ ایک متداول مثال کی مانند ہے کہ جو شخص جس چیز سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس کا مخالف ہوتا ہے۔

موضح قرآن کے ادبی پہلو:

موضح قرآن کی زبان ادبی اعتبار سے اردو زبان کے تمام تراجم پر فائق ہے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسے تمام مکاتب فکر میں بلا تخصیص و تفریق قبولیت عام کا درجہ حاصل ہے کیونکہ دو سو سال گزرنے کے بعد بھی موضح قرآن کی زبان و بیان اسی طرح محسوس ہوتی ہے جیسا کہ آج کل کی کتب میں تصنیف و تالیف کے لیے زبان استعمال ہوتی ہے۔ اکثر علماء و ادباء حضرات موضح قرآن کو صرف اس لیے نہیں پڑھتے کہ یہ قرآن مجید کا ترجمہ ہے بلکہ اردو زبان کو سمجھنے کے لیے بھی اس کا مطالعہ کرتے ہیں شاہ صاحب نے جس طرح ہندی تراکیب اور محاورات کا مناسب استعمال کیا ہے اس سے تحریر کی بلاغت اور حسن بیان میں مزید اضافہ ہو گیا۔

قرآن مجید کے اردو تراجم میں شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا ترجمہ اس لیے بھی منفرد مقام کا حامل ہے کہ جس تعداد میں تحقیقی مقالہ جات اس کے بارے میں لکھے گئے اور ابھی تک لکھے جا رہے ہیں وہ شرف کسی اور ترجمۂ قرآن کو حاصل نہیں ہوا۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس ترجمہ سے قبل اردو ترجمہ کی ایسی کوئی مثال بھی موجود نہ تھی کہ جس سے شاہ صاحب نے مدد حاصل کی ہو ما سوائے شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کے جو کہ ان کے زیر مطالعہ رہا جیسا کہ موضح قرآن کے مقدمے میں اس کی صراحت موجود ہے۔ اس اعتبار سے جتنی بھی ہندی تراکیب کا استعمال ہوا ہے وہ شاہ صاحب کی ادبی اجتہادات پر مشتمل ہے۔ جس کی مثال پیش کرنے سے اردو زبان قاصر ہے یہی وجہ ہے کہ اب جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص بھی قرآن مجید کا ترجمہ کرنا چاہتا ہے اس کے مطالعے میں سرفہرست موضح قرآن ہی ہوتا ہے جیسا کہ انگریزی زبان کے مترجم کے لیے ''اے جے آربرے یا مارما ڈیوک پکھتال'' کا ترجمہ اہمیت رکھتا ہے یا فارسی دان طبقے کے لیے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے ترجمہ کو اولیت اور اہمیت حاصل ہے۔

اس حوالے سے ایک حیران کن امر جس سے شاہ صاحب کی دینی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے یہ کہ ان کے دل میں دین کی نشر و اشاعت کی کتنی تڑپ تھی اس وقت اردو زبان میں ہندی کلمات اس قدر معروف نہ تھے بلکہ صرف ہندو مذہب کے جاننے والے ان کو استعمال کرتے تھے ان ہندی کلمات و تراکیب کے استعمال سے غالبا شاہ صاحب کے سامنے ایسا ہی کوئی مقصد رہا ہو گا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں یہ اصول تحریر کیا کہ:

''کسی غیر مسلم قوم پر دین حق کی تبلیغ اتمام حجت کی حد تک کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس قوم کی زبان میں اسلامی اصول پیش کیے جائیں تا کہ وہ سمجھیں اور اگر اس کا درجہ ابلاغ دین نہ ہو گا تو وہ قوم اصحاب الاعراف کی حیثیت میں ہو گی۔'' (۴۰)

اسی وجہ سے موضح قرآن میں بعض اوقات ٹھیٹھ ہندی تراکیب اور سنسکرت کے کلمات کا استعمال کیا۔ جبکہ ان مقامات پر سادہ اردو زبان کی تراکیب موجود تھیں لیکن ایک اعلیٰ مقصد کی غرض سے ان کا استعمال انتہائی مناسب ثابت ہوا۔

درج ذیل مثال ملاحظہ ہو:

﴿ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ﴾ (۴۱)

ترجمہ از شاہ صاحب: ''اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو سٹک جاتے ہیں آنکھ بچا کر۔''

سٹک جانا سانپ کے نکل جانے سے بنا ہے سٹک چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں جو نہایت پھرتی سے کھسک جاتا ہے اور سٹک جانے میں زیادہ مبالغہ ہے بہ نسبت کھسک جانے کے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موضح قرآن کے کچھ ادبی پہلو مختصراً درج ذیل ہیں:

☆ موضح قرآن کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اس میں تمام مستند تفسیری اور فقہی اقوال کو اس جامعیت سے اکٹھا کیا کہ آیت سے متعلق کوئی بھی پہلو نظر انداز نہیں ہوا بلکہ سب کا احاطہ ہو گیا جس سے جامعیت و وسعت پیدا ہو گئی

☆ گو کہ دیگر مترجمین نے بھی اپنے تراجم میں اردو محاورات کا استعمال کیا ہے لیکن جس انداز میں شاہ صاحب نے ان کا استعمال کیا وہ عدیم المثال ہے کہ دو سو سال گزرنے کے بعد بھی اس میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔

☆ شاہ صاحب کے ترجمہ میں قاری کو کہیں بھی تصنع یا تکلف نظر نہیں آتا کہ یہ لفظ یہاں زوائد میں سے ہو سکتا ہے بلکہ حشو و زوائد کا قطعاً وجود نہیں ملتا بلکہ ہر لفظ برموقع اور برمحل معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ اس جگہ سب سے زیادہ مناسب ہے۔

☆ مترادفات کے استعمال میں شاہ صاحب کو خصوصی ملکہ حاصل تھا کہ ایک ہی لفظ مختلف مقامات پر اس ترکیب سے استعمال کیا کہ ہر جگہ اس کا مفہوم آیت سے نزدیک تر معلوم ہوتا ہے اور اگر آیت میں مترادفات کا استعمال ہوا ہے تو ترجمہ میں بھی اسی شان کو برقرار رکھا گیا ہے جس سے شاہ صاحب کی ہر دو زبانوں پر دسترس ثابت ہوتی ہے۔

☆ ترجمہ کے دوران شاہ صاحب نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ کہیں بھی کوئی ایسی ترکیب نہ آجائے جو رکاکت لغوی کے زمرے میں شمار کی جاتی ہو اور کوئی بازاری لفظ اس میں شامل نہ ہو کیونکہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے بے شمار نازک مسائل انتہائی خوبصورت پیرائے میں بیان کیے شاہ صاحب نے بھی ترجمہ میں اس بات کو مدنظر رکھا اور ایسی کسی بھی ترکیب سے اجتناب کیا جس سے حلاوت زبان میں کوئی حرف نہ آئے۔

☆ شاہ صاحب نے موضح قرآن میں اس بات کا بطور خاص خیال رکھا ہے عام فہم ہندی ترکیب میں ترجمہ کے ساتھ کلمات آیات کے حقیقی مفاہیم کو بھی نظر انداز نہیں کیا اس باب میں بھی شاہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کو تمام مترجمین پر فوقیت حاصل ہے لفظی ترجمہ کرنے والے مترجمین بھی آیات کے مفہوم کو کلی طور پر ادا کرنے سے قاصر رہے۔اور اس حوالے سے شاہ صاحب نے جو منہج اختیار کیا تھا بعض مقامات پر عربی اصطلاحات کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ انھی کلمات کو اردو ترکیب میں تحریر کر دیا غالبًا اس سے یہ مقصود تھا کہ عجمی زبانوں میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو ان اصطلاحات کا ترجمہ کر سکے۔

☆موضح قرآن کے علمی پہلو:

موضح قرآن میں شاہ صاحب نے ترجمہ کے دوران یہ اسلوب اختیار کیا کہ کسی بھی اصطلاح کے ترجمہ میں یا آیت میں بیان کردہ مسئلہ کے ترجمہ میں آپ نے اپنے پیش رو مترجمین اور مفسرین کی آراء سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے اجتھاد کی راہ اختیار کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کو اللہ تعالی نے قرآن فہمی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا اور اس میں آپ کو علماء میں خاص مقام حاصل ہے۔ترجمہ میں بعض اوقات انتہائی مختصر فقروں میں وسیع مضامین اور مسائل کا حل بیان کر دیا جس سے شاہ صاحب کی کمال حکمت اور کلام و زبان و بیان پر عبور کا اندازہ ہوتا ہے اور اس حوالے سے بعض علماء جنھوں نے شاہ صاحب کے ترجمے پر کلام کیا ہے ان سب کی یہ رائے ہے کہ شاہ صاحب نے اپنے ترجمہ اور حواشی میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ بہت سی تفاسیر پڑھ کر بھی حاصل نہیں ہوتا۔اس میں شاہ صاحب نے حتی الامکان کوشش کی کہ موضح قرآن کو مختلف فلسفیانہ اور متکلمانہ بحوث سے پاک رکھا جائے۔شاہ صاحب نے ان آیات کے ترجمہ میں بھی جس اجتھاد سے کام لیا ہے وہ حیران کن ہے کہ اس زمانہ میں ان حقائق کا کسی کو بھی علم نہ تھا جیسا کہ درج ذیل آیت سے معلوم ہوگا جس میں بلندی پر آکسیجن کی کمی کا بیان ہے۔

﴿ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ﴾ (۴۲)

ترجمہ از شاہ صاحب: سو جس کو اللہ چاہے کہ راہ دے کھول دے اس کا سینہ حکم برداری کو اور جس کو چاہے کہ راہ سے بھلا دے اس کا سینہ کر دے تنگ خفہ گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب نے ''ضیقاً'' کا ترجمہ تنگ کرنے کے بعد ''حرجا'' کا ترجمہ خفہ سے کیا جس کا مطلب خفیف اور ہلکا جس سے آسمان پر چڑھنے والے کی کیفیت سامنے آجاتی ہے کہ جس چیز کا وزن جتنا کم ہوگا وہ بلندی پر اتنی ہی زیادہ مشکلات کا شکار ہوگی سانس کی تنگی تو ہے ہی۔قرآن مجید نے اوپر چڑھنے والے کے لیے تنگی کے عوارض کا ذکر کیا ہے لہٰذا قرآن مجید کی اس آیت کے ترجمہ میں شاہ صاحب نے سائنس کے تجربات کی تصدیق بھی کر دی جن کی عملی تصدیق بہت بعد میں سائنس نے کی۔

اس حوالے سے چند نکات کا تذکرہ مختصراً درج ذیل ہے:

☆ شاہ صاحب نے آیات کے مابین ظاہری تعارض کو دور کرنے میں جو اسلوب اختیار کیا اس کے بعد کسی تفسیر کی ضرورت ہی نہیں باقی رہتی جس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ شاہ صاحب کے ترجمہ میں تضاد و تخالف سے بالاتر ہو کر حقیقی مفاہیم کا بیان بھی شامل ہے۔

چند مثالیں درج ذیل ہیں: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ ﴾ (۴۳)

ترجمہ از شاہ صاحب: وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر چڑھ گیا آسمان کو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمین بنائی گئی اور پھر آسمان کو بنایا گیا لیکن اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا وَاَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴾ (۴۴)

ترجمہ از شاہ صاحب: کیا تم مشکل ہو بنانے یا آسمان؟ اس نے وہ بنایا اونچی کی اس کی بلندی پھر اس کو صاف کیا اور اندھیری رات اس کی اور کھول نکالی اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے پیچھے صاف بچھایا۔

شاہ صاحب نے اس پر جو فائدہ لکھا اس سے کیفیت اختلاف رفع ہو گئی ہے لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سورۂ فصلت یعنی سجدہ میں آسمان کو پیچھے کہا یہاں زمین کو پیچھے سو یہاں آسمان کا بنانا ہے اونچا اور دن رات ٹھہرانا یہ شاید زمین سے پہلے ہو وہاں ان کو سات کرنا بانٹک پھر ہر ایک میں جدا دستور چلانا شاید زمین کے پیچھے ہو۔''

یعنی اس ظاہری تعارض کو اس طرح دور کیا کہ سب سے پہلے زمین کو تخلیق کیا لیکن اسے بچھایا نہیں پھر آسمان کی طرف متوجہ ہو کر دو دنوں میں اسے سات میں تقسیم کر دیا پھر زمین کو بچھایا اور اس میں پہاڑ کھڑے کر دیے اور دریا بہائے پس حقیقت میں زمین کی تخلیق آسمان سے قبل ہے لیکن بچھانے کا عمل آسمان کی تخلیق کے بعد ہوا۔ایسی آیات کی ایک طویل فہرست ہے جن میں شاہ صاحب نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں سے کام لے کر آیات کے مابین ظاہری تعارض کو دور کیا۔

موضح قرآن اور مظاہر فطرت :

ایک محتاط اندازے کے مطابق قرآن مجید کا چھٹا حصہ مظاہر فطرت پر دلالت کرتا ہے۔ان کائناتی سچائیوں کا تذکرہ رب العزت کی ذات لم یزل ولایزال پر شھادت ہے۔ایسی آیات جن میں مظاہر فطرت کا بیان ہے چونکہ یہ خالص علمی اور فنی موضوع ہے لہٰذا قرآن مجید نے بھی اس کو مدنظر رکھ کر جو اصطلاحات استعمال کیں ان کا لغوی ترجمہ حقیقی مفہوم کو ادا نہیں کر پاتا جس کی بنا پر ان آیات کے مفہوم پر انحصار کرنا پڑتا ہے گو کہ ابھی تک ایسی کوئی جامع تحقیق سامنے نہیں آئی جس میں ان تمام اصطلاحات کا ترجمہ کیا گیا ہو کہ مظاہر فطرت کے حوالے سے جدید تحقیق اور اصطلاحات سائنسی انگریزی زبان میں ہیں۔

موضح قرآن جو کہ دو سو سال قبل کیا گیا ترجمہ ہے،شاہ صاحب نے ان آیات اور اصطلاحات کے ترجمہ کے لیے کیا اسلوب اختیار کیا ہے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں جو کہ تخلیق آدم سے متعلق ہیں:

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ﴾ (۴۵)

ترجمہ از شاہ صاحب: وہی ہے جس نے بنایا تم کو خاک سے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اس آیت میں ''تراب'' کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''خاک'' سے کیا جس کا مطلب بے جان مٹی ہے اور جدید سائنسی تحقیق بھی یہی ہے۔

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا ﴾ (۴۶)

ترجمہ از شاہ صاحب: اور وہی ہے جس نے بنایا ہے پانی سے آدمی۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ طِیْنٍ ﴾ (۴۷)

ترجمہ از شاہ صاحب: وہی ہے جس نے بنایا تم کو مٹی سے۔

شاہ صاحب نے تراب اور طین کے ترجمے میں جو فرق کیا ہے وہ محسوس کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ﴾ (۴۸)

ترجمہ از شاہ صاحب: ہم ہی نے ان کو بنایا ایک گارے چپکتے سے۔

''طین لازب'' کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''چپکتے گارے'' سے کیا ہے۔

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ﴾ (۴۹)

ترجمہ از شاہ صاحب: بنایا ہے آدمی چن لی مٹی سے۔

شاہ صاحب نے ''سلالة من طین'' کا ترجمہ ''چن لی مٹی سے'' سے کیا ہے جس سے یہ مطلب بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ''مٹی سے'' کا مفہوم ''مٹی کا خلاصہ'' ہی ہو سکتا ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر ہے:

﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴾ (۵۰)

ترجمہ از شاہ صاحب: بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا۔

شاہ صاحب نے ان آیات کے ترجمے میں جس اجتہاد سے کام لیا وہ اس اعتبار سے حیران کن ہے کہ تخلیق انسان کی بہت ساری کیفیات بیسویں صدی میں سامنے آئیں ہیں جبکہ کچھ مفسرین سے ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحات کے ترجمے اور تفسیر میں تسامحات بھی ہوئے جو کہ شاہ صاحب کے زمانے کے بعد سے تعلق رکھتے تھے۔

ارشاد باری تعالی ہے کہ

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَازَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَارِجَالاً كثيراونِسَاءً ﴾ (۵۱)

ترجمہ از شاہ صاحب: لوگ ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تم کو ایک جان اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا اور بکھیرے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔

اس آیت میں چار ''کلمات'' قابل غور ہیں: نفس واحدۃ، خلق منھا زوجھا، بث، زوجھا، جن کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''ایک جان''، ''اسی سے بنایا اس کا جوڑا''، ''بکھیرے'' ''جوڑا'' ان چاروں اردو کلمات کے مفاہیم عربی کلمات کی احسن ترجمانی کر رہے ہیں۔ اور سائنسی نظریات کی تصدیق و تائید بھی ہو رہی ہے۔ ہر مرتبہ جب ایک نیا انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کی تخلیق کا آغاز ''نفس واحدۃ'' سے ہوتا ہے اور حیات کا یہ سلسلہ نسل در نسل چلا جا رہا ہے۔ اور جمہور مترجمین اس کا اطلاق حضرت آدم علیہ السلام پر کرتے ہیں۔

''اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا'' سے ماہر جنینیات توارث کے قوانین کا اثبات کرتے ہیں کہ بہت سی اشیا انسان میں وراثتاً منتقل ہوتی ہیں۔

اور بث کا ترجمہ بکھیرے سے کیا کہ بث کے لغوی معانی کسی چیز کو منتشر کرنا، پھیلا دینا ہیں اور بث کے ایک معنی کسی چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کرنے کے بھی ہوتے ہیں (۵۲) اور لفظ زوج کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''جوڑے'' سے کیا جبکہ یہ لفظ قرآن مجید میں کثیر المعانی استعمال ہوا ہے جس میں بیوی، شوہر، صنف اور جوڑا کے مفاہیم شامل ہیں۔

ایک اور مثال ملاحظہ ہو: ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ يَخْلُقُكُمْ فِىْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِىْ ظُلُمَاتٍ ثَلٰثٍ ﴾ (۵۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ از شاہ صاحب: بناتا ہے تم کو ماں کے پیٹ میں، طرح پر طرح بنانا تین اندھیروں کے بیچ۔

اس آیت کے ترجمہ میں ''تین اندھیروں کے بیچ میں'' قابل غور ہے کہ ان تین اندھیروں سے کیا مراد ہے جبکہ شاہ صاحب نے بیچ میں کی ترکیب استعمال کر کے مزید بات کو واضح کر دیا کہ یہ تینوں اندھیرے ایک کے بعد ایک واقع ہیں جیسا کہ انھوں نے حواشی میں بھی لکھا ہے:

''ایک پیٹ، ایک رحم، ایک جھلی، وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے۔'' ﴿۵۴﴾

اور جدید سائنس نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ تین اندھیروں سے کیا مراد ہے پہلا اندھیرا ماں کے پیٹ کی دیوار اور دوسرا اندھیرا رحم مادر کی دیوار اور تیسرا اندھیرا جھلیوں کے غلاف ہیں۔(۵۵)

☆موضح قرآن کا تنقیدی جائزہ:

شاہ صاحب کے ترجمہ کی عمومی کیفیت یہ ہے کہ اس کے مثبت پہلو بہت زیادہ ہیں لیکن چونکہ یہ ایک بشری کام تھا لہٰذا اس کے بعض مقامات پر کچھ ایسی آرا اور اقوال ہیں جو موضح قرآن اور شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے منہج سے مطابقت نہیں رکھتے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ موضح قرآن کا حصہ ہیں جس کی وجہ سے ان مقامات پر موضح قرآن کو سمجھنا از حد مشکل ہو جاتا ہے لہٰذا درج ذیل سطور کے ذریعے کوشش کی جائے گی کہ ان میں سے بعض مقامات میں سے چند کو واضح کیا جائے مکمل احاطہ اس مختصر تحریر میں بہت مشکل ہے:

۱: اسرائیلی روایات کا ذکر

۲: اجنبی اور قدیم الفاظ کا استعمال

۳: اغلاط سے پاک نسخہ عام نہ ہو سکا

۴: ضمائر کے استعمال میں اسلوب ایجاز

۵: ترجمہ میں آیات احکام میں حنفی مسلک کی تقلید

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔اسرائیلی روایات کا ذکر:

شاہ صاحب نے ترجمہ اور فوائد میں جو اسلوب اختیار کیا اس میں ان کے اجتہاد کا بہت عمل دخل تھا لیکن اس کے باوجود تفسیری کتب کے ذخیرے میں جو اسرائیلی روایات اور ضعیف اقوال موجود ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب نہ کر سکے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں بڑے بڑے مفسرین نے یہ روایات اپنی کتب میں بیان کیں لیکن یہ کوئی صحت کی دلیل نہیں ہے اور گو کہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے موضح قرآن میں ان کمزور اور ضعیف روایات اور بالخصوص ایسی روایات جن پر علماء نے کلام کیا ہے ان سے احتیاط برتی ہے لیکن پھر بھی کچھ مقامات ایسے ہیں جہاں شاہ صاحب ان غیر مستند آثار اور اقوال سے جان نہ چھڑا سکے وجہ غالباً ان کی شہرت ہوگی جن کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

ارشار باری تعالی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ (۵۶)

ترجمہ از شاہ صاحب: جو لوگ کھاتے ہیں سود نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھو دیئے جن نے لپٹ کر۔

اور ایک دیگر مقام پر ارشاد باری تعالی ہے کہ

﴿ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗ اِلَى الْهُدَى ﴾ (۵۷)

ترجمہ از شاہ صاحب: جیسے ایک شخص کو بھلا دیا جنوں نے جنگل میں بہکتا۔

ان دونوں آیات میں شاہ صاحب نے شیطان کا ترجمہ جن اور آسیب سے کیا جو سلف صالحین یا تفسیر منقول سے ثابت نہیں ہے بلکہ شیطان سے شیطان ہی مراد لیا گیا ہے جیسا کہ کتب تفسیر میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

تمام مفسرین نے شیطان کا ترجمہ ابلیس سے کیا ہے جو مخلوق خدا کو صراط مستقیم سے گمراہی کی طرف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راغب کرنے میں مصروف عمل ہے جس کے مارنے اور چھونے سے اس کا گمراہ ہونا مراد ہے اور برائی پر مبنی وساوس میں مبتلا کرنا ہے شاہ صاحب کا جن اور آسیب کے ذریعے ترجمہ کرنا ایک بہت بڑا تسامح تھا جس سے شاہ صاحب باوجود صحیح منہج کے احتیاط نہ کر سکے۔

۲۔اجنبی اور قدیم الفاظ کا استعمال:

شاہ صاحب نے اپنے ترجمہ میں کچھ مقامات پر اجنبی اور غیر مانوس تراکیب کو بھی استعمال کیا ہے جس کی وجہ سے اردو دان طبقہ کے لیے ان آیات کے سمجھنے اور مفاہیم کے تعین میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جس سے موضح قرآن کے عام فہم ہونے کا تاثر قائم نہ رہ سکا گو کہ اگر حقیقت پسندی سے جائزہ لیا جائے تو ان تراکیب کو اس زمانے کی فصیح اور ترقی یافتہ زبان کی نسبت سے اجنبی یا متروک نہیں کہا جا سکتا اور اس کیفیت کو سمجھنے کے لیے اردو زبان کی ترقی و ترویج کے مختلف ادوار کی تاریخ مد و معاون ہے کیونکہ اردو زبان مختلف زبانوں اور مختلف خطوں میں پروان چڑھی لہٰذا بعض اوقات ایک علاقے کے کلمات دوسرے علاقے کے لیے اجنبی کہے جا سکتے ہیں اور اسی طرح ترقی کے مراحل طے کرنے کے بعد ان تراکیب کا استعمال ختم ہوتا گیا۔ان میں سے چند کلمات درج ذیل ہیں:

چیتو گے، الوپ ہو جانا، سین کرتے، الصمد کا ترجمہ نرا ادھار کیا ہے، اور کہیں کہیں شاہ صاحب نے اللہ تعالی کے لیے شخص کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ سورۃ طہ آیت نمبر ۴ میں دیکھا جا سکتا ہے، مزید تفصیل کے لیے ممتاز عالم دین اخلاق حسین قاسمی صاحب کی کتاب ''محاسن موضح قرآن'' ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔(۵۸)

بعد میں ان کلمات اور تراکیب پر مختلف زمانوں میں کچھ علماء نے حواشی اور شروح بھی لکھی ہیں جس سے انھیں سمجھنے میں کچھ آسانی ہوئی ہے لیکن بہر حال جہاں مکمل ترجمہ میں آسان اور رواں دواں انداز اختیار کیا گیا ہے وہاں ان کا استعمال واقعی موضح قرآن کے قاری کے لیے مشکلات کا سبب بنتا ہے اور بعض جگہ شاہ صاحب نے خود ہندی یا اردو تراکیب وضع کیں جو بالکل اجنبی تھیں جس کی وجہ سے ان کے مفاہیم کے تعین میں شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔اغلاط سے پاک نسخہ عام نہ ہوسکا:

موضح قرآن کے حوالے سے ایک بہت بڑی مشکل یہ تھی کہ عمومی طور پر جو نسخہ جات معروف تھے ان میں کتابت کی بے پناہ غلطیاں تھیں اور بالخصوص سید عبداللہ مرحوم کا نسخہ جس میں انھوں نے موضح قرآن کو آسان کرنے کی نیت سے جزوی ترامیم و اصلاح سے بھی کام لیا یہ نسخہ بھی اغلاط سے بھرا ہوا تھا بلکہ بعض مقامات پر تو سید عبداللہ سے موضح قرآن پر حواشی تحریر کرنے میں تسامحات بھی ہوئے۔

ایک دوسری وجہ یہ بنی کہ کوئی ایسا مقام جہاں پر آیت قرآنی گیرائی اور گہرائی کی متقاضی تھی وہاں شاہ صاحب نے انھی علمی کلمات کے ترجمے کے لیے جو الفاظ استعمال کیے وہ عام کاتب اور ناقل اپنی کم علمی کی وجہ سے نہ سمجھ سکے جس کی وجہ سے کتابت کی غلطیاں بھی رونما ہوئیں جس سے موضح قرآن کا حسن مسخ ہوا۔

۴۔ضمائر کے استعمال میں اسلوب ایجاز:

موضح قرآن میں شاہ صاحب نے ضمائر کے ترجمے کے لیے جو اسلوب اختیار کیا وہ اردو تو کجا دنیا کی تمام زبانوں میں ادباء نے استعمال نہیں کیا۔

شاہ صاحب نے ضمائر کے ترجمے میں بھی اسی ایجاز اور اختصار کے اسلوب کو مدنظر رکھا غالباً وہ یہ سمجھتے تھے کہ ضمائر کی تکرار جملے کے حسن کو ختم کر دیتی ہے اور مثالی ادبیت اس میں قائم نہیں رہتی اور ترجمہ حسن لطافت سے خالی ہو جاتا ہے چنانچہ ضمائر کے استعمال میں ازحد محتاط رہتے تھے۔

جس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ تحریر میں ابہام پیدا ہو جاتا تھا جو کہ لغت میں ضعیف سمجھا جاتا ہے اور یہ وجہ ان دو بڑی وجوہات میں سے ایک وجہ تھی کہ علماء موضح قرآن پر حاشیہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔

۵۔آیات احکام میں حنفی مسلک کی تقلید:

شاہ صاحب گو کہ ترجمے میں لغوی اجتہاد سے کام لے کر انتہائی خوبصورت تراکیب کے ذریعے قرآنی مفاہیم کو واضح کرتے رہے لیکن ایک سب سے بڑا اعتراض جو آپ پر کیا جاتا ہے وہ یہ کہ شاہ صاحب جیسا صاحب بصیرت عام عقائد اور مسائل میں جہاں اپنی انفرادی عظمت کا ثبوت دیتا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں فقہی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتھاد کے مکمل پابند نظر آتے ہیں اس تقلید کی وجہ سے موضح قرآن اوراس پر حواشی صرف ایک مسلک تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں جو شاہ صاحب جیسے جید عالم دین جن کی قرآنی تعلیمات پر اتنی گہری نظر ہو ان کے شایان شان نہ تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱: شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی، محمد فاروق خان ایم اے، صفحہ نمبر ۷، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور

۲: انوار الباری مجموعہ افادیات انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جلد دوم صفحہ ۲۰۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

۳: لال قلعہ کی جھلک، ناصر نذیر صاحب فراق صفحہ ۶۳

۴: انوار الباری مجموعہ افادیات انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ جلد دوم صفحہ ۲۰۵، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

۵: شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی، محمد فاروق خان ایم اے، صفحہ نمبر ۲۱، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور

۶: ماہنامہ برہان دہلی، سعید احمد صاحب اکبر آبادی، ماہ اگست ۱۹۷۷ء، دہلی انڈیا

۷: سیارہ ڈائجسٹ، قرآن نمبر، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۷۲

۸: مقدمہ ترجمہ قرآن، شیخ الہند محمود الحسن، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۷ء صفحہ نمبر ۲۷۱

۹: ترجمہ قرآن مع غرائب القرآن، از ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، صفحہ نمبر ۹، مطبعہ قاسمی دہلی

۱۰: مکاتیب ابوالکلام آزاد، ابوالکلام آزاد، اردو اکیڈمی کراچی سندھ، صفحہ نمبر ۱۹۷

۱۱: مقدمہ ترجمۂ قرآن مولانا احمد علی لاہوری، صفحہ نمبر ۶ مطبع انجمن خدام الدین، لاہور

۱۲: آثار الصنادید، سرسید احمد خان صفحہ ۳۶۲

۱۳: مقدمہ ترجمہ قرآن از مولانا احمد علی لاہوری، صفحہ نمبر ۵/، مطبع انجمن خدام الدین، لاہور

۱۴: سورۃ البقرۃ/۳۵

۱۵: سورۃ النساء/۷۰

۱۶: سورۃ الانعام/۱۶۰

۱۷: سورۃ الاعراف/۸۵

۱۸: سورۃ عبس/۲۵

۱۹: سورۃ الفاطر/۴

۲۰: سورۃ الجمعۃ/۱۰

۲۱: سورۃ التوبہ/۲۸

۲۲: سورہ مریم/۳۶

۲۳: سورۃ الفاتحۃ/۴

۲۴: سورۃ الاعراف/۱۹۹

۲۵: سورۃ المومنون/۹۱

۲۶: سورۃ الانبیاء/۲۲

۲۷: سورۃ یوسف/۸۲

۲۸: سورۃ الرعد/۳۱

۲۹: سورۃ الفرقان/۳۲

۳۰: سورۃ الانبیاء/۱۸

۳۱: سورۃ التکویر/۱۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲: سورۃ الذاریات/۱۰ ۳۳: سورۃ عبس/۱۷

۳۴: سورۃ البقرۃ/۱۴، ۱۵ ۳۵: سورۃ المائدۃ/۱۱۶

۳۶: سورۃ آل عمران/۵۴ ۳۷: سورۃ العنکبوت/۴۱

۳۸: سورۃ البقرۃ/۱۷ ۳۹: سورۃ یونس/۳۹

۴۰: حجۃ اللہ البالغۃ، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ، باب طبقات الامت، جلد ۱، صفحہ ۱۱۷

۴۱: سورۃ النور/آیت نمبر ۶۳ ۴۲: سورۃ الانعام/۱۲۵

۴۳: سورۃ البقرۃ/۲۹ ۴۴: سورۃ النازعات /آیات ۲۷ تا ۳۰

۴۵: سورۃ المؤمن/۶۷ ۴۶: سورۃ الفرقان/۵۴

۴۷: سورۃ الانعام/۲ ۴۸: سورۃ الصافات/۱۱

۴۹: سورۃ المؤمنون/۱۲ ۵۰: الرحمٰن/۱۴

۵۱: سورۃ النساء/۱

۵۲: مفردات القرآن، راغب اصفہانی، صفحہ نمبر ۱۰۸، دار القلم، دمشق

۵۳: سورۃ الزمر/۶

۵۴: موضح قرآن، شاہ عبد القادر، حاشیہ آیت نمبر ۶، سورۃ الزمر

۵۵: مظاہر فطرت اور قرآن، ڈاکٹر عبد الودود، صفحہ نمبر ۲۸۰، مطبعہ ۱۹۸۸، خالد پبلی کیشنز، لاہور

۵۶: سورۃ البقرۃ/۲۷۵

۵۷: سورۃ الانعام/۷۱

۵۸: محاسن موضح قرآن، اخلاق حسین قاسمی دہلوی، صفحہ نمبر ۵۱۵ تا ۵۲۳، ذوالنورین اکیڈمی بھیرہ، ضلع سرگودھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے ترجمہ قرآن کریم کا تحقیقی تجزیہ

حافظ زاہد علی ☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عرب میں ہوئی اور آپ پر جو کتاب ''قرآن'' کے نام سے نازل کی گئی ،وہ بھی عربی زبان میں تھی۔ جوں جوں اسلام سرزمین عرب سے نکل کر دوسرے غیر عربی علاقوں میں داخل ہوا،تو وہاں کے علما نے قرآن حکیم کو اپنی زبان میں ترجمہ کرنا ضروری سمجھا تا کہ عوام اور وہ لوگ بھی اس سے براہ راست مستفیض ہوسکیں جو عربی زبان سے نا آشنا ہیں۔ اسلام ایران میں داخل ہوا تو قرآن حکیم کا فارسی میں ترجمہ ہوا، اور جب اسلام ہندوستان میں داخل ہوا تو قرآن حکیم کے ترجمہ کا کام بھی ساتھ ہی شروع ہوگیا، تا کہ عوام النّاس اس کو سمجھ کر اپنے اعمال کو اس کے مطابق بنائیں.

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اردو کو پہلے ''ہندی'' کہتے تھے۔ جب فارس کی زبان فارسی تھی تو ہندوستان کی زبان ہندی ہونی چاہیے۔ اردو کا نام اس زبان کو بعد میں دیا گیا ہے جب مختلف زبانوں کے الفاظ اس میں داخل کیے گئے۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار نے اپنے سفر نامہ ''عجائب الہند'' میں قرآن حکیم کے ایک ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو کشمیر کے راجہ مہروک کے کہنے پر تیسری صدی ہجری کے اواخر میں ہندوستانی زبان میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''کشمیر کے راجہ مہروک نے ۲۷۰ھ/۸۸۳ء میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ میرے پاس ایک ایسا آدمی بھیج دیا جائے جو اسلامی شریعت کے احکام ہندی زبان میں بیان کر سکے۔ امیر عبداللہ نے ایک مسلمان عالم کو بھیجا جو ہندوستان کی مختلف

☆ لیکچرار شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ، لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانیں جانتا تھا۔ اس نے راجہ کے پاس چند سال ٹھیر کر راجہ کو پورے طور پر اسلام سے واقف بنا دیا۔ راجہ نے اس سے یہ خواہش کی کہ وہ ''ہندی'' زبان میں میرے لیے قرآن کی تفسیر کر دے۔ سورۃ یٰسین تک یہ تفسیر مکمل ہوگئی تھی۔'' (۱)

اسی طرح شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہؒ نے بھی ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء میں اپنے ترجمہ قرآن حکیم کے دیباچہ میں لکھا ہے:

''اس بندہ عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شاہ ولی اللہ عبدالرحیم کے بیٹے، سب حدیثیں جاننے والے، ہندوستان کے رہنے والے، فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں اسی طرح عاجز نے'' ہندی زبان'' میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے۔ الحمدللہ یہ آرزو ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء میں حاصل ہوئی۔'' (۲)

ان دو اقتباسات سے مقصد یہ ہے کہ ایک تو اردو کو پہلے ہندی کہا جاتا تھا کیونکہ یہ ہندوستان کی زبان تھی اور دوسرے یہ کہ ہندوستان میں قرآن حکیم کا ہندی میں ترجمہ اسلام کے ہندوستان میں داخل ہونے کے وقت ہی سے شروع ہوگیا تھا، جن میں سے ایک ترجمہ وہ ہے جس کا ذکر ابن شہریار نے راجہ مہروک کے حوالہ سے کیا ہے۔ ان سب ترجموں کا ذکر تو ہم نہیں کر سکتے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ اٹھارویں صدی عیسوی میں قرآن حکیم کے کئی ترجموں کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔ ان میں سے کچھ تراجم مطبوعہ ہیں اور کچھ تراجم کے مخطوطات مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

مغل بادشاہوں میں شاہ عالم بادشاہ ۱۱۷۳ھ۱۷۵۹ء تا ۱۲۲۱ھ/ ۱۸۰۶ء کا عہد حکومت قرآن حکیم کے اردو ترجموں کے لیے قابل ذکر ہے۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین نے اپنے اردو ترجموں کا کام اسی زمانہ میں کیا۔

بادشاہ شاہ عالم کے ایما سے حکیم شریف خان ابن حاذق الملک حکیم محمد اکمل خان دہلوی (م: ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء) نے قرآن حکیم کے اردو ترجمہ کی تکمیل کی۔ یہ ترجمہ افسوس ہے کہ چھپا نہیں، لیکن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مخطوطہ ابھی شریفی خاندان میں محفوظ ہے، جس کا ذکر مقدمہ شرح خمیات حکیم شریف خان میں موجود ہے۔ مخطوطہ میں ترجمہ کے اختتام کا دن اور تاریخ تو ہے، لیکن سال نہیں لکھا ہوا۔ شاید حکیم محمد شریف خان مرحوم لکھنا بھول گئے ہوں، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ یہ ترجمہ اٹھارویں صدی کے اواخر میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس لیے کہ حکیم محمد شریف خان کا انتقال انیسویں صدی عیسوی کے شروع میں ہوا، یہ مخطوطہ کتب خانہ حکیم محمد احمد خان بمقام دہلی میں موجود ہے۔

اس ترجمہ قرآن کے بارے میں ڈاکٹر عبدالحق نے لکھا ہے:

''اس (ترجمہ) کی زبان شاہ عبدالقادر مرحوم کے ترجمے کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے اور لفظی پابندی میں اتنی سختی نہیں کی گئی ہے۔ اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ نیز شاہ صاحب کی طرح ہندی میں نہیں ہے۔''

ڈاکٹر عبدالحق کی اس رائے سے اہل علم نے بہت اختلاف کیا ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ پر تنقید کرنے میں دھاندلی سے کام لیا ہے۔ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ حکیم شریف خان صاحب کے ترجمہ سے کوئی دس سال پہلے لکھا گیا لیکن یہ ترجمہ نہایت شستہ اور فصیح ہے۔ شاہ صاحب کے ترجمہ کا ایک ایک لفظ بڑی احتیاط سے انتخاب کیا گیا ہے۔ شریف خان صاحب کے ترجمے کا اس سے کوئی مقابلہ نہیں۔ شاہ صاحب کے ترجمہ کا ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح جڑا ہوا ہے، ان کے ترجمے کی زبان اور آج کل کی اردو میں بہت کم فرق ہے۔ شاہ صاحب کا سورۂ فاتحہ کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ اس سے ان کی زبان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

''سب تعریف اللہ کو ہے، جو صاحب سارے جہان کا، بہت مہربان نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی، جن پر تو نے فضل کیا، نہ وہ جن پر غصہ ہوا، اور نہ بہکنے والے۔''

اس ترجمہ میں ایک اصطلاح بھی متروک نہیں، بلکہ یہ سب اصطلاحیں آج بھی استعمال ہوتی ہیں۔

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن خصائصه:أنه اختار لغة بحذاء لغة قاربت بما حازت في العموم والخصوص والإطلاق والتقييد، حتى إنها لاتتجاوزعنها في مواردالاستعمال، وتلك موهبة إلهية وكرامة ربانية يختص بها من يشاء.(۳)

شاہ صاحب کے ترجمے کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے ایک لغت کو دوسری لغت کے مقابلے میں یوں رکھا کہ عموم وخصوص اور اطلاق وتقیید میں وہ ایک دوسرے کے برابر ہو گئیں۔ یہاں تک کہ اس نے استعمال کیمقامات سے بھی تجاوز نہیں کیا، یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور کرامت ربانی ہے، وہ جسے چاہتا ہے اس کے ساتھ خاص کرتا ہے۔

شاہ عالم بادشاہ کے دور میں ایک اور اردو ترجمہ ۱۸۰۲ء/ ۱۲۱۸ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر گل کرسٹ (م:۱۸۴۱) پرنسپل تھے۔ ان کے حکم پر علما کی ایک کمیٹی نے مل کر اس ترجمے کا کام کیا۔ مترجمین میں کاظم علی، امانت اللہ شیدا، میر بہادر علی، مولوی فضل اللہ اور غوث علی حافظ شامل تھے۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے۔ ''ترجمہ قرآن شریف بزبان ہندی'' اور ایک مصرع لکھا ہے جس سے اس کی تاریخ ۱۲۱۸ھ نکلتی ہے۔ مصرع یہ ہے۔

صراط المستقیم الحق ہے بالکل

اس ترجمہ کا آغاز ۱۲۱۸ھ میں ہوا اور ایک سال کی مدت میں، یعنی ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ اس ترجمہ کی زبان کافی آسان اور پیچیدگیوں سے مبرا ہے۔

اٹھارویں صدی کے غیر مطبوعہ ترجموں میں محمد باقر فضل اللہ خیر آبادی کا ترجمہ بھی ملتا ہے۔ اس کا مخطوطہ حیدر آباد دکن میں نظام کالج کے پروفیسر حیدر حسین کی ملکیت ہے۔ قرآنی متن کے نیچے سرخ روشنائی سے اردو میں یہ ترجمہ لکھا گیا ہے خط بہت عمدہ ہے۔ زبان میں کوئی خاص خوبی نہیں۔ لسانی لحاظ سے یہ ترجمہ متوسط درجہ کا ہے۔

اٹھارویں صدی کے ترجموں میں سے ایک اور قابل ذکر ترجمہ شاہ مراد اللہ انصاری نقشبندی سنبھلی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہے۔ انہوں نے اس کا نام ''تفسیر مرادیہ'' رکھا ہے۔ اس ترجمہ کی تکمیل کا سال ۱۱۸۴ھ/ ۱۷۷۰ء ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء ہوگی، کلکتہ میں طبع ہوا۔ پھر دوسرا ایڈیشن ۱۸۴۴ء میں کلکتہ کے مطبع ستاریہ سے طبع ہوا۔ یہ تفسیر مرادیہ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ سے ۲۱ سال قبل لکھی گئی۔

اس ترجمے اور تفسیر کا اسلوب عام فہم اور سلیس ہے۔ آج سے قریباً اڑھائی سو سال قبل لکھا ہوا ترجمہ ادبی لحاظ سے کتنا شستہ ہے اس کا اندازہ سورۂ فاتحہ کے ترجمہ سے لگایا جا سکتا ہے:

''سب تعریف اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا، بہت مہربان، نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو ہم بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غضب ہوا اور بہکنے والے۔''

شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کا یہ ترجمہ بامحاورہ بھی ہے اور اس میں متن کے الفاظ کی ترتیب کا پورا خیال بھی رکھا گیا ہے۔ ''الضَّآلِّیْن'' کا ترجمہ ''بہکنے والا'' کیا ہے۔ یہ ان کی علمیت کی دلیل ہے۔ آج کل کی طرح کے کیے کرائے ترجمے ان کے سامنے نہیں تھے، بلکہ ان کی انفرادی کوشش اور شخصی علمیت کا نتیجہ ہے۔

اس ترجمہ کے بارے میں مولانا محمد سالم قاسمی لکھتے ہیں:

''(یہ ترجمہ) زبان اٹھارویں صدی کے اواخر کی زبان کا اچھا اور مثالی نمونہ ہے۔ اس دور کی اردو نثر مقفّٰی اور مسجع ہوتی تھی مگر تفسیر مرادیہ کی زبان میں سادگی، سلاست اور روانی ہے۔ اردو نثر کا یہ بالکل ابتدائی دور تھا اور اس وقت تک اردو نثر میں صرف چند ہی کتابیں لکھی جا سکی تھیں۔'' (۴)

ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی:

اسی دور میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا، جو قدیم و جدید ترجموں میں ایک خاص مقام کا حامل ہے۔ ان کا ترجمہ قرآن حکیم کے اردو ترجموں میں سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ شاہ عبدالقادر کو قرآن حکیم سے ایک قلبی لگاؤ تھا اور انہوں نے برسہا برس اعتکاف کر کے قرآن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم کا مطالعہ کیا۔ قرآن پر فکر و تدبر اور غور و خوض کیا۔ بتاتے ہیں کہ مسجد اکبر آبادی میں مسلسل چالیس سال وہ معتکف رہے اور اس عرصہ میں صرف قرآن پڑھتے، پڑھاتے اور اس پر غور و فکر فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنے مطالعہ اور غور و فکر کا عطر ''موضح قرآن'' کی صورت میں آئندہ آنے والی نسلوں کے سامنے پیش کر دیا۔ ترجمہ اور تفسیر موضح قرآن مکمل کرنے کے بعد خود فرماتے تھے:

روز قیامت ہر کسے باخویش دارد نامۂ
من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل

قرآنی علوم آپ کو اپنے باپ دادا سے ورثہ میں ملے تھے۔ خصوصی طور پر آپ کے والد ماجد امام العصر شاہ ولی اللہؒ نے قرآن حکیم کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تاکہ جو لوگ عربی میں قرآن حکیم کو سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتے وہ قرآن سے آشنا ہو سکیں۔ قرآن فہمی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ اس فن میں آپ کی تصانیف میں الفوز الکبیر، فتح الخبیر اور قرآن حکیم کے ترجمہ کا ایک مقدمہ شامل ہے۔ پھر سلیس اور متعارف فارسی زبان میں لوگوں کے لیے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا جو ''فتح الرحمٰن'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ قرآن حکیم کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی کے اعمال درست کریں۔ چنانچہ شاہ صاحب خود لکھتے ہیں:

''اس کتاب (فتح الرحمٰن) کا مرتبہ متن قرآن اور فارسی کے مختصر رسائل پڑھنے کے بعد ہے تاکہ فارسی ان کی سمجھ میں بے تکلف آ جائے، خاص طور پر سپاہیوں اور اہل حرفہ کے بچوں کے لیے جو کہ علوم عربیہ کو پورا کرنے کی توقع نہیں رکھتے۔ سن تمیز کے پہلے ہی مرحلہ میں اس کتاب کی ان کو تعلیم دینی چاہیے تاکہ ان کے اندر پہلی چیز جو داخل ہو وہ کتاب اللہ کے معانی ہوں اور ان کی سلامتی فطرت ہاتھ سے نہ جائے۔''(۵)

اپنی ایک اور کتاب الفوز الکبیر میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

''علم تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علوم مجھے بخشے گئے ہیں اور جن کی طرف ہم نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کیا ہے، انبیاء علیہم السلام کے قصوں کی تاویل ہے اور اس فقیر نے اس فن میں ایک رسالہ بنام ''تاویل الاحادیث'' لکھا ہے۔ نیز علوم وہبیہ میں سے ان پانچ علوم کی تنقیح ہے جن کے بارے میں قرآن حکیم کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے، جو تخصیص اور تفہیم وغیرہ کی جنس سے انداز کلام میں عربی عبارت کے مشابہ ہے، جس کو ہم نے ''فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن'' میں درج کیا ہے۔''(٦)

یہ ترجمہ شاہ ولی اللہؒ نے ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں کیا، یعنی حج بیت اللہ سے واپس آنے کے قریباً پانچ سال بعد۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر حضرت شاہ صاحبؒ ترجمہ قرآن کی یہ داغ بیل ڈال کر نہ جاتے تو قرآن حکیم عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عوام کی دسترس سے باہر ہوتا اور عوام تو عوام ہیں انحطاط اور ناقدری کے اس زمانہ میں خود بہت سے ائمہ وخطباء کی آبرو کا تحفظ انہی ترجموں کی بدولت ہو رہا ہے۔ شاہ صاحبؒ کا نظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے جو بندے عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنے مالک وخالق سے براہ راست مخاطب بننے کی سعادت سے محروم ہیں، ان تراجم کی بدولت وہ بھی اپنے خدا کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور اپنے رب کے کلام کو اپنی زبانوں میں پڑھ کر سمجھیں، اور جیسا کہ آپ کے صاحبزادے شاہ عبدالقادرؒ نے لکھا ہے:

''بتانے والے بہتیرا بتائیں، جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ بتایا ہے، ویسا کوئی نہیں بتا سکتا اور جیسا اثر اور راہ پانا خدا کے کلام میں ہے کسی کے کلام میں نہیں۔''

شاہ ولی اللہؒ نے ترجمہ قرآن کے ضروری ہونے کو اپنے وصیت نامہ میں بھی درج فرمایا۔ چنانچہ آپ نے لکھا:

''قرآن عظیم درس گویند بآن صفت کہ صرف قرآں بخواند بغیر تفسیر ترجمہ گویند''

قرآن حکیم کا درس دینا چاہیے، اس طریقہ سے کہ صرف قرآن پڑھا جائے یعنی تفسیر کے بغیر متن قرآن اور ترجمہ پڑھایا جائے۔

قرآن حکیم کے ترجمہ کی یہ اہم خدمت جو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے انجام دی۔ ان کے بعد ان کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین صاحبزادگان، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ اور شاہ عبدالقادرؒ نے بھی قرآن کی اس خدمت کی تکمیل کی، جیسا کہ شاہ عبدالقادر نے موضح قرآن کے مقدمہ میں لکھا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے زمانہ میں اردو عام طور پر لکھنے پڑھنے کی زبان نہیں تھی اس وجہ سے انہوں نے قرآن حکیم کا فارسی میں ترجمہ کیا اور ان کے بڑے صاحبزادے سراج الہند شاہ عبدالعزیز نے بھی فارسی زبان میں تفسیر عزیزی کے نام سے قرآن حکیم کا ترجمہ اور تفسیر لکھی۔ پھر جب اردو زبان نے قدم آگے بڑھایا تو پھر شاہ رفیع الدین نے لفظی ترجمہ اور شاہ عبدالقادرؒ نے بامحاورہ اردو میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان دونوں حضرات کے بعد اس وقت تک قرآن حکیم کے جتنے بھی تراجم ہوے ہیں یا آئندہ ہوں گے، اس سنت حسنہ کے تسنن کا سہرا کم از کم ہندوستان میں خاندان ولی اللّٰہی ہی کے سر بندھتا ہے۔ اس لحاظ سے ولی اللّٰہی خاندان ہندوستان میں ایک منفرد علمی خاندان ہے جس نے علم قرآن بلکہ علم نبوت کی مشعل کو اپنے خون جگر سے روشن کیا اور ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔'' کا محاورہ اس گھرانے پر صحیح صادق آتا ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خانؒ نے بالکل صحیح کہا ہے:

> ''شاہ ولی اللہ کا گھر ہندوستان میں علم دین کا گھر تھا۔ ان کے خاندان کے لوگ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ہندوستان میں مشائخ تھے۔ اصحاب الصالحات اور ارباب الفضائل الباقیات تھے۔ ہندوستان کے کسی گوشہ میں کسی علمی گھرانہ نے علوم دینیہ کی اتنی خدمت نہیں کی جتنی شاہ ولی اللہؒ کے گھرانہ نے کی ہے۔(۷)

شاہ عبدالقادر کی پیدائش ۱۱۶۸ھ/۱۷۵۳ء میں ہوئی۔ یہ شاہ ولی اللہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ ان کا شجرۂ نسب چوتھیسویں پشت پر سیدنا عمر بن خطابؓ تک پہنچتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ اور برادر بزرگ شاہ عبدالعزیزؒ سے حاصل کی۔ قرآن، حدیث، فقہ میں مہارت تامہ پیدا کی اور تصوف وسلوک میں شاہ عبدالعدل دہلوی نقشبندیؒ کی تلمذی میں گیارہ سال رہے۔ کہتے ہیں کہ اردو زبان و ادب میں خواجہ میر درد سے استفادہ کیا۔ آپ نہایت متقی، پرہیز گار اور خالص مرد مومن تھے۔ طبیعت پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصوف کا رنگ غالب تھا۔ اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی۔ قناعت و توکل کا یہ عالم تھا کہ اپنی زندگی ہی میں اپنی ساری جائیداد اپنے بھائیوں، اپنی بیٹی اور اپنی نواسی کے شوہر شاہ اسماعیل شہید کے نام کر دی۔ شاہ اسماعیل آپ کے شاگرد بھی تھے۔

شاہ عبدالقادر کو فلسفہ، منطق اور معقولات سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اس وجہ سے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ معقولات سے یک قلم نا آشنا ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے امتحان لینے کی کوشش کی۔ جب بحث شروع ہوئی تو شاہ صاحب نے فلسفہ اور منطق کے وہ جوہر دکھائے کہ امتحان لینے والے شرمندہ ہو گئے۔ مخاطبین کو نادم دیکھ کر آپ نے فرمایا: ''تم یہ نہ سمجھو کہ ہم کو معقولات نہیں آتیں بلکہ ہم نے ان کو ناقص اور واہیات سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔'' (۸)

آپ کے بے شمار شاگرد تھے جن میں شاہ اسماعیل شہید، شیخ عبدالحی، ہیبت اللہ بڈھانوی، فضل حق خیر آبادی، شاہ محمد اسحاق، شاہ احمد سعید اور مرزا حسن علی شافعی مشہور ہیں۔

اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ قرآن نے آپ کو بھی آمادہ کیا کہ آپ اردو زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ کریں۔ ان کے زمانہ میں اردو ایک عام زبان ہو چکی تھی، لہٰذا ضروری تھا کہ اس زبان میں بھی قرآن حکیم کا ترجمہ ہو۔ آپ نے قرآن حکیم کا ترجمہ کرنے میں بڑی جرأت سے ایک نئی روش اختیار کی۔ جرأت اس لیے کہ اس سے قبل جب آپ کے والد ماجد نے فارسی زبان میں ترجمہ قرآن کیا تو اس وقت کے علما کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ مسلح ہو کر انہیں قتل کرنے کے لیے آ گئے کہ یہ قرآن حکیم کی بہت بڑی بے ادبی ہے۔ اس عظیم خدمت کے صلے میں آپ کو اپنی جان خطرے میں نظر آنے لگی اور آپ کو اپنی جان بچانے کے لیے کچھ عرصہ دہلی سے باہر جانا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے اردو زبان میں بامحاورہ قرآنی ترجمہ کی طرح ڈالی۔ ان کا ترجمہ اردو ادب کی شاہکار تصانیف میں سے ایک ہے۔ آج سے قریباً دو اڑھائی سو سال قبل اردو ادب کی نثر کے معیاری نمونہ کی بہترین مثال ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ عمر میں شاہ رفیع الدین اپنے بھائی شاہ عبدالقادر سے چار سال بڑے تھے، لیکن عموماً لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن شاہ عبدالقادر سے پہلے کیا تھا، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شاہ عبدالقادر نے ترجمہ قرآن پہلے کیا اور ان کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ بعد میں کیا۔ شاہ رفیع الدین صاحب کا یہ ترجمہ شاہ عبدالقادر کے فوائد ''موضح قرآن'' کے ساتھ کلکتہ کے ایک قدیم مطبع اسلامی پریس میں طبع ہوا۔ یہ دوجلدوں پر مشتمل تھا۔

عربی زبان میں جملے کی ترتیب اردو زبان سے بالکل مختلف ہے، جب ہم عربی کے کسی جملے کا لفظی ترجمہ کرنا چاہیں تو اردو میں جملہ کچھ بے ہنگم سا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مختصر ترین جملہ ہے ''جاء احمد'' اس کا لفظی ترجمہ ہے ''آیا احمد'' اور بامحاورہ ترجمہ ہے ''احمد آیا'' اس میں پہلا لفظ آخری ہو گیا اور آخری لفظ پہلا ہو گیا۔ اسی طرح جملہ جتنا طویل ہو گا، اتنا ہی اس کی اردو ترتیب میں منطق اور عقل دونوں سے کام لینا پڑتا ہے ورنہ مفہوم سمجھنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ نے اس بات کا نہایت گہرائی سے مطالعہ کیا اور تحت اللفظ ترجمہ کی گرانی فہم کو محسوس کیا، چنانچہ انہوں نے بامحاورہ ترجمہ کی بنیاد ڈالی۔ قرآن حکیم کے بامحاورہ ترجمہ کو علما شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن شاہ عبدالقادر نے بڑی جرأت اور ہمت سے اس ذمہ داری کو نہایت خوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ان کا یہ بامحاورہ ترجمہ نہایت مستند، ثقہ اور صحیح ترجمہ ہے۔ لسانی اعتبار سے اس قدر عمدہ ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ دوسو سال قبل اتنا سادہ لیکن ادبی ترجمہ ظہور پذیر ہوا۔ اسلوب اتنا طبعی اور پر اثر کہ زمانہ جدید کے بعض تراجم سے بہتر۔ اسلوب بیان کے لیے ملاحظہ ہو سورۃ الانعام کی یہ آیت:

﴿ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَآئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْساً إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْراً قُلِ انْتَظِرُوْا إِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴾ (۹)

''کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ، مگر یہی کہ ان پر آویں فرشتے، یا آوے تیرا رب، یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا؟ جس دن آوے گا ایک نشان تیرے رب کا، کام نہ آوے گا ایمان لانا کسی کا، جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی، تو کہہ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہ دیکھو، ہم بھی راہ دیکھتے ہیں۔''

ملاحظہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا آیت کا کس سلاست اور آسانی سے ترجمہ کر دیا۔ یہ سہل ممتنع نہیں تو اور کیا ہے؟ قرآن حکیم تحریر کی شکل میں نہیں، بلکہ تقریر یا خطاب کی شکل میں رسول اللہؐ پر نازل نہیں ہوا تھا۔ قرآن حکیم کی اس روح کو شاہ عبدالقادرؒ نے کتنی خوبی سے قائم رکھا ہے۔ ایک اور آیت کا ترجمہ مثال کے طور پر درج کیا جاتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ﴾(۱۰)

''اللہ کشاد کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ، اور وہ ریجھے ہیں دنیا کی زندگی پر، اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا برتنا۔''

مندرجہ بالا ترجمہ میں ''فَرِحُوْا'' کا ترجمہ ''ریجھے'' کیا ہے۔ یہاں لفظ ریجھے نہایت برمحل اور موزوں ہے۔ یہ ترجمہ شاہ عبدالقادر کی عبقریت اور علمیت کا مکمل ثبوت ہے۔

شاہ عبدالقادرؒ جب قرآن حکیم کے ترجمہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں کے اصرار پر قرآن حکیم کے حواشی لکھنا شروع کیے۔ یہ فوائد یا مختصر تفسیر ہے۔ اس کا تاریخی نام ''موضع قرآن'' ہے جس سے سن ہجری ۱۲۰۵ھ نکلتا ہے۔ اس وقت سن عیسوی ۱۷۹۰ء تھا۔ بعض حضرات اس مختصر تفسیر کو ''موضح القرآن'' لکھتے ہیں جو کہ غلط ہے، صحیح ''موضع قرآن'' ہے کیونکہ اسی سے تاریخ یعنی ۱۲۰۵ھ نکلتی ہے۔

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ سید عبداللہ بن سید بہادر علی نے دہلی کے مطبع احمدی میں طبع کروایا تھا۔ اس ایڈیشن میں طباعت کی تاریخ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ/ ۱۸۲۹ء لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل تھا۔ پہلی جلد سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الکہف تک اور دوسری جلد سورۂ مریم سے سورۃ الناس تک ہے۔ ''موضع قرآن'' کے ساتھ پہلی مرتبہ دہلی کے مطبع احمدی میں ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں یہ ترجمہ طبع ہوا۔

ترجمہ کی سلاست اور شاندار اسلوب نے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ اس ترجمہ کا پشتو زبان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ترجمہ مولانا فتح اللہ قندہاری نائب مفتی ریاست بھوپال نے کیا اور ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء میں بھوپال کے مطبع اسکندری سے طبع کروایا۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ اور تفسیر کے متعدد ایڈیشن برصغیر پاک و ہند میں طبع ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اس میں تاج کمپنی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انہوں نے مختلف ایڈیشن مختلف حجم میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ طبع کیے۔

یہ اس ترجمہ کی خوبی اور حسن اسلوب تھا کہ اس ترجمہ کے قریباً ۱۲۰ سال بعد دارالعلوم دیوبند کے ایک فرزند اور ولی اللہی بزرگ یعنی شاہ ولی اللہ کے صحیح جانشین حضرت مولانا محمود حسن شیخ الہند نے جیل کی چار دیواری میں بیٹھ کر شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالقادر وغیرہ کی اس سنت کو جاری رکھا۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ الہند محمود حسنؒ نے فرمایا کہ ہم نے مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں، یہ الفاظ جونہی آپ کے منہ سے نکلے سارے حاضرین ہمہ تن گوش ہو گئے کہ اس استاذ العلما درویش نے ۸۰ سال علما کو درس دینے کے بعد آخری عمر میں جو دو سبق سیکھے ہیں، وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

> ''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور وخوض کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں؟ اس کے دو سبب معلوم ہوے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا اور دوسرا آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن حکیم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی قائم کیے جائیں، اور بڑوں کو عوامی درس کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے، اور قرآنی تعلیم پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے، اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔''

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:

> ''نباض امت نے ملت مرحومہ کے مرض کی جو تشخیص اور تجویز فرمائی تھی باقی ایام زندگی میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعف اور علالت اور ہجوم مشاغل کے باوجود اس کے لیے سعی پیہم فرمائی۔ بذات خود درس قرآن شروع کرایا جس میں تمام علمائے شہر اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جیسے علما بھی شریک ہوتے تھے اور عوام بھی۔'' (۱۲)

اس ترجمہ سے متاثر ہو کر اور ان جذبات کے تحت جو حضرت مفتی شفیع صاحب کی زبان سے آپ سن چکے ہیں، حضرت شیخ الہند نے شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمہ کو سامنے رکھ کر اپنا ترجمہ لکھا۔ وہ شاہ صاحب کے ترجمہ سے بے حد متاثر تھے۔ دراصل شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ ہے ہی قابل ہزار ستائش کہ مولانا محمود حسنؒ جیسے جید عالم اس کے مداح تھے۔ انہوں نے شاہ صاحب کے اس ترجمہ کے بارے میں جو کچھ مدح سرائی کی ہے، اس کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں:

''ترجمہ میں اختصار و سہولت اور الفاظ قرآنی کی لفظی اور معنوی موافقت، اور صرف لغوی معنی پر بس نہیں، بلکہ معنی مرادی اور غرض اصلی کا ہر موقع پر بہت لحاظ رکھتے ہیں اور ترجمہ میں کبھی ایسا لفظ لاتے ہیں جس کی وجہ سے اگر کسی قسم کا اجمال اور اشکال ہو تو زائل ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک لفظ کا ترجمہ ایک جگہ کچھ فرماتے ہیں اور دوسری جگہ کچھ، حالانکہ لغوی معنی اس لفظ کے ایک ہی ہیں، مگر ہر مقام کے مناسب جدا جدا عنوان سے بیان فرماتے ہیں۔''

مولانا محمود حسنؒ مزید فرماتے ہیں:

''ترجمہ موصوف جملہ تراجم میں ممتاز اور مفید تر نظر آتا ہے اور بنظر فہم و انصاف اس کا مستحق ہے کہ سہل ممتنع کے ساتھ ملقب ہو۔ یہ حضرت ممدوح کا کمال ہے کہ ہر موقع پر جملہ امور پیش نظر رہتے ہیں، اور ترجمہ میں حسب حاجت ان کی رعایت کرتے ہیں، اور اسی کے مطابق الفاظ بھی ان کو بسہولت مل جاتے ہیں۔ گویا محاورات و لغات اردو بھی سب سامنے رہتے ہیں جس کو مناسب سمجھا بے تکلف لے لیا اور اس پر ترجمہ اپنے محدود احاطہ سے ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔ شاہ عبدالقادر جو بامحاورہ ترجمہ کے بانی اور امام ہیں، یہی وجہ ہے جو اسلاف ممدوحین کے بعد اس زمانے میں جس نے اس میدان میں قدم رکھا اس نے جناب شاہ صاحب ممدوح کا اتباع کیا اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کو اختیار کیا جس پر کسی کا شعر یاد آتا ہے:

ہر مرغ کہ پرد بہ تمنائے اسیری
اول بشگوں کرد طواف قفس ما

حضرت شیخ الہندؒ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں:

''اور یہ امر بھی خوب معلوم ہو گیا کہ جیسے حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا یہ کمال ہے کہ تحت لفظی ترجمہ کا التزام کر کے ایک ضروری حد تک سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ایسے ہی حضرت مولانا عبدالقادرؒ کا یہ کمال ہے کہ بامحاورہ ترجمہ کا پورا پابند ہو کر پھر نظم و ترتیب کلمات قرآن اور معانی لغویہ کو اس حد تک بنایا ہے کہ زیادہ کہتے ہوئے تو ڈرتا ہوں مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ ہم جیسوں کا ہرگز کام نہیں۔ اگر ہم ان کے کلام کی خوبیوں کو اور ان اغراض اور اشارات کو جو ان کے سیدھے سادھے مختصر الفاظ میں ہیں، سمجھ جائیں تو ہم جیسوں کے فخر کے لیے یہ امر بھی کافی ہے۔''

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کے ترجمہ کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں:

''حضرت شاہ صاحب ترتیب قرآنی کا بہت خیال رکھتے ہیں اور اصل اور ترجمہ کی مطابقت میں بہت زیادہ سعی فرماتے ہیں، مگر چونکہ ترجمہ بامحاورہ کا التزام کیا ہے، اس لیے بضرورت توضیح وتسہیل بعض مواقع میں تقدیم وتاخیر لازم ہے، مگر جیسا کہ آٹے میں نمک۔ یہ نہیں کہ آخر کا ترجمہ اول اور اول کا آخر ہو جائے۔ الغرض فصل بعید سے احتراز رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ کسی خاص ضرورت کے وقت میں دو تین کلموں کا فصل ہو جائے اور وہ بھی نادر کالمعدوم۔ دیکھیے عربی زبان میں مضاف کو مقدم ذکر کرتے ہیں اور اردو کا محاورہ یہ ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضاف الیہ کو مقدم کرتے ہیں، شاہ صاحب کے ترجمہ میں اس قسم کی مثالیں کثرت سے ملیں گی مثلاً "عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی أَبْصَارِهِمْ" کا بامحاورہ ترجمہ کریں گے تو "ان کے دل پر اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر" کیا جائے گا اور ترجمہ تحت لفظی میں "اوپر دلوں ان کے کے، اور اوپر کانوں ان کے کے، اور اوپر آنکھوں ان کے کے" کہنا پڑے گا، مگر سب جانتے ہیں کہ ایسے اختلاف جتنے بھی ہوں ان میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ضروری ہیں، بامحاورہ ترجمہ کرنے والے کو اس سے مضر نہیں، لیکن حضرت شاہ صاحبؒ کی احتیاط قابل تحسین اور لائق قدر ہیں کہ اس پر بھی ہر جگہ مضاف الیہ کو مقدم نہیں کرتے بلکہ جہاں ترجمہ میں ذرا گنجائش مل جاتی ہے وہاں اتنے قلیل تغیر کو بھی پسند نہیں کرتے، ترتیب قرآنی کو بھی اختیار فرماتے ہیں۔ دیکھو "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن" میں چونکہ رب العالمین مضاف مضاف الیہ مل کر صفت واقع ہوے ہیں، اس کے ترجمہ میں یہ گنجائش نکل آئی کہ ترجمہ محاورہ کے خلاف بھی نہ ہو اور کلام الٰہی کی ترتیب بھی باقی رہے، اس لیے "رَبِّ الْعَالَمِيْن" کا ترجمہ اصلی ترتیب پر رکھا اور "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن" بھی صفت واقع ہوا ہے مگر اس میں دو اضافتیں مجتمع ہیں، اول اضافت میں اصلی ترتیب باقی رکھنے کی گنجائش ہے دوسری اضافت میں نہیں، اس لیے ترجمے میں "مالک" کا ترجمہ اصل کے موافق مقدم رکھا اور "یوم" کے ترجمے کو محاورہ اردو کے موافق "دین" سے مؤخر کر دیا، چنانچہ سب پر ظاہر ہے، اس میں کسی کو تردد نہیں، صرف توضیح اور تسہیل کی غرض سے ہم نے عرض کر دیا، لیکن بعض مقامات ایسے بھی ہیں کہ وہاں محاورۂ اردو کے ساتھ ترتیب قرآن کا لحاظ رکھنا دشوار ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان مقامات میں بھی اپنی غائر اور باریک بین نظر سے ایسا اسلوب اختیار فرماتے ہیں کہ محاورہ کی پابندی کے ساتھ ترتیب بھی باقی رہے، یا فرق آئے تو خفیف ولطیف۔

بعینہ یہی حال فعل اور فاعل اور مفعول اور جمیع متعلقات فعل کا، اور صفت موصوف، حال تمیز وغیرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا کہ اکثر مواقع میں ترتیب کی موافقت فرماتے ہیں اور بہت سے مواقع میں اسی تغیر لطیف مذکورہ بالا سے کام لیتے ہیں۔

اور سنیئے، حروف روابط جن کو حروف جر بھی کہتے ہیں جیسے ل، ب، علیٰ، الیٰ، من، عن، فی بہت کثرت سے مستعمل ہیں، مگر کلام عرب میں یہ حروف ہمیشہ اپنے معمول پر مقدم ہوتے ہیں اور ہمارے محاورہ میں علی العموم مؤخر بولے جاتے ہیں مگر شاذ و نادر، لیکن ان میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان کا مؤخر ہونا ضروری ہے۔ ہماری زبان میں ان کو مقدم لانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں جیسے مِنْ اور عَنْ۔ سب کو معلوم ہے کہ "مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ" کے ترجمے میں اردو زبان کے اندر ممکن نہیں کہ "من" کا ترجمہ مقدم ہو سکے اور ترتیب قرآنی کی موافقت کی جا سکے۔ ایسے ہی "لَاتَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ" کے ترجمہ میں کوئی صورت نہیں کہ "عَنْ" کا ترجمہ نفس کے ترجمہ سے مقدم ہو سکے۔ اسی وجہ سے تحت لفظی ترجمہ میں بھی یہ تغیر گوارا کرنا ہوتا ہے، اور اس میں کسی کو تامّل نہیں ہو سکتا، اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو مقدم کرنا تو درست ہے مگر محاورہ کے خلاف ہے۔ سو تحت لفظی ترجمہ میں ان کو نظم قرآنی کے موافق مقدم لا سکتے ہیں، مگر بامحاورہ ترجمہ کے لیے ان کو بھی مؤخر کرنا ضروری ہوگا جیسے علیٰ، الیٰ وغیرہ حروف مذکورہ دیکھئے "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ" کے تحت لفظی ترجمہ میں "مہر کر دی اللہ نے اوپر دلوں ان کے کے" کہنا مناسب ہوگا، اور بامحاورہ ترجمہ میں "مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر" کہنا ٹھیک سمجھا جائے گا۔ پہلی صورت میں لفظ اپنی اصلی ترتیب پر رہا۔ دوسری صورت میں تھوڑا سا بقدر ضرورت اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اسی پر دیگر حروف کو قیاس فرما لیجیے۔ سو اول تو یہ حروف فی نفسہ غیر مستقل اور دوسروں کے تابع ہیں۔ ان کا تقدم تاخر چندان قابل اعتبار نہیں۔ دوسرے بے وجہ نہیں بلکہ ضرورت اور حاجت اور نفع کی وجہ سے کرنا ہوا۔ تیسرے اتنا لطیف و خفیف کہ ترجمہ تحت لفظی میں بھی بعض مواقع میں قابل قبول اور ضروری سمجھا جاتا ہے، ان سب کے بعد پھر وہی بات ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں، یعنی جہاں کچھ گنجائش نکل آئی ہے وہاں حضرت شاہ صاحب اس خفیف قابل قبول تغیر کو بھی چھوڑ کر اعلیٰ ترتیب کو قائم رکھتے ہیں اور ایسا ترجمہ کرتے ہیں جو ترتیب قرآنی کی پابندی کے ساتھ محاورہ کے بھی مخالف نہ ہونے پائے۔ اس کی مثالیں حروف مذکورہ کے متعلق جگہ جگہ موجود ہیں، مثلاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْن" کا ترجمہ فرمایا ہے "مگر انہی پر جن کے دل پگھلے ہیں۔" یعنی اللہ سے ڈرتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں، دیکھ لیجئے لفظ "علیٰ" کے ترجمہ کو مقدم رکھا "خاشعین" پر اور محاورہ کے مخالف بھی نہ ہوا۔(۱۴)

حضرت شیخ الہندؒ اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں حضرت شاہ صاحب کے ترجمہ کی خوبیوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ اس ترجمہ کی خوبیوں کے لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ بسا اوقات ایک لفظ کا ترجمہ ایک جگہ کچھ فرماتے ہیں اور دوسری جگہ کچھ، گویا وہ ہر مقام کے مناسب جدا جدا عنوان سے ترجمہ فرماتے ہیں جس سے قرآنی مراد سمجھنے میں بڑی آسانی رہتی ہے۔ اسی آسانی کی وجہ سے وہ کبھی ایجابی مضمون کو سلبی عنوان سے ادا کرتے ہیں، اور اکثر مواقع میں نفی اور استثنا کا جدا جدا ترجمہ کرتے ہیں، بلکہ حصر جو اس سے مقصود ہے اس کو مختصر ہلکے لفظوں میں محاورہ کے موافق بیان کر جاتے ہیں۔ آپ نے چھوٹے بڑے کئی فوائد کی طرف ہر موقع پر پوری توجہ فرمائی ہے اور ترجمہ میں ہر موقع پر اس کا پورا پورا اہتمام کیا ہے، اس وجہ سے یہ ترجمہ تمام تراجم میں ممتاز اور مفید نظر آتا ہے اور اس کو سہل ممتنع کہا جا سکتا ہے۔ **بارك الله في حسناته وأفاض علينا من بركاته.**

یہ بات نہایت قابل قدر ہے کہ حضرات مفسرین اور شراح حدیث کے مبسوط وطویل ارشادات کا خلاصہ اس ترجمہ اور تفسیر میں چند الفاظ میں سمجھا دیا گیا ہے۔ اس کی مثالیں ان کے ترجمہ میں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ "بِسْمِ اللّٰه" کا ترجمہ محاورہ کے مطابق کیا جس میں توضیح اور اختصار دونوں کی بقدر مناسب رعایت رکھی گئی ہے۔ اس سے بہتر اور خوبصورت ترجمہ اردو زبان میں سمجھ میں نہیں آتا۔ اور رحمان اور رحیم جو مبالغہ کے صیغے ہیں، ان کے مبالغہ کو بھی ترجمہ میں ظاہر فرما دیا اور ایک لطیف اشارہ بھی ان کے فرق مراتب کی طرف بھی کر دیا، اس کے بعد سورۃ فاتحہ میں بھی رحمٰن اور رحیم کا ترجمہ ایسا ہی کیا گیا۔ "یوم الدین" کا ترجمہ تمام حضرات نے "روز جزا" یا "دن جزا کا" کیا ہے، مگر حضرت شاہ صاحب نے صاف لکھ دیا ہے کہ میں نے عوام کی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اور عوام کی زبان میں جزا کا دن مستعمل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل لغت اور مفسرین نے ''دین'' کے معنی جزا اور حساب دونوں بیان کیے ہیں۔ اس وجہ سے غالباً حضرت شاہ صاحب نے جزا کے بدلے ''انصاف'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے کیونکہ یہ عوام میں زیادہ مستعمل ہے، چنانچہ اس ایک لفظ میں جزا اور حساب دونوں آ گئے۔

''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم'' میں تمام حضرات نے لفظ ہدایت سے کیا ہے کیونکہ ہدایت کا لفظ عربی اور فارسی وغیرہ میں عام استعمال ہوتا ہے اور کبھی ہدایت کا ترجمہ ''راستہ دکھانے'' اور راہ نمائی کے ساتھ کرتے ہیں۔لیکن حضرت شاہ صاحب ''ہدایت'' کا ترجمہ اپنی ہی زبان میں فرماتے ہیں، الا ماشاء اللہ، لیکن ہر موقع پر اس بات کا لحاظ بھی فرماتے ہیں کہ ''ہدایت'' کے کون سے معنی اس موقع کے مناسب ہیں، کیونکہ ''ہدایت'' کے معنی لغت عرب میں دو ہیں۔ ایک صرف راستہ دکھلا دینا اور دوسرے مقصود تک پہنچا دینا۔ اول معنی کو ''اراءت'' اور دوسرے کو ''ایصال'' کہتے ہیں۔ اس لیے دوسرے مترجمین نے ''اِهْدِنَا'' کا ترجمہ ''دکھا ہم کو'' فرمایا ہے، جب کہ حضرت شاہ صاحب ''چلا ہم کو'' فرماتے ہیں۔جس سے ''ایصال'' کی طرف اشارہ کرنا مفہوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ''هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن'' کا ترجمہ دوسرے حضرات نے ترجمہ میں ''رہنما'' یا ''راہ دکھائی ہے'' فرمایا ہے جب کہ شاہ صاحب نے ''راہ بتلائی ہے'' فرمایا ہے۔ چونکہ ''اِهْدِنَا'' میں ''ہدایت'' حق تعالیٰ کی صفت ہے، لہٰذا وہاں چلانے کا لفظ لائے ہیں اور اس موقع پر ''ہدایت'' قرآن کی صفت ہے، اس لیے ترجمہ ''راہ بتانے'' کا لفظ بیان کیا ہے۔ ورنہ دونوں جگہ مقصود ایصال کی طرف اشارہ کرنا معلوم ہوتا ہے۔ **فرحمہ اللہ ماادق نظرہ وادق الفاظہ۔**

''متقین'' میں تقویٰ کا ترجمہ سب حضرات نے ''پرہیزگاری'' کیا ہے، لیکن حضرات مفسرین نے اس پر ایک اشکال یہ وارد کیا کہ ہدایت کے محتاج تو گمراہ ہیں نہ کہ متقی، اس لیے ''هُدًى لِّلضَّآلِّيْن'' فرمانا چاہیے تھا۔ بعض حضرات نے ''متقین'' کے معنی ''صَائِرِيْنَ إِلَى التَّقْوٰى'' کے لے کر جواب دیا۔ حضرت شاہ صاحب کی طبع لطیف اور باریک بین نظر اس طرف گئی کہ تقویٰ کا ترجمہ ''ڈر'' اور ''خوف'' کے ساتھ کرنا پسند فرمایا جو تقویٰ کے اصلی اور لغوی معنی ہیں اور ''مُتَّقِيْن'' سے وہ لوگ مراد لیے، جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے، اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے "هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن" کا ظاہر اور معروف ترجمہ یعنی "راہ دکھائی ہے پرہیزگاروں کو" اس کو چھوڑ کر "راہ بتلائی ہے ڈر والوں کو" اختیار کیا جس سے مذکورہ بالا شبہ کا خود بخود ازالہ ہو گیا۔

"يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" کے ترجمہ میں اگر "ایمان لائے ہیں ساتھ غیب کے" یا "غیب پر" کہا جائے تو بہت صحیح اور ظاہر کے موافق ترجمہ ہے۔ لیکن اس پر کئی اشکال وارد ہوتے ہیں، مگر شاہ صاحب نے جو ترجمہ کیا اس پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ آپ نے ترجمہ فرمایا: "یقین کرتے ہیں، بن دیکھے۔" اس سے ایک تو ایمان کے معنی متعین ہو گئے، یعنی یقین اور دوسرے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غیب کے معنی ہیں کہ جن چیزوں کو انہوں نے نہیں دیکھا، ان کے علم اور ادراک سے غائب ہیں، جیسے جہنم، جنت، پل صراط، وزن اعمال وغیرہ، سو وہ لوگ ان سب چیزوں کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے یقین کرتے ہیں۔ اس مطلب اور ترجمہ سے تمام اشکال دور ہو جاتے ہیں جو حضرات مفسرین نے بیان کیے ہیں۔

حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ پر یہ تبصرہ قریباً ۱۹۲۰ء میں لکھا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تحت اللفظ ترجمہ کا نہ صرف رواج تھا، بلکہ عام علما کا یہ عقیدہ تھا کہ ترتیب الفاظ قرآن کو ترجمہ میں بھی بدلنا ایک نہایت غلط بات ہے، اس لیے ترجمہ کرنے والے حضرات کی اکثر و بیشتر یہی کوشش ہوتی تھی کہ جہاں تک ہو سکے ہر عربی لفظ کا ترجمہ اسی کے نیچے مترادف اردو لفظ میں کیا جائے۔ شاہ عبدالقادر نے بڑی جرأت سے ترتیب الفاظ قرآنی کے ترجمے میں کچھ ردوبدل معنی کے لحاظ سے کیا ہے۔ اسی لیے ان کے ترجمہ کو پہلا بامحاورہ ترجمہ کہا جاتا ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ ایک ممتاز عالم دین، مجدد اور مترجم قرآن تھے، لہٰذا ان کی شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کی مدلل اور جامع طریقے سے تعریف کرنا شاہ عبدالقادر کی عربی دانی، عرفان علوم قرآن اور اردو زبان پر عبور اور ان کی بے پناہ علمیت اور فکر کی نزاکت کا ثبوت ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ شاہ صاحب کے ترجمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"شاہ عبدالقادر کے ترجمے اور حواشی کی خوبی کا اصلی اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے خود

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کو سمجھنے کی تھوڑی بہت کوشش کی ہے۔''

سرسید احمد خان جنہوں نے خود بھی قرآن حکیم کا ترجمہ کیا ہے، اپنی کتاب ''آثار الصنادید'' میں حضرت شاہ صاحب کے ترجمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کا ترجمہ کلام اللہ کا، اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہے۔''(۱۵)

علامہ انور کشمیریؒ اپنے شاگردوں کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ دیکھو اور بعض مسائل جو تفسیر سے حل نہیں ہوتے وہ اس ترجمے سے حل ہو جاتے ہیں۔(۱۶)

ڈاکٹر مولوی عبدالحق، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے ترجموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شاہ عبدالقادر کے ترجمے میں اس قدر پابندی نہیں کی گئی، بلکہ وہ مفہوم کی صحت اور لفظ کے حسن کو برقرار رکھنے کے علاوہ اردو زبان کے روزمرہ اور محاورہ کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ دوسری خوبی ان کے ترجمہ میں ایجاز کی ہے، یعنی وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم الفاظ میں مفہوم صحت کے ساتھ ادا ہو جائے۔ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ دوسرے ترجموں کے مقابلہ میں اس قدر بہتر اور افضل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے ہوتے ہوئے چند سالوں بعد دوسرے ترجموں کی ضرورت کیوں سمجھی گئی۔''

اس اقتباس میں مولوی عبدالحق بابائے اردو نے شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی جو تعریف کی ہے وہ بالکل درست ہے، لیکن مولوی عبدالحق کا یہ اعتراض سمجھ میں نہیں آیا کہ ان کے ترجمہ کے چند سال بعد قرآن کے اردو ترجمے کیوں کیے گئے۔ کیا ڈاکٹر صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ علم کی کوئی انتہاء نہیں ہے

شاہ صاحبؒ ترجمہ و تفسیر ''موضح قرآن'' مکمل کرنے کے بعد خود فرمایا کرتے تھے:

روز قیامت ہر کسے باخویش دارد نامۂ من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآں در بغل

وكانت وفاته يوم الأربعاء لتسع عشرة خلون من رجب سنة ثلاثين ومائتين وألف بدهلي فدفن عندوالده، وكان الشيخ عبدالعزيز ورفيع الدين لاتزال بقيد الحياة، فكان يوم موته من أنحس الأيام عليهما وكانا يقولان عند دفنه:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((إنا لاندفن الإنسان بل ندفن العلم والعرفان)) (۱۷)

''ان کی وفات بروز بدھ ۱۹ رجب ۱۲۳۰ھ کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ اس موقع پر شیخ عبدالعزیز اور شیخ رفیع الدین باقاعدہ حیات تھے ان کی وفات کا دن ان دونوں حضرات کے لیے انتہائی منحوس دن تھا ان کے دفن کے موقع پر ان حضرات نے فرمایا تھا:

ہم نے انسان کو دفن نہیں کیا، بلکہ علم وعرفان کو دفن کیا ہے۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع ومصادر

1- عجائب الہند، مطبوعہ لائیڈن: ص۲

2- دیباچہ قرآن کریم: ص۵

3- نزہۃ الخواطر: ۷/۳۲۷

4- تذکرہ تراجم قرآنی: ص۱۹۔۲۰، مطبوعہ دیوبند

5- فتح الرحمٰن مقدمہ

6- الفوز الکبیر: ص۱۲۰، برحاشیہ سفر السعادت

7- ابجد العلوم: ۳/۲۴۳

8- شاہ عبدالقادر کی قرآن فہمی، فاروق احمد خان: ص۱۴

9- الانعام: ۱۵۸

10- الرعد: ۲۶

11- قرآن حکیم کے اردو تراجم: ص۱۷۵

12- وحدت امت: ص۵۱

13- مقدمہ، موضح الفرقان: ص۴

14- قرآن حکیم کے اردو تراجم: ص۱۷۱

15- آثار الصنادید: ص۲۶۲

16- مقدمہ ترجمہ قرآن مولانا احمد علیؒ

17- نزہۃ الخواطر: ۷/۳۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام کے ترجمۂ قرآن کا اسلوب (تجزیہ)

سمیع اللہ زبیری ☆

قیس سا پھر نہ اٹھا بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص

قرآن کریم ساری انسانیت کے لیے پیغام ربانی ہے اور آسمانی کتابوں کی آخری کڑی بھی، جو بندوں کا رشتہ معبود حقیقی سے جوڑتی ہے اور سابقہ کتب سے اپنے اٹوٹ تعلق کو لحظہ بھر کے لیے فراموش نہیں کرتی۔

ہندوستان کی کسی خاص زبان میں قرآن مجید کا قدیم ترین ترجمہ ۲۷۰ھ/۸۸۳ میں ایک ہندو راجہ کی فرمائش پر کیا گیا، مترجم ایک ہفت زبان عراقی تھا جس کو سندھی اور قرب وجوار کی دوسری زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ''عجائب الہند'' میں بزرگ بن شہریار نے اس پورے واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

مولانا عبدالقادر دہلوی کے ترجمہ سے دو برس پیشتر بھاشا میں نہایت عمدہ ترجمہ قرآن شریف کا ہوا جس کا نسخہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے دیکھا تھا۔ (۱)

مولانا عبدالقادر کا ترجمہ ۱۲۰۵ھ میں تکمیل کو پہنچا جس کی زبان پرانی ہونے کے باوجود آج تک اپنی تاثیر وخوابی تعبیر میں اپنی مثال آپ ہے۔ مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی نے خاص فرمائش کے تحت قرآن کا درس لفظ بلفظ ترجمہ کرکے دیا اور درس لینے والے نے اسے بکمال احتیاط قلم بند کرکے شاہ صاحب کو دکھایا اس طرح لفظی ترجمہ کا ایک کامل نمونہ ہاتھ آیا۔ اردو زبان کی مشاطگی جب فورٹ ولیم

☆ لیکچرر شعبہ عربی، فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالج کے ارباب حل وعقد نے حسب ضرورت شروع کی تو ترجمۂ قرآن کا اہتمام بھی کیا گیا جس کی طباعت واشاعت نہیں ہوسکی۔ اس کا ایک نسخہ جو غالباً اصل مسودہ ہے ایشیا تک سوسائٹی کلکتہ کے ذخیرہ مخطوطات اردو میں محفوظ ہے۔ انیسویں صدی کے درمیانی عرصہ میں مولوی لطف اللہ بنگالی نے ایک تفسیر اٹک اردو میں لکھی تھی۔ یہ نواب صدیق حسن خاں کے سن رسیدہ معاصرین میں تھے۔ ان کا مستقل قیام لکھنؤ میں تھا۔ (۲)

۱۸۷۹ء میں سرسید احمد خان نے اپنی تفسیر نگاری کا سلسلہ شروع کیا جو ''سورۃ النحل'' سے آگے نہ بڑھ سکا ابتدائی چودہ پاروں کی تفسیر لکھی اور چھاپی جا چکی تھی کہ مصنف کا پیمانۂ زندگی لبریز ہوگیا۔ انہوں نے اپنے خاص نظریات کے تحت قرآن کے ترجمہ وتفسیر کی داغ بیل ڈالی جس میں زبان وبیان کی سادگی اور روانی بہ نسبتِ سابق قابلِ تعریف حد تک پائی جاتی ہے لیکن اصل مضمون کے سلسلہ میں توازن برقرار نہیں رہا۔ ڈپٹی نذیر احمد نے سرسید سے عام بدگمانی کے پیش نظر محسوس کیا کہ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ایک شان دار ترجمہ قرآن پیش کرنے کی گنجائش باقی ہے' لہٰذا انہوں نے اپنی قادر الکلامی وتدبر قرآن کا جوہر شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی قدامت کا بہانہ نکال کر دکھایا۔ چنانچہ ان کا ترجمہ ۱۳۱۴ھ میں طبع ہوکر مخصوص حلقہ میں مقبول بھی ہوا لیکن تمام تر احتیاط کے باوجود سرسید کے خیالات کی تہ نشین جھلکیاں، معاصر ناقدین کی نگاہوں سے اوجھل نہ رہ سکیں اور وہ قبول عالم اس ترجمہ کو حاصل نہ ہوسکا جس کی توقع خود ترجمہ نگار کو تھی۔ نواب صدیق حسن خاں نے جو ہندوستان کے عربی فارسی نگار مصنفین کے زمرہ میں صف اوّل کے صاحبِ قلم ہیں اردو میں بھی تفسیر نگاری کا اہتمام کیا۔ ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کیا۔ جیسا کہ اس کے تاریخی نام ''ترجمان القرآن بلطائف البیان'' سے ظاہر ہے' انہوں نے اپنے ترجمہ کی بنیاد شاہ عبدالقادر کے ترجمہ پر رکھی اور تفسیر میں اپنی مفصل تفسیر ''فتح البیان'' کے ضروری مضامین کو سلیس اردو کے قالب میں ڈھال دیا۔ سورۃ الحج پارہ نمبر ۱۷ تک یہ تفسیر ''مطبع صدیقی لاہور'' سے شائع ہوسکی تھی کہ نواب صاحب کا انتقال ہوگیا اور اس کا تکملہ مولانا ذوالفقار احمد نقوی نے' جو نواب صاحب کے خاص تلامذہ میں تھے' لکھ کر شائع کیا۔ البتہ آخری دو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاروں کی تفسیر بھی خود نواب صاحب ہی کر کے ۱۳۱۰ھ سے بہت پہلے طبع کرا چکے تھے۔ غرض انیسویں صدی کے اواخر تک متعدد نئے تجربات ترجمانی' قرآن وتفسیر نگاری کے میدان میں ہو چکے تھے' جن کا اثر مثبت یا منفی بیسویں صدی کے مترجم ومفسر پر ناگزیر تھا کہ مرتب ہو۔

برصغیر کے دور غلامی میں دیکھا جائے تو بڑے بڑے ذی علم، ذہین و ذکی اور بیدار دماغ اہل علم پیدا ہوئے۔ مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی، مولانا محمد مظہرؒ نانوتوی، شیخ الہندؒ، حضرت تھانویؒ، شبلی نعمانیؒ، سید سلیمان ندویؒ، مفتی کفایت اللہؒ، مولانا سید محمد علیؒ، مونگیری اور دوسرے علمائے عظام اور انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں بڑی اہم علمی، دینی اور تعلیمی خدمات انجام دیں۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد بھی اسی دور غلامی کی یادگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن رسا اور دینی بصیرت سے نوازا تھا۔ دین کی خدمت کا جذبہ بے پناہ رکھتے تھے۔

مولانا نے نثری خدمات کی ابتدا ۱۹۰۱ء میں ''المصباح'' جاری کر کے کی' بعد میں ندوہ کی حمایت میں چھوٹے چھوٹے رسائل قلم بند کئے۔ ۱۹۰۱ء میں ''اعلانِ حق'' کی اشاعت ہوئی' جس کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ کسی سنجیدہ اور تجربہ کار شخص کی تحریر ہے۔

اسی کے ساتھ مولانا آزاد کے مضامین احسن الاخبار، مخزن، تحفہ احمدیہ ایڈورڈ گزٹ، خدنگ نظر وغیرہ مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے جس کی وجہ سے مولانا پڑھے لکھے حلقہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ ماہنامہ ''لسان الصدق'' شائع ہوا تو مولانا کی فکر میں گہرائی اور قلم میں پختگی آ چکی تھی، اب وہ محض لکھنے کے لیے نہیں لکھ رہے تھے بلکہ حصولِ مقاصد کے لیے قلم اٹھا رہے تھے۔ اس دور کے مضامین میں انہوں نے نہایت سادہ زبان استعمال کی ہے۔ اس میں آزاد کے مختلف موضوعات سے متعلق مضامین کے ساتھ ساتھ، کتابوں پر تبصرے بھی شائع ہوئے، جو ان کے تنقیدی شعور کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ ان میں ''حیات جاوید'' پر تبصرہ نے بڑی شہرت پائی جس کی وجہ سے اہل نظر کی نگاہیں آزاد کی طرف اٹھنے لگیں۔

آزاد کی وہ تحریریں جو ''الندوہ'' میں شائع ہوئی ہیں زیادہ گرانقدر ہیں۔ ان میں وہ مولانا شبلی سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ یہیں سے ان کی نثری تحریریں عالمانہ انداز اختیار کرنے لگتی ہیں۔ اس زمانے میں مولانا نے دوسرے چھوٹے چھوٹے رسائل بھی قلم بند کیے لیکن چونکہ وہ وقتی ضرورت سے لکھے گئے تھے اس لیے اب ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔

لیکن جب ۱۹۱۲ء میں ''الہلال'' جاری ہوا اور اس میں مولانا کی زیادہ سے زیادہ تحریریں شائع ہونے لگیں تو نثر کی زبان اچانک تبدیل ہوکر ''الہلالی'' بن گئی۔ جس پر عربی و فارسی کے اثرات نمایاں ہوتے تھے۔ اس کے باوجود وہ روکھی، پھیکی اور بوجھل نہیں تھی بلکہ بڑی رواں دواں، پر وقار اور شکوہ تھی۔ مولانا کی خطابتی، ادعاتی اور انا نیتی طرز نگارش نے اس میں ایک خاص کیفیت اور تاثیر پیدا کردی تھی۔ اس کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ مولانا قرآن کی آیتوں کو جگہ جگہ اپنی تحریروں میں استعمال کرنے لگے تھے تاکہ اپنی بات کو باوقار انداز سے سمجھا سکیں۔ چنانچہ یہ بات ''الہلال'' کے سلسلہ میں عام طور سے کہی جاتی ہے کہ مولانا آزاد نے پہلی بار قرآن کو روز مرہ زندگی میں استعمال کرنے کا راستہ بتایا اور فیض یاب ہونے کے سلیقہ سے آگاہ کیا، الہلال اور البلاغ دورِ ثانی کی زبان تقریباً ایک جیسی رہی۔ ان رسائل نے اگرچہ گہرے اثرات اپنے دور پر چھوڑے لیکن ان کی زبان قابلِ تقلید نہ بن سکی۔ یہ تو کچھ مولانا آزاد اور ان کے ساتھیوں کی کرامت تھی جو الہلال اردو استعمال کرنے پر قدرت رکھتے تھے اور مولانا آزاد کا فیض تھا کہ انہوں نے صحافت کی عام زبان کو عالمانہ وقار اور ادبی شان عطا کی۔ بلاشبہ آج کہا جاسکتا ہے کہ الہلال (دور اوّل) کو بند ہوئے صدی ہونے کو ہے۔ لیکن اردو کو اس پایہ کا ہفتہ وار آج تک نصیب نہیں ہوا۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> ''مجھ کو تمام دنیا کی طرح معلوم ہے کہ صبر و تحمل اور ضبط و حزم بہرحال غیظ و غضب اور عجلت و بے صبری سے بہتر ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تسامح و رواداری اور نرمی و لینت کی انسانی قلوب پر حکومت ہے اور سختی و خشونت انسان کی ملکوتی فضائل کی فہرست میں داخل نہیں۔ میں نے قرآن کریم میں پڑھا ہے کہ جب ایک داعی حریت اور مجاہد فی سبیل الحق کو خدا نے مصر کے شخصی فرمان رواں کے پاس بھیجا تھا تو کہا تھا کہ ''**وقولا لہ قولا لینا**''میں دنیا کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سب سے بڑے شخص کی نسبت بھی سن چکا ہوں جس کو کہا گیا تھا "فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك" (۱)

''تذکرہ'' مولانا آزاد کی پہلی مستقل کتاب ہے جو انہوں نے اگرچہ نہایت بے ترتیبی اور بے سکونی کی حالت میں لکھی ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنے اسلاف کے حالات کو بہتر صورت میں اور اچھے مقصد کے لیے جمع کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کی حیثیت یقیناً خودنوشت سوانح حیات کی نہیں ہوسکتی لیکن جدید تذکروں میں وہ ضرور شمار کی جاسکتی ہے' جس کے پس پردہ خود مولانا کے افکار وخیالات' جذبات واحساسات' رغبت ونفرت اور اربابِ صدق وصفا کے لیے احترام وعقیدت ہے۔

اس کا اسلوب کہیں کہیں خطیبانہ ہے اور پیرایہ بیان دل نشیں لیکن عربیت اور فارسیت کی زیادتی نے کبھی کبھی اور کہیں کہیں اس کی دلکشی اور شیرینی مجروح کردی ہے۔

''الہلال'' کو مولانا آزاد نے دعوت کی حیثیت دی ہے۔ یہ کتاب بھی مولانا کے اسی جذبہ دعوت کو تسکین پہنچاتی ہے۔ اس کے ذریعہ انہوں نے علمائے حق کے عظیم کردار، اعمال اور عزائم پیش کر کے ان کی راہ کو اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔

۱۹۱۲ء میں جب مولانا ابوالکلام آزاد نے ''الہلال'' جاری کیا تھا تو اس وقت انہوں نے محسوس کیا کہ لوگ قرآن کو اس کی حقیقی شکل اور نوعیت میں جاننا چاہتے ہیں لیکن انہیں اس وقت کوئی تدبیر نظر نہیں آئی۔

پھر ۱۹۱۴ء ۱۹۱۵ء میں ان سے سوال کیا گیا کہ ''قرآن کی تعلیم کے لیے کیا کیا جائے۔'' تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکے لیکن اسی وقت سے اس سوال نے انہیں فکر مند کردیا تھا۔ چنانچہ پہلی بار انہوں نے ''البلاغ'' کے صفحات پر ترجمہ، تفسیر اور مقدمہ تفسیر کا اعلان کیا۔ مولانا آزاد کا خیال تھا کہ قرآن کی عام تعلیم کے لیے ترجمہ کافی ہوگا، مطالعہ کے لیے تفسیر ضرورت پوری کرے گی اور اہل علم ونظر کے لیے مقدمہ مفید ہوگا۔

مگر بار بار نظر بند کیے جانے اور خانہ تلاشی کے مرحلوں، ترجمان القرآن کے مسودوں کی ضبطی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بربادی کی وجہ سے مولانا آزاد کو اگرچہ نئی آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن قرآن فہمی کے لیے ترجمہ اور تفسیر کی جو خواہش تھی وہ کسی حالت میں کم نہیں ہوئی۔ چنانچہ وہ اس کی پہلی جلد ستمبر ۱۹۳۱ء میں وہ شائع کرنے میں کامیاب ہوگئے۔(۲)

آزاد اپنی زندگی میں شیخ ابن تیمیہ، ابن القیم اور اس دور کے دوسرے علماء سے کافی متاثر تھے۔ اخیر دور کے حضرت شاہ ولی اللہؒ سے آپ کو بے پناہ محبت وعقیدت تھی، آپ نے ان کی تمام کتابوں کا بغور مطالعہ کیا تھا اور آپ نے اہل ملک کو جس طرح جگانے کے لیے آواز دی تھی، مولانا آزاد پر اس کا گھرا اثر تھا۔ ''الہلال'' و''البلاغ'' نکال کر آپ نے بھی قوم وملک کو جھنجھوڑ دیا تھا اور علمائے کرام اور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دلوں میں صور پھونک دیا تھا۔ جس سے یہ بیدار ہونے پر مجبور ہوگئے تھے۔(۱)

انگریزی حکومت نے اسی پاداش میں آپ کو'' رانچی''میں نظر بند کردیا تھا۔(۲) اس موقع کو مولانا نے نے اپنے لیے غنیمت جانا اور ترجمۂ قرآن کا جو ارادہ چلا آرہا تھا اس کو پورا کرنے کا عزم فرمالیا۔ اس سے پہلے اس پر بہت کچھ کام کر چکے تھے۔ یہاں پورا وقت اپنے اسی کام کی تکمیل پر صرف کیا۔ اس سے پہلے تمام تراجم پر نظر ڈال چکے تھے اور عربی وفارسی کی تمام تفسیریں دیکھ چکے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کے لیے پہلے کافی تیاری کی تھی، پھر ترجمہ کا کام شروع کیا تھا تاکہ جو لکھا جائے پوری بصیرت اور ذمہ داری سے لکھا جائے۔ خود لکھتے ہیں:

> ''کامل ستائیس برس سے قرآن کریم میرے شب وروز کے فکر ونظر کا موضوع رہا ہے۔ اس کی ایک ایک سورت، ایک ایک مقام' ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کیے ہیں کتب تفاسیر کا جتنا مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کا بڑا حصہ میری نظر سے گذر چکا ہے اور علومِ قرآن کے مباحث کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف سے ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو۔(۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ذہن میں یہ بات بھی مرکوز تھی کہ مسلمانوں کی بیداری میں قرآن پاک سے جتنا کام ہوسکتا ہے وہ دوسری کتابوں سے ممکن نہیں۔ ہزار لکھا جائے اور بولا جائے لیکن قرآن پاک میں جو تاثیر قدرت نے دے رکھی ہے وہ کسی کو حاصل نہیں۔ اس طرف بھی ان جملوں میں اشارہ فرمایا:

''میرا یقین ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اور ان کی سعادت کے لیے سرچشمہ حیات قرآنی ابعاث ہے اور میں نے کوشش کی ہے کہ اس سے فہم وبصیرت کا دروازہ ان پر کھل جائے۔''(۴)

مولانا مرحوم نے اس ترجمہ کا نقشہ کلکتہ میں تیار کیا تھا مگر زیادہ توجہ اس وقت ہوئی جب 1916ء میں آپ رانچی تشریف لائے اور قانونی مجبوری کی وجہ سے مسلسل چار سال رہنا پڑا، یعنی 1919ء تک۔(۵)

ترجمہ کی زبان ہلکی پھلکی اور رواں دواں رکھی کہ ہر شخص پڑھ کر آسانی سے سمجھ لے۔ الفاظ سے زیادہ معانی پر نگاہ رکھی کہ جو ترجمہ ہو اسلاف کے ترجمہ کے مطابق ہو اور قرآن کا صحیح مفہوم واضح ہوتا ہو۔ خود تحریر فرماتے ہیں:

''میں نے یہ مطلب اسی سادہ طریقے پر بیان کردیا ہے جو قرآن کے بیان وخطاب کا طریقہ ہے۔''

ترجمہ کرکے اس کا تجربہ کرلیا کرتے تھے کہ اردو پڑھنے والے اس کو روانی سے پڑھ سکیں گے یا نہیں، اس کے ساتھ پڑھ کر سمجھ بھی لیں گے یا نہیں، گویا مخاطب کی پوری رعایت پیش نظر تھی۔ ''البلاغ والہلال'' کا جو طرز تھا ''ترجمان القرآن'' کا طرز بالکل اس سے الگ تھا۔ مولانا نے لکھا ہے:

''میں نے تجربہ کے لیے سورۂ بقرہ کا مجرّد ترجمہ ایک پندرہ برس کے لڑکے کو دیا جو اردو کی آسان کتابیں آسانی سے پڑھ لیتا تھا۔ پھر ہر موقع پر سوالات کرکے جانچا جہاں تک مطلب سمجھ لینے کا تعلق ہے۔ وہ ایک مقام پر بھی نہیں اٹکا اور تمام سوالوں کا جواب دیتا رہا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ترجمہ برائے ترجمہ نہیں ہے، بلکہ منشا یہ ہے کہ عوام وخواص پڑھیں اور پڑھ کر سمجھیں اور سلاست ایسی ہو کہ معمولی اردو خوان بھی پڑھ لے اور عام فہم بھی ایسا ہو کہ غیر معمولی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عام مسلمان بھی سمجھ لے اور کسی کو دقت محسوس نہ ہو۔(۱)

مولانا غلام رسول مہر نے لکھا ہے:

''میری اردو مطبوعات میں ''ترجمان القرآن'' پہلی کتاب ہے جسے لوگوں نے اس ذوق اور عشق کے ساتھ خریدا اور پڑھا ہو۔''(۲)

بلکہ یہ بھی لکھا ہے:

کوئی وجہ نہیں کہ ''ترجمان القرآن'' کافی مقبول عام وخاص نہ ہوا ہو اور ہر پڑھے لکھے نے اس کو پسند نہ کیا ہو اور اس کو دیکھنے اور پڑھنے کی خواہش نہ کی ہو اور جیسے ہو سکا حاصل کر کے نہ پڑھا ہو مگر کچھ عرصہ کے بعد ہندوستان میں سیاسی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔ جب اس کی دوسری جلد بھی شائع ہو چکی تھی پہلی جلد تو سورۃ البقرہ سے لے کر سورۃ الانعام تک مشتمل تھی اور دوسری جلد سورۃ الاعراف سے لے کر سورۃ المؤمنون تک تھی۔ ترجمہ بھی تشریحی نوٹ بھی پہلی جلد کی 1930ء میں اشاعت ہوئی تھی اور دوسری جلد 1936ء میں شائع ہوئی تھی۔(۳)

اس کے ساتھ یہ بھی ضروری سمجھا کہ اس کے ساتھ مختصر ترجمہ اور تشریحی نوٹ بھی ہوں تا کہ پڑھنے والے کو اگر کہیں کسی مسئلہ میں کوئی اشکال پیش آئے تو وہ اس کی مدد سے اپنا اشکال حل کر کے یا جو مفہوم اس کے ذہن میں آئے اس نوٹ سے مقابلہ کر کے دیکھ لے اس نے جو سمجھا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں۔

مولانا آزاد نے خود لکھا ہے:

''کام کی نوعیت کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کے جس قدر اردو و فارسی ترجمے موجود ہیں سب سامنے رکھ لیے جائیں۔ نیز قدیم تفسیر سے بھی چند مقبول و مستند تفسیریں اٹھا لی جائیں۔ پھر کم از کم ایک سورت کا ترجمہ ''ترجمان القرآن'' میں نکال کر ایک ایک آیت کے ترجمے اور شرح کا ان سب سے مقابلہ کیا جائے اور پوری دقیقہ سنجی کے ساتھ دیکھا جائے کہ کون سی بات وہاں کس شکل اور نوعیت میں آئی ہے اور یہاں اس نے کون سی نوعیت اختیار کر لی ہے۔(۴)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا نے اس اعتماد ویقین کے ساتھ اپنا ترجمہ اور تشریحی نوٹ لکھا ہے۔ مولانا اس بات کو محسوس کرتے تھے کہ عوام اتنی محنت نہیں کر پائیں گے اور نہ اہل علم اس ذوق کے متحمل ہوں گے، صرف پڑھ کر گزر جائیں گے۔ بہت کم علماء اور اہلِ علم ایسے ہوں گے جن کی نظر وسیع ہوگی اور ترجمہ وتفسیر سے دلچسپی رکھتے ہوں گے۔ چنانچہ یہ لکھا:

''بہر حال زمانہ اس کا اندازہ شناس ہو یا نہ ہو، مگر مؤلف نے زمانہ کی حالت کا پوری طرح اندازہ کر لیا ہے اور اول دن سے اس پر قانع ہے جو طلب ہے وہ استفادہ وعمل کی ہے اعتراف تحسین کی نہیں۔''(۳)

.....مصنف اپنی محنت وکاوش جس حد تک کر سکتا ہے' اسی کا مکلّف ہے۔ باقی کلمات مدح و تحسین اس سے عام طور پر مؤلفین بے نیاز ہی ہوتے ہیں۔ مصنف کا کام تمام ضروری چیزوں کو سامنے فراہم کرنا ہے۔ عمل کرنا اور فائدہ اٹھانا، پڑھنے والوں اور اہلِ دل کا کام ہے.....تاریخ بتاتی ہے کہ وہ حضرات اہل علم جو واقعی قرآن پاک کا ذوق رکھتے ہیں، مولانا آزاد کی تفسیر وترجمہ سے بہت زیادہ خوش ہوئے' ان کے لیے دعائیں کیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس کے پڑھنے پر متوجہ کیا۔ چنانچہ لوگوں نے بہت ذوق وشوق سے اسے خریدا بھی اور پڑھا بھی۔

جہاں تحسین ہو وہاں تنقید کا دروازہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ لوگوں نے تنقید برائے تنقید کا مذہب اپناتے ہوئے مولانا کے خلاف دشنام طرازی کی ہے تاہم مولانا اخلاق حسین قاسمی نے کتاب ''مولانا آزاد کی قرآنی بصیرت'' لکھ کر ہر ایک حاسدانہ مخالفت کا تذکرہ کیا ہے اور پھر ''ترجمان القرآن'' کی عبارت نقل کر کے اس کی تردید فرمائی۔ یہ حصہ اسی کتاب میں پڑھنے کے لائق ہے۔ اہل علم کو اگر واقعی غلط پروپیگنڈے سے کوئی تشویش پیدا ہوگئی ہو تو ان کو ''قرآنی بصیرت'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ مثلاً: ایک گمراہ کن پروپیگنڈہ یہ تھا کہ ''مولانا عقیدۂ توحید کو کافی سمجھتے تھے اسی وجہ سے نبوت ورسالت کی بحث نہیں کی حالانکہ "ایاك نعبد" کی تشریح میں مولانا کی یہ سطریں موجود ہیں۔ لکھتے ہیں:

''اسلام نے اپنی تعلیم کا بنیادی حکم جو قرار دیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ "أشهد أن لا إله

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إلاّ اللّٰہ وأشھدأن محمداً عبدہ ورسولہ" اس اقرار میں جس طرح خدا کی توحید کا اعتراف کیا گیا ہے ٹھیک اسی طرح پیغمبر اسلام کی بندگی اور درجۂ رسالت کا بھی اعتراف ہے۔غور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ صرف اس لیے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بندگی اور درجۂ رسالت اعتقاد اسلام کی اصل واساس بن جائے۔کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ خدا کی توحید کے ساتھ پیغمبر اسلامی کی بندگی اور رسالت کا بھی اقرار نہ کرے"(۱)

آزاد کے ترجمہ قرآن کی فنی حیثیت:

آزاد شناسوں نے "ترجمان القرآن" کے سلسلے میں اس سوال پر بحث کی ہے کہ آیا یہ محض قرآن کا ترجمہ ہے یا اسے تفسیر بھی کہا جاسکتا ہے۔

غلام رسول مہر نے اسے ترجمہ وتفسیر کے مابین کی ایک درمیانی شے قرار دیا ہے۔(۲)

ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد اسے مفصل ترجمہ اور مجمل تفسیر تسلیم کرتے ہیں۔(۳)

مولانا آزاد نے اس سلسلے میں لکھا ہے:

"ترجمان القرآن" کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اس کی تمام خصوصیات کا اصلی محل اس کا ترجمہ اور ترجمے کا اسلوب ہے۔اگر اس پر نظر رہے گی تو پوری کتاب پر نظر رہے گی۔ اور یہی خزینہ ہے جس میں کتاب کی تمام خصوصیات مدفون ہیں۔.....جس قدر غور وتدبر سے ترجمے کا مطالعہ کیا جائے گا اسی قدر قرآن حکیم کے حقائق اپنی اصلی طلعت وزیبائی میں نقاب ہوتے جائیں گے۔ترجمے کے بعد کتاب کا دوسرا محل تدبر نوٹ ہیں..... ان کی ہر سطر تفسیر کے ایک (پورے) صفحے بلکہ بعض حالتوں میں ایک پورے مقالے کی قائم مقام ہے۔اکثر مقامات میں ایسا ہوا ہے کہ معارف ومباحث کا ایک پورا دفتر دماغ میں پھیل رہا تھا،مگر نوکِ قلم پر پہنچا تو ایک سطر یا ایک جملہ بن کر رہ گیا....."(۴)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ترجمان القرآن'' کے متعلق آزاد نے دبے الفاظ میں انکساری کا جو دعویٰ کیا ہے اس سے قرآنیات میں اس کتاب کا مقام متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آزاد کا بیان ہے:

''ترجمان القرآن'' سے قبل قرآن مجید کے متعدد اردو تراجم موجود تھے۔(۱)

''قرآن کریم کے آٹھویں پارے کے دوسرے رکوع کی ابتدائی تین آیات (سورۃ الانعام آیات نمبر ۱۳۰ تا ۱۳۲) کے ترجمے کا تقابلی موازنہ کرنے پر یہ حقیقت بہ خوبی بے نقاب ہوگئی کہ مولانا آزاد کا ترجمہ دوسرے تراجم کے مقابلے میں سب سے زیادہ بہتر واضح اور مؤثر ہے۔(۲)

مولانا سید اختر علی تلہری نے ''ترجمان القرآن'' پر ایک مفصل مقالہ لکھ کر کتاب کی علمی قدر و قیمت کا اعتراف کرتے ہوئے مؤلف کی صلاحیتوں کو سراہا ہے۔(۳)

''ترجمان القرآن'' کے دیباچے میں آزاد نے اپنے فہم قرآن کے بنیادی تصور پر بھی گفتگو کی ہے۔ ان کے نزدیک قرآن فہمی اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں جس اعلیٰ معیار پر تھی اسے بعد کے مفسرین قائم نہ رکھ سکے۔ لہٰذا قرآن شناسی کے لیے ضروری ہے کہ اس کے معانی و مفاہیم کے قدیم ترین سرچشموں تک رسائی حاصل کریں اور بعد کے مفسرین نے قرآن کے مطالب کے بیان میں لفظی گورکھ دھندوں اور قیاس آرئیوں سے کام لے کر اس کے مفہوم پر جو نقابیں ڈال دی ہیں ان کو دور کر دیا جائے۔(۴)

اور مولانا آزاد نے ''ترجمان القرآن'' کے تفسیری حاشیوں میں جگہ جگہ ان نقابوں کو دور کر کے حقائق قرآنی کی رونمائی فرمائی ہے۔ اصحاب کہف کے واقعے میں اصل حقائق پر سے مولانا نے جس طرح پردے اٹھائے ہیں یا اسی سورت میں ذوالقرنین کی شخصیت کے تعین میں جو بحث کی ہے اس سے یقیناً قرآن فہمی کے نئے دروازے وا ہوئے ہیں۔(۵)

''ترجمان القرآن'' کے مقدمے میں بہ لحاظ نزول سورۃ الحمد کی اولیت کے ثبوت میں جو بحث کی گئی ہے اور اس سلسلے میں جس طریقے اور سلیقے سے روایات کی تطبیق کی گئی ہے وہ بھی آزاد کی قرآن فہمی پر دال ہے اُمّ الکتاب۔(۶)

تحریر دامن وقت میں تفصیل کی گنجائش نہیں ورنہ اس باب میں ''ترجمان القرآن'' کا دامن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثالوں سے پُر ہے۔

اسلوبیاتی محاسن:

''ترجمان القرآن'' کا ترجمہ اور تشریحی نوٹ یہ واقعہ ہے کہ بہت ہی جان دار اور مؤثر ہیں۔ مولانا کے طرز تحریر پر ممتاز اردو دان پروفیسر رشید احمد صدیقی نے بہت اچھا تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''مولانا نے لکھنے کا انداز، لب ولہجہ اور مواد کلام پاک سے لیا جو ان کے مزاج کے مطابق تھا مولانا پہلے اور آخری شخص ہیں جنہوں نے براہِ راست قرآن کو اپنے اسلوب کا سرچشمہ بنایا۔ وہی انداز بیان اور زور کلام اور وعید وتہدید کے تازیانے، جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پہاڑوں پر رعشہ سیماب طاری کر دیتا ہے۔ مولانا کی تحریروں میں وہ نرمی اور نوازش نہ ملے گی جو پیغمبروں کی دعوت میں ملتی ہے جیسا کہ عرض کر چکا ہوں۔ مولانا کی طبیعت پیغمبروں کی دعوت میں ملتی ہے۔ مولانا کی طبیعت پیغمبری کے رول سے اتنی سازگار نہ تھی جتنی خدائی رول سے، خدا پیغمبروں کی طرح انسانوں میں گھلا ملا نہیں ملتا، اس لیے کہ پیغمبروں کی طرح وہ انسانوں میں سے نہیں ہوتا۔''(۱)

مولانا جہاں دنیاوی سیاست سے تعلق رکھتے تھے، اس سے کچھ زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے شغف رکھتے تھے، اپنے مسلمان ہونے پر ان کو فخر تھا۔ رام گڑھ میں کانگریس کیا جلاس ۱۹۴۰ء کی صدارت کرتے ہوئے مولانا نے جو خطبہ پڑھا تھا۔ اس میں برملا فرمایا تھا:

''میں مسلمان ہوں اور فخر کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان ہوں۔ اسلام کی تیرہ سو سال کی شان دار روایتیں میرے ورثہ میں آئی ہیں۔ میں تیاری نہیں کہ اس کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع ہونے دوں۔''(۲)

مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھا ہے:

''بڑی بات یہ ہے کہ ہندسرکار اور ہندو اہل حکومت سے اتنا گہرا اور ہمہ وقتی تعلق رکھنے کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود اکثریت سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوئے اور کسی موقع پر اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے نہ شرمائے۔''(۳)

ہندوستان جیسے محکوم ملک میں مولانا آزاد شرعی تنظیم قیام امارت کے بڑے حامیوں میں تھے اپنے خطبہ صدارت میں انہوں نے کہا تھا:

''امیر وامارت نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑا مفسدہ یہ رونما ہوا کہ ہندوستان سے قضائے شرعی اور قاضی شریعت کا سلسلہ ختم ہوگیا کیونکہ یہ سلسلہ امارت اور امیر کے قیام پر موقوف ہے۔'' (خطبہ صدارت جمعیۃ علماء، لاہور)

''ترجمان القرآن'' میں زکوٰۃ کی جہاں بحث آتی ہے اس میں آپ نے امارت کا مسئلہ ذکر فرمایا ہے لکھتے ہیں:

''تاتاریوں کے غلبہ کے بعد مسلمانوں میں جہاں خیال پیدا ہوا کہ زکوٰۃ اپنے طور پر مسلمان خرچ کر ڈالے.....مگر ساتھ ہی فقہاء نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ جن ملکوں میں اسلامی حکومت قائم نہیں رہی ہے اور اعادہ حالت فوراً ممکن نہیں، وہاں مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ کسی اہل مسلمان کو امیر مقرر کرلیں، تاکہ اسلامی زندگی کا نظام قائم رہے، معدوم نہ ہو جائے۔ اگر اسلامی حکومت کے فقدان سے جمعہ ترک نہیں کر دیا گیا جس کا قیام امام وسلطان کی موجودگی پر موقوف تھا تو زکوٰۃ کا نظام کیوں ترک کر دیا جائے؟ کس نے مسلمانوں کے ہاتھ اس سے باندھ دیئے تھے کہ اپنے اسلامی معاملات کے لیے ایک امیر منتخب کرلیں، یا ایک مرکزی بیت المال پر متفق ہو جائیں.....اسلام نے اجتماعی زندگی کا پورا نقشہ بنایا تھا، جہاں اس کے چند خانے بگڑے سمجھ لو پورا نقشہ بگڑ گیا۔''

عرض یہ کرنا ہے کہ مولانا خود بھی مسلمان تھے اور پوری ملت اسلامیہ کا درد رکھتے تھے اور اسلامی نظام کو کسی حال میں فراموش کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

کوئی شبہ نہیں کہ مولانا آزاد قرآن کا ترجمہ اور تشریحی نوٹ لکھ کر مسلمانوں میں زندگی لانے کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کوشاں تھے اور انہیں خواب غفلت سے چونکانا چاہتے تھے اور یہ طے ہے کہ مسلمانوں کی ہی بیداری اور است روی سے سارے جہاں کے انسانوں میں بیداری اور راست روی قدرت آتی ہے جب تک یہ امت راہ راست پر نہیں آتی دنیا کا نظام درست نہیں ہوسکتا۔ اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور وہ بالکل محفوظ ہے۔

ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''قرآن کا یہی اسلوب تخاطب جو تعقل اور وجدان کی حسین آمیزش سے قارئین کے دل ودماغ کو مسخر کرتا ہے۔ مولانا کے ترجموں اور تفسیری حاشیوں میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ یہ اندازِ بیان مولانا کے رگ وریشہ میں اس حد تک سرایت کر گیا تھا کہ ان کے قلم سے نکلا ہوا ہر جملہ قرآنی طرز بیان کا عکس لیے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ پہلے ہمارے وجدان کو متاثر کرتے ہیں اور پھر ہمارے دل کے دروازے سے داخل ہو کر ہمارے دماغ تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کو منور کر دیتے ہیں.....''(۱)

''ترجمان القرآن'' مولانا آزاد کی نثر کے اسلوبیاتی مطالعے میں بھی ایک نئی منزل کی نشان دہی کی تھی۔ اس کتاب میں آزاد نے اس سادہ وپُر اثر اسلوبِ نگارش سے کام لیا ہے جو آیاتِ قرآنی سے سادگی میں ہم آہنگ محسوس ہوتا ہے۔ مولانا کی ابتدائی تحریروں میں کہیں کہیں سہل نگاری کا رجحان مل ضرور جاتا ہے مگر یہ قدرے دبا دبا رہتا ہے۔(۲)

''الہلال'' البلاغ'' اور ''تذکرے'' میں آزاد نے جس اسلوب کو برتا وہ سہل نگاری سے زیادہ ادبی مرصع کاری، جوش وخروش اور الفاظ کی گھن گرج کے رجحان سے معمو ہے۔ اسلوبِ آزاد میں سہل نگاری کا رجحان ''ترجمان القرآن'' میں پہلی بار بھر پور طور پر نمودار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ آزاد قرآن فہمی کو عام بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ صاف، سلیس اور سہل اسلوب برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ بعد کو اسلوب کی اسی سلاست نے ''غبارِ خاطر'' کے اوراق کو بھی حسن عطا کیا۔

مولانا آزاد نے قرآن مجید کے مطالعے میں اس درجہ انہماک سے کام لیا کہ ان کی تحریروں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریروں کے مواد اور اسلوب دونوں ہی قرآنی اسلوب سے متاثر ہوگئے۔ مواد واسلوب میں اتحاد واشتراک کا یہ حسین سنجوگ مولانا کی تقریروں اورتحریروں کے مواد اور اسلوب دونوں ہی قرآنی اسلوب سے متاثر ہوگئے۔مواد واسلوب دونوں ہی قرآنی اسلوب سے متاثر ہوگئے ۔مواد واسلوب میں اتحاد واشتراک کا یہ حسین سنجوگ مولانا کی تقریروں اورتحریروں کو جس جلال وجما سے معمور کترا ہے۔ وہ ابو الکلام کو ایسے منفرد اسلوب کا مالک بنا دیتا ہے، جو صرف انہیں کا حصہ بن گیا۔ ابوالکلام کی نثر میں قرآنی لب ولہجہ کی کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے سجاد انصاری نے لکھا تھا: ''میرا عقیدہ ہے کہ اگر قرآن نازل نہ ہو چکا ہوتا تو .....مولانا ابوالکلام کی نثر اس کے لیے منتخب کی جاتی۔'' (۱)

''ترجمان القرآن'' آزاد کے ادبی سفر کی درمیانی منزل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی پہلی جلد''ترجمان القرآن'' کے عنوان سے دفتر ترجمان قرآن دہلی سے پہلی بار ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی تھی۔(۲)

غبار خاطر جو ترجمان کے بہت بعد پہلی بار مئی ۱۹۴۶ء میں چھپی تھی آزاد کے آخری اہم اردو کتاب مانی جاتی ہے۔''غبار خاطر'' میں کئی مقامات پر''ترجمان القرآن'' کی عبارات ونکات کے نقوش صاف صاف نظر آتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ترجمان نے آزاد کی بعد کی کتاب ''غبار خاطر'' کو بھی متاثر کیا ہے۔ اس سلسلے میں صرف ایک مثال پیش ہے۔''ترجمان القرآن'' کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''جس دنیا میں سورج ہر روز چمکتا ہو، جس دنیا میں صبح ہر روز مسکراتی اور شام ہر روز پر وہ شب میں چھپ جاتی ہو، جس کی راتیں آسمان کی قندیلوں سے مزین اور جس کی چاندنی حسن افروزیوں سے جہاں تاب رہتی ہو، جس کی بہار سبزہ وگل سے لدی ہوئی اور جس کی فصلیں لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے گراں بار ہوں، جس دنیا میں روشنی اپنی چمک، رنگ، اپنی بوقلمونی، خوشبو، اپنی عطر بیزی اور موسیقی، اپنا نغمہ وآہنگ رکھتی ہو۔ کیا اس دنیا کا کوئی باشندآسایش حیات سے محروم اورنعمت معیشت سے محروم ہوسکتا ہے؟'' (۳)

''ترجمان القرآن'' کی اس خوش بیانی کی گونج ''غبار خاطر'' کی درج ذیل عبارت میں واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس قید خانے میں صبح ہر روز مسکراتی ہو، جہاں شام ہر روز پردۂ شب میں چھپ جاتی ہو، جس کی راتیں کبھی ستاروں کی قندیلوں سے چگمگانے لگتی ہوں کبھی چاندنی کی حسن افروزیوں سے جہاں تاب رہتی ہوں، جہاں دوپہر ہر روز چمکے، شفق ہر روز نکھرے، پرندے ہر صبح وشام چہکیں، اس قید خانہ ہونے پر بھی عیش ومسرت کے سامانوں سے خالی کیوں سمجھ لیا جائے؟''(۱)

مولانا ترجمان القرآن کا خاتمہ بھی تحریر کرنا چاہتے تھے۔ اپنے ہی الفاظ میں فرماتے ہیں:

''ترجمان القرآن کے خاتمہ میں قرآن کے فارسی، اردو اور یورپ کے تراجم پر تبصرہ کیا گیا ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکے گا کہ اس مرحلے کی مشکلات کیا کیا تھی، اور وہ کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے آج تک قرآن کے تراجم میں وضاحت اور دل نشینی پیدا نہ ہوسکی۔''(۲)

ہم مولانا آزاد کے امتیازی اسلوب کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ترجمہ قرآن کے تین طریقے ہیں:

۱۔ پہلا طریقہ ٹھیٹھ ترجمہ کا ہے۔ جس کی نوبت درسی ضرورت کے تحت آتی ہے۔ اردو میں اس کا مکمل نمونہ شاہ رفیع الدین دہلویؒ کا ترجمہ قرآن ہے۔

۲۔ دوسرا طریقہ بول چال کی ٹکسالی زبان میں ربط مضمون کا خیال رکھ کر ترجمہ کا ہے۔ اس کا قدیم معتبر نمونہ شاہ عبدالقادر دہلویؒ کا ترجمہ موضح القرآن ہے اس قید کے ساتھ کہ شاہ صاحب کے دور میں عام فہم اور بامحاورہ زبان کا جو روپ تھا اس کو آئندہ کئی منزلوں سے گزر کر نکھرنا اور درجہ کمال تک پہنچنا تھا۔

۳۔ تیسرا طریقہ اردو زبان کے خدوخال کا پوری طرح نمایاں ہونے کے بعد کا ہے کہ بامحاورہ ورائج زبان میں معنی خیز ومطلب آمیز ترجمہ کیا جائے۔ یہ بنیادی طور پر دوسرے طریقہ کا ترقی یافتہ نمونہ ہے اس اضافی امتیاز کے ساتھ کہ اس میں مطلب آموز حصہ ربط مضمون کی ظاہری سطح سے نیچے اتر کر زیادہ گہرائیاں لیے ہوتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ اس کا پہلا عملی نمونہ ہے۔ اس میں قوسین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا استعمال ہوتا اور جابجا حاشیوں کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ اسے خواہ آزاد ترجمہ کہیے یا آزاد ترجمانی۔

آزاد ترجمہ کی ایک سے زیادہ قسمیں مترجم کی وسعت نظر وتعمق فکر کے لحاظ سے ہوسکتی ہیں۔ لیکن ان میں اصل فرق، متن سے ترجمہ کی نزدیکی یا دوری کے اعتبار سے پیدا ہوتا ہے اس کا اندازہ ایک ہی نص قرآنی کے درج ذیل تراجم سے لگایا جاسکتا ہے۔

عربی زبان کے معیار کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دنیا کے دور دراز گوشوں میں آغاز اسلام سے اب تک یکساں بلند رہا جس کا سب سے بڑا سبب قرآن پاک کی غیر متبدل زبان وبیان اور اس کے معانی ومطالب کا عالم گیر اثر ونفوذ ہے۔ ان قوموں سے قطع نظر، جن کی مادری زبان عربی، بے شمار ایسے مہمان ہیں جن کی مادری زبان کچھ اور ہے، لیکن کلام پاک کی تلاوت وترتیل، اور وظائف کے التزام، مذہبی فرائض بجالانے اور شعوری یا غیر شعوری طور پر روزانہ زندگی میں عربی فقروں کے زبان زد ہوتے رہنے سے عربی ان کی زندگی میں دخیل اور ان کے ذہنوں میں پیوست ہوگئی ہے۔ ان کے علاوہ مسلمانوں کے چھوٹے بڑے بے شمار عربی مدراس ہیں جہاں قدیم زمانے سے آج تک اس کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ اب سے پہلے مسلمانوں کی علمی، تصنیفی اور ادبی زبان بھی عربی تھی۔ ایک حد تک فارسی کو بھی یہی درجہ حاصل ہے۔

یہاں عربی وفارسی زبان کی خوبیوں پر تفصیل سے گفتگو کرنا مقصود نہیں ہے۔ بتانا صرف اتنا ہے کہ عربی میں کلام پاک کا ہونا عربی زبان کی شہرت اور بقا کی ایسی ضمانت ہے جس کو زوال نہیں اور اس زبان کا صحیح عمل دخل جہاں کہیں جس زبان اور قوم میں ملے گا ان میں حسب استعداد عربی زبان اور عرب قوم کی زبان اور توانائی بھی ملے گی۔

مولانا آزاد کا یہ کام دوسرے علمی ادبی کاموں میں دینی خدمات کے لحاظ سے افضلیت رکھتا ہے۔ اگرچہ حالات نے اس کام کو مکمل ہونے نہیں دیا لیکن بلاشبہ اس کی دینی، علمی اور ادبی حیثیت برابر رہے گی۔

اس میں مولانا آزاد نے بعض ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن سے عام مفسرین سرسری گزر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔مولانا نے انہیں وضاحت سے دلائل کے ساتھ دلنشیں انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ان کے مطالعہ کی وسعت اور دقت نظر کا ثبوت ملتا ہے۔

جہاں تک ترجمہ کا تعلق ہے چونکہ مولانا عربی فارسی میں بڑی اچھی صلاحیت کے مالک تھا، اس لیے وہ اس کام سے نہایت خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوئے ہیں، انہوں نے ترجمہ کو محض لفظی ترجمہ رہنے نہیں دیا ہے اس میں وہ انداز اختیار کیا ہے کہ قاری کو مطالب تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے اسلوب عالمانہ، زبان شستہ اور عام فہم لیکن پروقار استعمال کی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے تفسیر سورۂ فاتحہ میں سورت کی اہمیت اور خصوصیت بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ قرآن کی سب سے پہلی سورت ہے، اس لیے ''فاتحۃ الکتاب'' کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ جو بات زیادہ اہم ہوتی ہے قدرتی طور پر پہلی اور نمایاں جگہ پاتی ہے یہ سورت قرآن کی تمام سورتوں میں خاص اہمیت رکھتی تھی، اس لیے قدرتی طور پر اس کی موزوں جگہ قرآن کے پہلے صفحہ ہی میں قرار پائی۔''(۱)

مولانا سعید اکبر آبادی کا یہ کہنا بجا ہے:

''مولانا ابو الکلام آزاد نے اردو ادب کے چمن میں حسن انشاو بیان کے جو پھول کھلائے ہیں یوں تو سب ہی سدا بہار ہیں لیکن مستقل تصنیف کی حیثیت سے قرآن مجید کی تفسیر ''ترجمان القرآن'' مولانا کی تمام علمی اور ادبی تحریروں میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔قلم کی توانائی، اجتہاد فکر، وسعت نظر ومطالعہ اور جذبہ تحقیق وتدقیق مولانا کی وہ خصوصیات ہیں جو ان کی ہر علمی وادبی تحریر میں نظر آتی ہیں۔لیکن مولانا کی یہ خصوصیات اس کتاب میں جابجا نمایاں ہیں۔''(۲)

ترجمان القرآن میں سے آیات بینات کے ترجمہ کے نمونے

﴿ اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ ﴾ (النساء: ۳، ۴)

ترجمہ: عورتیں مرد کے زیر اثر ہیں۔(مسلمان عورت، ص:۵۸، مکتبہ جمال، لاہور۔طبع ۲۰۰۶۔)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴾ (۳۷.۴۱۰)

ترجمہ: اور یقیناً اس میں اس شخص کے لیے نصیحت (آموزی کا درس عبرت موجود ہے جس کے پاس دل ہے۔ متوجہ ہو کر (اس کی طرف) کان رکھے۔

(بحوالہ مقام دعوت، ص: ۵۵۔ مکتبہ جمال، لاہور۔ مکتبہ ۲۰۰۶ء)

قولہ: ﴿ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾

(شعراء: ۲۶.۱۶۴)

ترجمہ: میں اپنی خدمتوں کا کوئی معاوضہ کم سے نہیں چاہتا، میری مزدوری کے اجر ومعاوضہ کے حساب وکتاب کی جگہ رب العالمین ہے۔

(کتاب مقام دعوت، ص: ۵۴، مکتبہ جمال، ۲۰۰۶ء)

قولہ: ﴿ فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴾

ترجمہ: پھر (افسوس ان لوگوں کی حالت پر) ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ہو۔ یہ سمجھے بوجھے کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی ..... ﴾

حقیقت میں نماز تمام بداخلاقیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ ص: ۷۵

قولہ: ﴿ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ﴾

ترجمہ: ''اور اللہ کی راہ میں جان لڑا دو اس راہ میں جان لڑا دینے کا جو حق ہے پوری طرح ادا کرو۔''

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ﴾

ترجمہ: ''لیکن پھر ان کے بعد ایسے ان کے ناخلف جانشیں ہوتے، جنہوں نے نماز کی حقیقت کھودی اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے سو قریب ہے کہ ان کی سرکشی ان کے آگے آئے۔''

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ..... ﴾

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''اور تم سے پوچھتے ہیں راہ حق میں خرچ کریں تو کیا خرچ کریں ان سے کہہ دو جس قدر (تمہاری ضروریات معیشت سے) فاضل ہو۔'' (ترجمان القرآن، ص:۲۱۸)

اوقات نماز:

قولہ: ﴿ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ ﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر) نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے کل (یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء) کے وقتوں میں نیز صبح کی تلاوت قرآن یعنی صبح کی نماز) بلاشبہ تلاوت قرآن ایک ایسی چیز ہے جو خصوصیت کے ساتھ دیکھی جاتی ہے۔ (بحوالہ، حقیقت الصلوٰۃ، ص:۵۷)

قولہ: ﴿ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَنُصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنتُمْ فَاعِلِينَ..... ﴾

ترجمہ: تو انہوں نے (آپس میں) کہا کہ اگر تم میں کچھ ہی ہمت ہے تو آؤ اس آدمی کو آگ میں ڈال کر جلا دیں اور ایسے معبودوں کا بول بالا کر دیں۔ (بحوالہ امر بالمعروف، ص:۱۹۴۶، الہلال بک ایجنسی فاروق گنج، بیرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور)

قولہ: ﴿ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴾ (۱۷.۳۵)

ترجمہ: جب کسی چیز کو تولو، تو ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو (یعنی وزن میں دھوکا نہ ہو) یہی طریق خیر اور نیک انجام۔ (بحوالہ: امر بالمعروف، ص:۳۳)

﴿ فَإِنَّهَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ ﴾ الآية

ترجمہ: ''حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں (جو سروں میں) دل اندھے ہو جائے میں جو سینوں کے اندر پوشیدہ ہیں۔''

(قرآن:۲۲۔۴۶)

قولہ: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾

ترجمہ: ''بے شک ہم ہی نے اس دین حق وصداقت کی دعوت دنیا میں بھیجی اور ہم ہی ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ہمیشہ اس کے محافظ وناصر ہوں۔''

قولہ : ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ..... ﴾

ترجمہ:''اور رحم کرنے والے خدا کے رحم طینی بندے وہی ہیں جو زمین پر نہایت فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور جاہل ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو سلام کر کے الگ ہو جاتے ہیں۔'' (الفرقان:۲۵۔۴۵)

قولہ: ﴿ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٌ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ﴾ (۴۲.۳۸)

ترجمہ:''اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی سے کرو۔'' (امر بالمعروف،ص:۵۰)

تفسیری میلان:

قولہ: ﴿ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْ..... ﴾

ترجمہ:''اپنے نفس کو الزام سے نہیں بچاتی بے شک میرا نفس برائی پر آمادہ کرنے والا ہے۔

امر بالمعروف، ۶۱۔ یہاں یہ اشارہ دیا کہ قول عزیز مصر کی بیوی کا ہے نہ کہ یوسف علیہ السلام، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ (امر بالمعروف ۱۵۔۹،ص:۹۵)

تعریف (الآیات):

قولہ: ﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ تَصَرِّفُ الْأَيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ..... ﴾

ترجمہ''دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح پھیر پھیر کر مختلف صورتوں اور مختلف اطراف ونتائج کے ساتھ بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ سمجھیں اور عقل وبصیرت استعمال کریں۔'' (امر بالمعروف:۱۲۴۔۶۔۶۵)

بالکل ، اللہ تعالیٰ نے قرآن فہمی کے باب میں انہیں خاص ملکہ عطا کیا، وہ زمانہ حاضر کی فکری تحریکوں کو بخوبی سمجھتے اور قرآن کو ہر زمانے کی پیچیدگیوں کا حل قرار دے کر انسانی معاشرے کو اس کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں۔ وہ قرآن کی ابدی دعوت پر نظام کائنات کی اساس رکھتے ہیں، ان پر بفضل ایزدی علم القرآن کے دروازے اس طرح کھلے ہیں کہ ان کے لیے کوئی سی راہ مسدود ومنقطع نہیں، ان کی آواز قرآن کی آواز ہے۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقم: ''مولانا کے ترجمہ وتفسیر میں بڑی خوبی کیا ہے؟ اور وہ کونسا پھلو ہے جو دوسرے تراجم وتفاسیر کے مقابلے میں منفرد ہے''

مولانا: ''ان کے ترجمہ وتفسیر کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ قرآن ہی کی زبان میں خطاب کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے، ان کے الفاظ الوہیت اور نبوت کا جامہ پہنے ہوئے ہیں اور یہ صرف اللہ کی دین ہے، دوسرے تراجم جو اب تک ہندوستان میں ہوئے ، وہ قرآن کے الفاظ میں لغوی وتحتانی ترجمہ ہیں، ان میں قرآن کے شکوہ کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ عربی الفاظ کا ترجمہ اردو الفاظ میں کیا گیا ہے، مطالب کی طاقت وپہنائی اوجھل ہوگئی ہے۔ آزاد کی تفسیر محض مقامی یا محض اسلامی نہیں، بین الاقوامی وبین الملی ہے، وہ الٰہیاتی زبان میں کائنات کو خطاب کرتے ہیں:

راقم: ''اب میں ان کا مقام کیا ہے''؟

مولانا: ''فی الواقعہ وہ ایک سحر طرز ادیب ہیں، ان کا قلم تلوار ہے، وہ قرن اوّل کے غزوات کی چہرہ کشائی کرتے اور عصر حاضر کی رزم گاہوں میں مسلمانوں کی فتح مندیاں ڈھونڈتے ہیں۔ ان کا اسلوب بیان بے مثال ہے آدمی ان کے الفاظ سے مسحور ہوتا اور مطالب میں ڈوب جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ نکتہ آفرینی کے اعتبار سے اس وقت ہندوستان بھر میں اپنی نظر نہیں رکھتے۔ قلم کی نزاکت اور قلم کی طاقت مید، فیاض نے ان کے لیے ارزاں کردی ہے۔''

راقم: ''ان کی زبان عوام کے لیے مشکل ہے۔''

مولانا: ''کوئی زبان مشکل نہیں۔''

''ترجمان القرآن'' وہ آئینہ ہے جس میں مولانا آزاد کی علمی ، دینی اور ادبی شخصیت پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ملتی ہے۔

قیس سا پھر نہ اٹھا بنی عامر میں
فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ قرآن کریم از مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر ☆

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ:

حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ نے ایک نازک اور پرآشوب دور میں دین حق کی خدمت، اشاعت کتاب وسنت، کفروشرک کا قلع قمع کرنے، مسلمانوں میں علمی، سیاسی اور مذہبی اتحاد و یک جہتی کا احساس پیدا کرنے کے لیے ۱۸۶۸ء میں اس عالم فانی میں آنکھیں کھولیں۔ اُن کی پیدائش حریت پسندوں کے مشہور شہر امرتسر میں ہوئی۔(۱)

آپ کا تعلق کشمیری پنڈتوں کے منٹو خاندان سے تھا۔ اصل وطن کشمیر کا علاقہ ڈور تحصیل اِسلام آباد (انت ناگ) ضلع سرینگر تھا۔ آپ کے والد ماجد شیخ خضر جو پشمینہ کی تجارت کرتے تھے ۱۸۶۰ء میں ڈوگرہ راج کی ستم کاریوں سے تنگ آکر بغرض تجارت امرتسر چلے آئے اور وہیں سکونت اختیار کی۔(۲)

سات سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ مولانا کے بڑے بھائی رفوگری کا کام کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کو بھی اس فن سے روشناس کروایا۔ آپ نے محنت اور ہونہاری سے جلد ہی اس فن میں مہارت حاصل کر لی۔(۳)

مولانا کی زندگی میں انقلاب لانے والے اوران کی تعلیم وتعلم کی طرف رغبت دلانے والے ایک

☆ ڈائریکٹر، سیرت چیئر وچیئرمین شعبہ علومِ اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم تھے جو اپنا ایک قیمتی چغہ رفو کروانے کے لیے اُن کے پاس آئے۔ آپ نے چغہ مہارت کے ساتھ رفو کیا، وہ اس پر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مولانا سے دینی باتیں چھیڑ لیں۔ مولانا امرتسریؒ کے معقول جوابات سن کر وہ عالم بہت زیادہ متاثر ہوئے تو انہوں نے مولانا سے پوچھا کہ آپ نے کہاں تک تعلیم حاصل کی؟ تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔

اس عالم کو جواب دیا کہ میں پڑھا لکھا تو نہیں ہوں۔ میری کم سنی میں ہی والدین فوت ہو چکے تھے اس لیے پڑھ نہیں سکا۔ انہوں نے فرمایا: تم بہت ذہین ہو، حصول علم کی صلاحیت بھی موجود ہے، اگر تم نے اپنے آپ کو دینی علوم سے مزین نہ کیا تو خود پہ ظلم کرو گے۔ یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے لیکن اس نوجوان کے ذہن میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا ہو گیا۔ انہوں نے رفوگری کے ساتھ ساتھ ابتدائی کتابوں کا سبق مولانا احمد اللہؒ سے شروع کیا۔ (۴) تھوڑے ہی عرصے میں خداداد ذہانت کی بنا پر شرح جامی، قطبی اور چند دیگر کتابیں پڑھ لیں۔ رفوگری کو ترک کر کے استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۱۸۸۹ء میں مولانا امرتسریؒ نے حدیث کی سند حاصل کر لی۔ پھر انہوں نے شیخ الکل حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کی شاگردی اختیار کی۔ پھر سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم میں تحصیل علم کے لیے گئے اور وہاں سے سند حاصل کرنے کے بعد آپ دیوبند چلے آئے۔ اسی طرح انہوں نے ہندوستان میں مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے فیض حاصل کیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ہندوستان کے تین مدارس جو کہ تین مسالک، اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی مکتب فکر کے نمائندہ تھے، سے فارغ التحصیل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ تعلیم سے فراغت پائی تو مولانا احمد اللہ امرتسریؒ نے انہیں مدرسہ تائید الاسلام میں صدر مدرس کی حیثیت سے بلا لیا (۵)۔ پھر ۱۸۹۸ء میں مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۰۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا (۶)۔

مولانا کے اندر قدرت کی طرف سے ہی مناظرے کی خداداد صلاحیت موجود تھی۔ انہیں جب رفوگری سے فرصت ملتی تو پادریوں، آریوں اور دیگر غیر مسلم سکالرز سے مذہبی گفتگو و مباحثے چھیڑ لیتے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدلل دلائل اور خوش بیانی سے اکثر حریف کو قائل کر لیتے (۷)۔

خود مولانا کا بیان ہے کہ ''میری طبیعت طالب علمی کے زمانے سے ہی مناظروں کی طرف مائل تھی، اس لیے تدریس کے علاوہ عیسائی، آریہ اور قادیانیوں کے علم الکلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ ہوا، بفضلہٖ تعالیٰ میں نے ان میں کافی واقفیت حاصل کر لی'' (۸)۔

حضرت مولانا امرتسریؒ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کی سچی تصویر تھے۔ مخالف وموافق، دوست ودشمن کے ساتھ احسان ومروت سے پیش آتے تھے۔ عفو ودرگزر اور انتقام نہ لینا آپ کی اعلیٰ صفات میں شامل تھا۔ آپ مجلس کے آداب کا بہت زیادہ خیال کرتے تھے۔ آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو اعلیٰ وممتاز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کرتے۔ اگر اہل مجلس آپ کو امتیازی جگہ پر بٹھانا چاہتے تو بھی عام طور پر انہیں کے ساتھ فرش پر بیٹھ جاتے۔ اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اور اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہوتی تو اس کی بڑے پیارے انداز میں مدد فرما دیتے تھے (۹)۔

آریہ سماج نے مسلمانوں کے خلاف شدھی کی تحریک چلائی اور اپنی اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے انہوں نے ہندوستان میں ہندو دھرم کے پرچار کے لیے شاخیں کھول دیں۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو یا تو ہندو بنا لیا جائے یا پھر ختم کر دیا جائے۔ مولانا امرتسریؒ نے اس سلسلے میں ایک طرف کلکتہ، حیدرآباد دکن اور دوسری طرف مدراس تک کے دور دراز علاقوں کے سفر اختیار کیے اور اس تحریک کو ناکام کر دیا (۱۰)۔

مولانا ثناءاللہؒ ایک کثیر التصانیف عالم تھے۔ آپ کی علمی کاوشوں کی تفصیل یوں ہے۔

نمبر شمار	موضوعات	تعداد
۱۔	تفاسیر قرآن مجید ومتعلقات	۷
۲۔	تردید عیسائیت	۶
۳۔	تردید آریہ	۳۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔	تردید قادیانیت	۳۶
۵۔	تردید مقلّدین جامدین	۱۱
۶۔	حمایت اہلحدیث	۵
۷۔	تنقیدی کتب	۱۰
۸۔	عامۃ المسلمین اور اسلامی کتب	۹
۹	علمی وادبی تصانیف	۱۵
	میزان جملہ کتب	۱۳۱

مولانا امرتسری کی تفسیری خدمات:

مختلف میدانوں میں بیک وقت کام کرنے کے ساتھ ساتھ اور مختلف فرقوں سے چومکھی لڑائی لڑنے کے ساتھ ساتھ مولانا تفسیر نویسی جیسی عظیم وجلیل دینی خدمت سے غافل نہ رہے بلکہ قرآن کی مختلف انداز سے باقاعدہ ۴ تفسیریں اردو وعربی میں لکھیں۔اس کے علاوہ علوم القرآن پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ جو چار تفسیریں لکھی ہیں۔ان میں دوعربی میں اور دواردو زبان میں ہیں۔ دو پایۂ تکمیل کو پہنچ کر بہت مقبول ہوئیں اور دو ناقص ہی رہ گئیں۔(۱۲)

ا۔تفسیر ثنائی (اُردو):

ہندوستان میں لکھیں گئی تفاسیر مسلمانوں کو قرآن سمجھنے میں مدد تو ضرور دیتی تھیں، لیکن یہ نہ سمجھاتی تھیں کہ ان کے دین وعقیدہ پر مذکورہ فرقوں کے اعتراضات کا جواب کسی طرح دیا جائے۔آریہ،عیسائی اور قادیانی کو لاجواب کس طرح کیا جائے۔

مولانا ثناء اللہ چونکہ مناظر اسلام تھے، ان کا مختلف فرقوں سے ہر وقت واسطہ رہتا تھا، اسلام کے دفاع میں ان سے چومکھی لڑائی لڑتے۔لہٰذا انہوں نے تفسیر ثنائی میں قاری کی قرآن فہمی کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی پورا پورا جواب فراہم کر دیا ہے کہ وہ مخالفین اسلام کا (منکرین حدیث،آریہ وعیسائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ) مسکت ومدلل جواب دے سکے اوران کی بھرپور گرفت کر سکے۔(۱۳)

تفسیر ثنائی آٹھ جلدوں میں متعدد بار شائع ہوکر کافی شہرت ومقبولیت حاصل کر چکی ہے۔اس کے مجموعی صفحات ۱۵۰۰ سے زائد ہیں، اس کا پہلا ایڈیشن، حسب ہدایت مولانا امرتسری ۱۳۱۳ھ میں امرتسر سے شائع ہوا۔

اس طرح ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں تفسیر ثنائی کی پہلی جلد منظر عام پر آئی اور ۲۹ رمضان ۱۳۴۹ھ/۸ فروری ۱۹۳۱ء کو اس تفسیر کی آخری جلد شائع ہوکر پایہء تکمیل کو پہنچی۔اس تفسیر کو عوام وخواص دونوں میں بے حد قبول عام حاصل ہوا، یہ تفسیر مختصر مگر جامع ہے اور اس میں مناظرانہ ومتکلمانہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔(۱۴)

۲۔تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی):

آپ نے اس تفسیر میں قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے کی ہے ،بعض جگہ احادیث اور دوسری تفاسیر کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ دنیا بھر کے علماء نے اس تفسیر پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا بعض مدارس نے اسے داخل نصاب کرلیا۔جامعۃ ازہر، قاہرہ کے نصاب میں بھی شامل رہی۔

۳۔آیاتِ متشابہات:

اس کتاب میں تفسیر کے آداب، اسالیب اور اصول وقواعد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ بیان القرآن علی علم البیان (عربی):

اسے آپ نے عربی ادب، علوم لسانیہ، صرف ونحو، لغت، معانی وبیان وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر لکھا۔ تفسیر کے شروع میں متعدد اصول وقواعد کا ذکر کیا گیا ہے اوران کی مثالیں قرآن سے دی گئی ہیں۔تاہم یہ نادر تفسیر مکمل نہ ہوسکی۔

۵۔تفسیر بالرائے (اُردو):

۶۔ بُرھان التفاسیر بجواب ''سلطان التفاسیر'':

یہ تفسیر پادری سلطان محمد پال کی سورۂ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے ابتدائی سولہ رکوع پر مشتمل تفسیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سلطان التفاسیر'' کا جواب ہے۔ جو مئی ۱۹۳۳ء تا مئی ۱۹۳۵ء اِکیاسی (۸۱) قسطوں میں مجلّہ ''اہل حدیث'' امرتسر میں شائع ہوتی رہی۔

۷۔ تشریح القرآن:

اس کتاب میں قرآن کریم کے چیدہ چیدہ مقامات کی بڑی عمدہ تشریح کی گئی ہے(۱۵)۔

مولانا امرتسریؒ ان تصنیفات کے علاوہ درس قرآن کا بھی اہتمام کرتے تھے جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں ''میں روزانہ نماز فجر کے بعد درسِ قرآن دیتا جو ایک گھنٹے تک جاری رہتا'' جس مسجد میں درس دیتے وہ مولانا کے رہائشی مکان کے سامنے تھی(۱۶)۔

مولانا فرماتے ہیں ''یوں تو میری سب تصنیفات قرآن ہی کی خدمت میں ہیں مگر خاص تفسیر نویسی سے بھی میں غافل نہیں رہا۔ روزانہ درس قرآن کے علاوہ پہلے میں نے تفسیر ثنائی غیر مسبوق طرز لکھی جو آٹھ جلدوں میں ختم ہو کر ملک میں شائع ہو چکی ہے''(۱۷)۔

آپ فتویٰ دیتے ہوئے قرآن وسنت کو سامنے رکھتے تھے۔ اِن فتاویٰ پر مشتمل ''فتاویٰ ثنائیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ جو دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ انہوں نے جماعت اہل حدیث کو منظّم کرنے کا سب سے پہلے پروگرام بنایا پھر اس کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں اور صوبوں میں اہل حدیث انجمنوں اور جماعتوں کے قیام کا بھی اہتمام کیا۔ مولانا ثناء اللہؒ امرتسری کی قیادت میں جمعیت علمائے ہند، مسلمانان ہند کی سیاسی راہنمائی کے لیے وجود میں آئی۔ مولانا ایک عرصہ تک ندوۃ العلماء کے بھی رکن رہے۔ وہ کبھی کبھی قومی مجلسوں میں بھی شرکت کرتے تھے، اسی طرح تقابل مذاہب کے سلسلہ میں کسی مجلس یا جلسہ کا اہتمام ہوتا تو وہ اس میں بھی شریک ہو جاتے(۱۸)۔

انگریز نے جب ہندوستان کو ہندوستانیوں کے حوالے کرنے کا اعلان کر دیا تو مولانا ثناء اللہؒ امرتسری نے ایسے ناسازگار حالات میں بھی رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے امن کمیٹیوں کے ساتھ پورا تعاون کیا۔ محلّہ محلّہ جا کر لوگوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی۔ پھر ایسا وقت آ گیا کہ مسلمانوں کے خون سے بے مثال ہولی کھیلی گئی۔ ان ہنگامی حالات میں اجلاس ہوتے رہے۔ ایک جلسے میں مولانا اور ان کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹا شریک تھے کہ بم دھماکہ سے ان کا بیٹا شہید ہوگیا۔ وہ اپنے اس اکلوتے بیٹے کا خود جنازہ پڑھانے اور دفنانے کے بعد اور اپنا ایک بہت بڑا کتب خانہ ہندوستان میں ہی چھوڑ کر لاہور ہجرت کر آئے۔ بعد ازاں سرگودھا سکونت اختیار کر لی۔ ان کے امرتسر سے نکلنے کے بعد ان کے گھر بار اور کتب خانہ کو لوٹ کر آگ لگا دی گئی۔ مولانا پاکستان آ کر بھی تبلیغی مشن کو عملی جامہ پہناتے رہے۔ ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو ان کے دائیں جانب پر فالج ہوا۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو اس دار فانی کو الوداع کہہ گئے(۱۹)۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

ثنائی ترجمہ کا جائزہ:

پاک وہند میں قرآن حکیم کے اردو تراجم کے آغاز کار سے عام طور پر دو طرح کی ترتیب کے تراجم رائج ہوئے ایک قسم تحت اللفظ تراجم کی، دوسری قسم بامحاورہ تراجم کی ہے۔ دوسری قسم میں اسلوب کے ابلاغ کو اصل اہمیت حاصل ہوتی ہے اور قرآن حکیم کے پیغام کو اس کے زور بیان کے ساتھ اردو میں منتقل کرنے کی کوشش کارفرما ہوتی ہے۔ تراجم میں سلاست وروانی کے باعث قاری کے لیے قرآن کا پیغام سمجھنا آسان ہوتا ہے، دوسری زبان میں تراجم کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، تاہم ان بامحاورہ تراجم میں دشواری یہ ہوتی ہے کہ ان میں قرآن مجید کے الفاظ کہیں اور ان کا ترجمہ کہیں اور کیا جاتا ہے، جس سے قاری کے لیے یہ جاننا مشکل ہوجاتا ہے کہ وہ جن الفاظ کا ترجمہ پڑھ رہا ہے وہ الفاظ کیا ہیں؟ یہ دشواری تحت اللفظ تراجم کے قارئین کو پیش نہیں آتی۔ اس اسلوب کی نمائندہ تفاسیر میں بامحاورہ تراجم بھی دو طرح سے اختیار کیے گئے ہیں، ایک قرآن حکیم کے بین السطور درج ہوتے ہیں جیسے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرحوم کے یہاں نظر آتا ہے(۲۰)۔

پہلی بار مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا یہ ترجمہ قرآن، تفسیر ثنائی کے ساتھ سات جلدوں میں طبع ہوا(۲۱)۔ بعد ازاں مولانا داؤد راز مرحوم نے مولانا ثناء اللہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد صرف ترجمہ یکجا شکل میں مرتب کر کے شائع کرایا۔

مولانا تفسیر ثنائی کے مقدمہ کے اختتام پر ایک الگ فصل میں اس ترجمہ کے بارے فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''چونکہ میری غرض اصلی اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ عوام اہل اسلام قرآن کریم کے مطالب سے واقف اور آگاہ ہوں، اس لیے میں نے ترجمہ کرتے ہوئے الفاظ عربیہ کی پابندی نہیں کی یعنی یہ نہیں کہ جو لفظ پیچھے ہو اس کا ترجمہ بھی پیچھے کروں، بلکہ عربی محاورہ کو ہندی محاورہ میں لایا ہوں۔ اس امر کی بھی پابندی نہیں کی کہ جملہ اسمیہ کا ترجمہ جملہ اسمیہ میں ہی ادا کروں بلکہ مطلب اس کا جس جملہ میں باعتبار محاورۂ اُردو پایا، ادا کیا (۲۲)۔

حضرت مولانا امرتسریؒ نے اپنی تفسیر ثنائی میں یہ اسلوب بیان اختیار کیا کہ قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ آیات قرآنیہ کے تحت تحریر فرمایا اور دوسرے کالم میں انہی آیات کی تفسیر کی اور سب کے نیچے حواشی کا اندراج فرمایا جن میں بیشتر مخالفین اسلام کے مسکت جوابات ہیں (۲۳)۔ جو طرز مولانا امرتسری نے تفسیر ثنائی میں اپنایا، اردو لکھی جانے والی تفاسیر میں نہیں پایا جاتا، بقول مولانا:

''میرا یہ طرز بیان پہلے اردو تفسیر میں نہیں آیا۔ جس نے اختیار کیا وہ میرے بعد غالباً دیکھ کر کیا ہے۔'' (۲۴)

اِستفادۂ عوام کی خاطر اگرچہ کئی تراجم اور محشّٰی قرآن طبع ہو چکے ہیں لیکن ان میں سے بعض ترجمے اور حواشی قرون مشہود لہا بالخیر کی روشنی میں محل نظر ہیں۔ بعض تقلیدی جمود کا شکار ہیں اور بہت غلط عقیدہ پیش کرتے ہیں۔

جس طرح کہ اس آیت کا ترجمہ کچھ اس طرح کیا گیا ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً ﴾ (۲۵)

''(اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر ناظر)۔'' (۲۶)

ایسا ترجمہ جب ایک سادہ دل انسان اپنے گھر میں پڑھے گا تو اس کے عقائد واعمال کا کیا حال ہوگا۔

جب کہ مولانا ثناء اللہؒ امرتسری کے ترجمے میں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ کے عقائد واعمال کی عکاسی پائی جاتی ہے۔ اب مولانا امرتسریؒ کے ترجمے کے لغوی، ادبی اور ظرفی اعتبار سے مختلف پہلوز یر بحث لایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔

لغوی ترجمے کی خصوصیات:

﴿ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَاo وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَاo وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ﴾(۲۷)

مولانا امرتسریؒ نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ (اور قسم ہے آسمانوں کی اور جس نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلا دیا اور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا)۔(۲۸)

"ما" دوطرح کا ہوتا ہے۔موصولہ اور مصدریہ اکثر مترجمین نے "ما" کو مصدری معنوں میں لیا ہے پھر اس کا ترجمہ یوں ہوگا۔قسم، زمین اور اس کے بچھائے جانے کی قسم اور نفس اور اس کے ہموار کیے جانے کی قسم۔لیکن یہ معنی اس لیے درست نہیں کہ ان تین آیات کے بعد اسی لحاظ سے یہ ترجمہ ہوگا "پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری اس پر الہام کردی۔"

جبکہ مولانا امرتسریؒ نے یہاں پر "ما" کو "من یا الذی" کے معنی میں لیا ہے وہ ان فقروں کا مطلب یہ لیتے ہیں جس نے آسمان کو قائم کیا جس نے زمین کو بچھایا اور جس نے نفس کو ہموار کیا۔یہی مطلب درست ہے۔

ادبی ترجمہ:

﴿ لِإِيْلَافِ قُرَيْشٍ O إِيْلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِO ﴾(۲۹)

قریش کو سردی گرم کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے۔(۳۰)

ایلاف سے پہلے جو لام آیا ہے یہ عربی محاورے کے مطابق تعجب کے معنی میں ہے مثلاً عرب کہتے ہیں لزیدو صنعنابه ہمارے نیک سلوک کے بعد زید نے جو رویہ اختیار کیا ہے اس پر ہمیں تعجب ہے۔ یہ رائے اخفش، کسائی اور فراء کی ہے، اسی رائے کو ابن حریر نے ترجیح دی ہے۔مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ترجمہ اسی محاورہ کے مطابق کیا گیا ہے۔(۳۱)

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّO ﴾(۳۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جوش والے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ٹوٹ چلے)(۳۳)

اس آیت کے معنی میں بعض مترجمین نے کوسنے اور بددعا دینے کا مفہوم دیا ہے)۔

درحقیقت یہ کوئی کوسنا نہیں ہے جو اس کو دیا گیا ہو بلکہ ایک پیشگوئی ہے جس میں آئندہ پیش آنے والی بات کو ماضی کے صیغوں میں بیان کیا گیا ہے گویا اس کا ہونا ایسا یقینی ہے جیسے وہ ہوچکی اور فی الواقع آخرکار وہی کچھ ہوا جو اس سورۃ میں چند سال پہلے بیان کیا جاچکا۔

مولانا ثناء اللہؒ اس لحاظ سے منفرد ہیں انہوں نے ابی لہب کا معنی بجائے نام کے جوش والے سے کیا اور یوں اپنے ترجمہ میں ابولہب کو اس کی کنیت کے ساتھ نہیں لکھا۔

اسم ظرف:

﴿ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ○عَيْناً يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴾(۳۴)

(اور اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے)(۳۵)

مولانا امرتسریؒ کے ترجمے میں یکسانیت ہے یعنی انہوں نے لفظ ''بھا'' میں ''ب'' کو بطور ظرف (یعنی جگہ) کے معنی میں لیا ہے۔ مطلب یہ کہ ایسی جگہ جس پر (بیٹھ کر) پئیں گے جبکہ دیگر مترجمین نے اس ''ب'' کو بمعنی ''سے'' لیا ہے یعنی ایسی جگہ جس سے نکال نکال کر پئیں گے۔

گو یہاں پر دونوں طرح کے ترجمے درست ہیں مگر واضح رہے کہ ظرفیت کے لیے ''ب'' کا استعمال اَز روئے عربیت بہت معروف ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مے نوشی کے لوازم میں ایک لازمہ اس کا لب ہونا بھی ہے چنانچہ ''ب'' کو بطور ظرف لیتے ہوئے اس طرح کا ترجمہ کرنا (جس طرح مولانا ثناء اللہؒ نے کیا) اپنے اندر دُہرا حسن رکھتا ہے(۳۶)۔

اسی طرح ﴿ فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴾ (۳۷)(قسم ہے غروب کے وقت کی روشنی کی)(۳۸)

مولانا ثناء اللہؒ کے اس ترجمے میں ایک نئی قدر مشترک ہے جبکہ شفق کا ترجمہ دیگر مترجمین نے شفق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کیا، حالانکہ کے مترجم کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی الفاظ کا مناسب الفاظ میں ترجمہ ضرور کرے۔ واضح رہے اردو لغت میں شفق کے درج ذیل معنی ہیں۔

''سرخی جو طلوع آفتاب سے بیشتر صبح کو اور غروب آفتاب کے بعد شام کو نمودار ہوتی ہے'' مولانا امرتسریؒ نے قرآنی الفاظ کا مناسب الفاظ میں ترجمہ کیا ہے(۳۹)۔

اسلوب بدیع:

علماء معانی نے لکھا ہے اگرچہ فعل کی اصل یہ ہے کہ وہ معروف ہو لیکن کلام عرب میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فاعل کو حذف کر کے فعل مجہول استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے مختلف وجوہ واسباب ہوتے ہیں۔مثلاً.....فاعل اتنا مشہور ہوتا ہے کہ اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے ﴿ خُلِقَ الإِنسَانُ ضَعِيفاً ﴾ (۴۰) (انسان کی خلقت (عموماً) ضعیف ہے)(۴۱)

خداوندعالم کی ہستی بحیثیت خالق کے اتنی مشہور ہے کہ اسے ذکر میں نہیں لایا گیا اور مفعول (مخلوق) انسان کو نمایاں کرنے کے لیے صیغہ مجہول سے اکثر کا اعلان کر دیا گیا کہ انسان فطری طور پر کمزور ہے۔

یہاں مولانا امرتسریؒ نے قرآن کے مقصد کو اور زیادہ اُبھارنے کے لیے خلق جو مقتدی ہے، اس کا ترجمہ فعل لازم کر دیا۔فعل لازم معروف ہوتا ہے، مجہول نہیں ہوتا، اس لیے مجہول کی بجائے معروف کا ترجمہ کرنا ضروری ہوگا۔

مولانا امرتسریؒ کا ترجمہ یہ ہے'' کیونکہ انسان کی خلقت (عموماً) ضعیف ہے۔'' جو بات مقصد کے طور پر کہنا چاہتے ہیں وہ پوری طرح واضح ہوگئی اور ایک نظر میں یہ بات ذہن میں بیٹھ گئی کہ انسان ضعیف اور کمزور ہے۔

فعل مجہول لانے کی غرض کبھی یہ ہوتی ہے کہ فاعل کو برا سمجھے اور اسے حقیر قرار دینے کے لیے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا جیسے ﴿ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الأُمُورُ ﴾ (۴۲) (اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو (کوئی بات نہیں) تجھ سے پہلے کئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولوں کی تکذیب ہوئی اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں)(۴۳)

یہاں "ترجع الامور" کا لفظی ترجمہ اس طرح ہے "اور طرف اللہ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام۔" قرآن کریم میں پھیرنے والے اور لوٹانے والے خدا کو مشہور ہونے کی وجہ سے ذکر میں نہیں لایا گیا تاکہ پڑھنے والے کا ذہن فوری طور پر مفعول (امور) کی طرف پہنچ جائے۔

مولانا امرتسریؒ نے اس مقصد کو اور زیادہ اُبھارنے کی خاطر فعل متعدی کو بمعنی لازم لیا اور مجہول کو معروف قرار دے کر ترجمہ کر دیا "اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں۔" اب قاری کے ذہن میں بطور مقصد بغیر کسی تاخیر کے اور بغیر کسی رکاوٹ کے یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ تمام معاملات تمام اعمال برے اور بھلے سب اللہ ہی کے حضور پھرتے ہیں۔ ﴿ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ﴾ (۴۴)(اور ہر نفس کو اپنے فائدے کا لالچ ہے)(۴۵)

قرآن حکیم کو اس فقرہ میں اصل بات یہ بتانی ہے کہ انسان کو حرص وہوس چمٹی رہتی ہے کیونکہ یہ اس کی فطرت اور جبلت میں ڈالی گئی ہے، کی ضرورت ہیں۔

مولانا امرتسریؒ نے اپنے عام اسلوب کے مطابق "احضرت" فعل متعدی کو فعل لازم کے معنی میں لیا اور پھر فعل معروف کا ترجمہ کیا۔ مولانا امرتسریؒ کے ترجمہ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ انسانی نفوس کے سامنے حرص حاضر رہتی ہے، کسی وقت غائب نہیں ہوتی۔

اس بلیغ قرآنی فقرہ کا اس سے بلیغ ترجمہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

مجازی معنی کی رعایت:

الف۔ کنایہ:

﴿ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ ﴾(۴۶)

(اور (یہاں یہ بھی خیال رہے کہ) نہ (تو بالکل) اپنے ہاتھوں کو گردن سے باندھ رکھا کرو (کہ کسی کو پھوٹی کوڑی نہ دو) نہ بالکل کھلا چھوڑ دیا کرو)(۴۷)۔

یہاں ہاتھ گردن سے باندھنا اور کھولنا کنایہ ہے۔ کنایہ قرآن مجید میں کثرت سے استعمال کیا گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ترجمہ میں بھی اس بات کا خیال کرنا کلام الٰہی کے معجزانہ شان میں بلندی ہوتی ہے۔ کنایہ میں لفظ کے لازم معنی مراد ہوتے ہیں، اس کی مثال ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً ﴾ (۴۸) (اور زمین پر اِتراتا ہوا نہ چلا کر) (۴۹)

یہاں اِتراتے ہوئے چلنے کا اشارہ تکبر کی طرف ہے، یعنی اِترانے کا کنایہ تکبر کے لیے استعمال کیا۔

ب۔ استعارہ:

استعارہ مختصر تشبیہ کا نام ہے۔ بعض دفعہ کمال مشابہت کی وجہ سے مشبہ کو عین مشبہ بہ قرار دیا جاتا ہے، یہی استعارہ ہے۔ جیسا کہ ﴿ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ﴾ (۵۰) (ہم نے چراغوں (یعنی ستاروں) کے ساتھ ورلے آسمان (آسمان دنیا) کو مزین کیا ہے) (۵۱)

یہاں ستاروں کو بطور استعارہ چراغوں سے تشبیہ دی ہے۔

ج۔ تشبیہ کا استعمال:

﴿ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴾ (۵۲)

(پھر وہ اپنی گھاٹی سے نہیں گزرا (یعنی فرائض ادا نہیں کیے)) (۵۳)

وہ گھاٹی "فك رقبة" غلاموں کی گردن آزاد کرانا ﴿ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴾ اور تکلیف کے زمانے میں قرابت دار یتیموں کو ﴿ يَتِيماً ذَا مَقْرَبَةٍ ○ أَوْ مِسْكِيناً ذَا مَتْرَبَةٍ ﴾ (۵۴) (اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانا) (۵۵)

یہاں چھڑانا گردن کا یا کھلانا بھوک کے دن میں۔ غلاموں کا آزاد کرنا، یہ سب کام انسانی نفس پر بہت شاق گزرتے ہیں۔ ان کاموں کو قرآن گھاٹی سے گزرنا قرار دے رہا ہے۔ گھاٹی لفظ یہاں پر مشکل کاموں کے لیے تشبیہ ہے۔

تفسیری لطائف ومحاسن:

حروف تاکید، حرف قصر۔

مولانا امرتسریؒ حروف تاکید اور قصر کے ترجمے میں بڑا مؤثر اسلوب اختیار فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾(۵۶)

(اور کافروں کا بول پست کردیا(وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے مقابلے میں بالکل ناکام رہے) اوراللہ کا بول ہمیشہ بالا ہے)(۵۷)

''وہی بلند ہے'' میں ہمیشگی کے معنی نہیں ہیں مگر مولانا کے ہاں ہمیشگی کا مفہوم ہے۔ان کا ترجمہ ہے، ''اللہ کا بول ہمیشہ بالا ہے'' یہ حصر کی مثال ہے۔

حرف تاکید کی مثال:

﴿ نَبِّءْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ (۵۸)((پس اے نبی!) تو میرے بندوں کو اطلاع دے میں بڑا ہی بخشنے والا،مہربان ہوں)(۵۹)

حرف تاکید ''انـــــیّ'' کا ترجمہ ''بڑا ہی'' کرکے آیت کے ترجمہ کو کتنا بلند اور فصیح کیا اور تاکیدی معنوں کو بھی برقرار رکھا۔ ﴿ وَ أَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ ﴾ (۶۰)(اور(یہ بھی بتلادے کہ)میرا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے)(۶۱)

یہاں پر تاکیدی معنی ''أنّ'' کے بڑا ہی کرکے ترجمہ میں ایجاز بھی پیدا کیا اور ترجمہ میں برجستگی ہے۔

ضمیروں کا استعمال:

ضمیروں کے معاملے میں مولانا امرتسریؒ کا اسلوب خاص یہ ہے کہ ایجاز و اختصار کے پیش نظر ضرورت ضمائر کی تکرار ایک ہی آیت میں ترجمہ کو لطافت سے خالی کردیتی ہے۔

﴿ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴾(۶۲)

(اور جب تمھارے لیے ہم نے دریا کو پھاڑا پس تم کو(ڈوبنے سے) بچایا اور(تمھارے دشمن)فرعونیوں کو تمھارے دیکھتے ہی دیکھتے(اسی میں)غرق کردیا)(۶۳)

یہاں پر مولانا ثناءاللہ نے فـرقـنـا میں ضمیر کو ترجمہ میں ظاہر کیا پھر انـجـیـنـا اور اغـرقـنـا میں ضمیر کو ظاہر نہیں کیا اگر وہ بار بار ''ہم'' کا ترجمہ کرتے تو ضمائر کی تکرار ترجمہ کی لطافت کو ختم کردیتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّور ﴾ (۶۴) (اور (سنو) جب ہم نے تم پر پہاڑ (کو) اونچا کھڑا کر کے تم سے وعدہ لیا (کہ تورات پر عمل کرنا)) (۶۵)

یہاں پر بھی اخذنا کی ضمیر کو ایک دفعہ "ھم" لفظ سے ظاہر کیا پھر رفعنا میں ضمیر کو ظاہر نہیں کیا جو اسلوب کے حسن کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔

حروف تمنی وترجی:

﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (۶۶) (تاکہ تم بچ جاؤ (گھبراؤ نہیں)) (۶۷)

البقرہ میں یہ آیت قرآن میں چھ جگہ آئی ہے۔

﴿ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (۶۸) (تاکہ تمھارا بھلا ہو) (۶۹)

تمام قرآن میں یہ فقرہ گیارہ دفعہ استعمال ہوا ہے۔

﴿ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (۷۰)

(تاکہ تم غور وفکر کرو (اور مضر سے بچ کر مفید کی طرف آؤ)) (۷۱)۔

یہ فقرہ صرف دو جگہ آیا ہے۔

﴿ لَعَلَّهُم يَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ (۷۲) (تاکہ وہ نصیحت پائیں) (۷۳)۔

تین جگہ آیا ہے۔

لعلّ کا ترجمہ تمام حضرات نے شاید کے معنی میں کیا ہے۔ شاید میں شک واحتمال کا مفہوم ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرنا شک کے معنی پیدا کرتا ہے۔

اُمید اور آرزو وہ کرتا ہے جو مستقبل کی طرف سے بے خبر ہوتا ہے اور جس کو کسی چیز پر قدرت حاصل نہیں ہوتی جبکہ اللہ ہر شے پر قدرت کاملہ رکھتا ہے پھر اس کی طرف اظہار تمنا کے کیا معنی۔ (۷۴)

اللہ تعالیٰ کے کلام میں توقع اور امید کے الفاظ کیوں ہیں؟ وہ تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اوّل بات یہ کہ کلام الٰہی میں وہی محاورے اور بول چال کا وہی طریقہ استعمال کیا جو عام طور پر انسان سمجھتے اور بولتے ہیں۔ چونکہ شاید "لعل" کا ترجمہ کریں تو اس سے شک کا احتمال پیدا ہوتا ہے اس لیے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا امرتسریؒ لعل کا ترجمہ تاکہ تحقیق کے معنی میں دیے ہیں جو ذہنوں کے ہر شک کو ختم کرتا ہے۔

صنعت مشاکلت:

حرف مکر کا استعمال:

﴿ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴾ (۷۵) اور یہودیوں نے (مسیح کی ایذا کے لیے طرح طرح کے) مخفی داؤ کیے، خدا نے ان سے داؤ کیا، خدا سب داؤ کرنے والوں سے اچھا ہے۔(۷۶)

مولانا امرتسریؒ نے اس ترجمہ سے صنعت مشاکلت کی بڑی اچھی وضاحت پیش کی ہے۔انہوں نے مخفی داؤ کیے، خدا نے ان سے داؤ کیا۔اس کا مطلب طاقت کا اظہار ہے۔دشمنوں کو یہ بتانا ہے کہ وہ خدا کو عاجز اور مغلوب نہ سمجھیں، اس کے پاس جبر وقہر کی طاقت بھی بھرپور ہے۔ظاہر ہے کہ ایک چالاک دشمن کو اس کی چالاکیوں سے آگاہ کرنے اور اسے باز رکھنے کے لیے یہی انداز بیان مؤثر ہوسکتا ہے۔ ہر زبان میں اس طرح کا اسلوب مستعمل ہوتا ہے۔ یہاں پر مولانا نے مکر کا ترجمہ داؤ کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ نے اپنے اور اپنے دشمن کے لیے ایک ہی لفظ کا استعمال کیا تاکہ جیسا فعلاً انتقام لینا ہو ساتھ ہی قولاً (زبان سے) بھی انتقام لینا ظاہر ہو۔ ہمارے ہاں اردو میں ایسے ہی موقعوں پر ایسا انداز اختیار کیا جاتا ہے ''وہ بڑا چالاک بنتا ہے تو ہم بھی اس کم نہیں ہیں۔'' ''اس نے ہمیں دھوکہ دیا، ہم اسے سمجھیں گے۔''

کید کا استعمال:

﴿ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴾ (۷۷) (ہم انہیں تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں ہمارا داؤ مضبوط ہے) (۷۸)

﴿ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ﴾ (۷۹) (واللہ! میں تمہارے ان بتوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک داؤ کروں گا) (۸۰)

﴿ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ﴾ (۸۱)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اللہ کافروں کی تدبیریں چلنے نہ دے گا)(۸۲)

یہاں مولانا امرتسریؒ ان تمام آیات میں بلاتکلف کید کا ترجمہ داؤ کیا تا کہ اصل کلام میں صنعت مشاکلت کا جو زور بیان موجود ہے، وہی ترجمہ کے اندر بھی برقرار ہے۔

استہزا کا استعمال:

﴿ اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ﴾ (۸۳)(اللہ ان سے مسخری کرے گا)(۸۴)۔

منافقین کہتے ہیں۔

﴿ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴾ (۸۵)

(مسلمانوں سے) تو ہم صرف مسخری کرتے رہتے ہیں)(۸۶)

اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا ''اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے'' اس جواب کا مطلب وہ ہے، جو اس طرح ادا کیا گیا ہے۔

﴿ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ. الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهاً آخَرْ ﴾(۸۷)

(ٹھٹھے بازوں کو جو (محض حماقت سے) اللہ کے ساتھ اور معبود بناتے ہیں، ہم تیری طرف سے کافی ہیں)(۸۸)۔

ہنسی مذاق سے خدا تعالیٰ پاک ہے جس طرح مکر وفریب کے عمل سے پاک ہے لیکن وہ دشمنوں کے لفظوں میں ہی ان کا جواب دے رہا ہے کیونکہ اصل کلام میں صنعت مشاکلت ہے۔ مولانا ثناء اللہؒ نے اسی زور بیان کو برقرار رکھا۔

اصول محاورہ کی پابندی:

مولانا امرتسریؒ کہیں قرآن کے لفظی معنی کا خیال کرتے ہیں لیکن کبھی اس جگہ محاورہ استعمال کرتے ہیں۔ مولانا امرتسریؒ نے مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ نہایت سادہ انداز میں بیان کرتے ہوئے اُردو کے محاورہ کی چاشنی کے ساتھ ادا کیا۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ ﴾(۸۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے مسلمانو! خدالگتی منصفانہ گواہی دیا کرو)(۹۰)

یہاں اردو محاورہ خدالگتی منصفانہ گواہی، سچی بات اور انصاف کی بات کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس لیے انہوں نے اس محاورہ کو یہاں پر استعمال کیا ہے۔ ﴿ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ﴾ (۹۱) (ہماری نوشت سے کوئی باہر نہیں)(۹۲)

یہاں انہوں نے اردو محاورہ ''نوشت سے باہر ہونا'' کا استعمال کیا جو کہ تمام کچھ لکھے جانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انہوں نے نوشت سے باہر ہونے کے محاورہ کو بہت خوبصورت انداز میں اپنے ترجمہ میں بیان کیا ہے۔

﴿ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴾(۹۳)

(اور تم اس کی آیات کی شیخیاں بگھارتے ہو)(۹۴)

شیخیاں بگھارنا کا محاورہ قرآن کریم کے تَسْتَكْبِرُون کے لغوی معنی کے قریب ہے جو کہ ترجمہ کے اجمال میں اضافہ کا باعث بنا ہے۔

﴿ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ﴾(۹۵) (اور آپس میں (بے جا) تنازع نہ کیا کرو، ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمھاری ہوا اُکھڑ جائے گی)(۹۶)

یہاں پر مولانا امرتسریؒ نے قرآن مجید کی آیت تذهب ريحكم جو کہ عرب میں محاورہ کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے، انہوں نے محاورہ کی ترکیب کو اردو محاورہ کی ترکیب میں بھی استعمال کیا ہے۔ عرب میں یہ تذهب ريح اس وقت بولا جاتا تھا جب معاملہ انسان کے ہاتھ میں نہ رہتا اور وہ بدحواس پھرتا اور کچھ نہ کر پاتا۔ اسی طرح اردو میں ہوا اُکھڑ جانے کا مطلب ہے۔

محکم اور متشابہ آیات کا مطلب:

﴿ الر آه كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ﴾(۹۷)

((سچ سمجھو کہ) اس کتاب کے احکام (مضبوط اور) محکم ہیں)(۹۸)

﴿ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ ﴾(۹۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پھر جب صاف (اور بے لاگ) سورت نازل ہوتی ہے)(۱۰۰)

﴿ هُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ﴾ (۱۰۱)

(اسی نے تیری طرف کتاب اُتاری ہے جس میں سے بعض احکام واضح ہیں، یہی ہیں اصل کتاب اور دوسرے کچھ ملے جلے ہیں (متشابہات))(۱۰۲)

مولانا امرتسریؒ کے پاس اُحْكِمَتْ اور مَحْكَمَات کا ترجمہ بالکل اچھوتا اور نرالا ہے یعنی مضبوط، صاف بے لاگ اور واضح کے ہیں اور متشابہات کے معنی متشابہ کے بجائے ملے جلے کے کیے ہیں۔ جو یہ مطلب دیتے ہیں قرآن مجید واضح آیات اور دوسری آیات کے ساتھ ملا جلا ہے جو مل کر ایک واضح اور پختہ مطلب دیتا ہے۔ معانی کے لحاظ سے اکثر آیات ملے جلے اور مطالب رکھتی ہیں۔ ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے یہی مراد مولانا امرتسری کے ترجمہ کی ہے۔

عصی اور نسی کا ظاہر تضاد برقرار رکھا:

﴿ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى ﴾ (۱۰۳)

(اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا)(۱۰۴)

﴿ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴾ (۱۰۵)

(پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا)(۱۰۶)

مولانا امرتسریؒ کے ترجمے میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ مختلف آیات کے درمیان سطحی نظر میں جو تضاد اور اختلاف ہوتا ہے وہ ترجمہ سے دور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ میں حضرت آدم علیہ السلام کے ''درخت کھانے'' کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ''فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا'' (پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا) پھر اُس کے چند آیات بعد آیت نمبر ۱۲۱ میں کہا ''وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى (اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا)۔ پہلی آیت میں قرآن نے حضرت آدم علیہ السلام کے اس فعل کو نسیان و بھول اور کمزوری قرار دیا ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی صفائی ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فطری کمزوری کا اظہار ہے۔

دوسری آیت میں اس فعل کو عصیان اور غوایت کے سخت ترین الفاظ استعمال کیے۔ خدا تعالیٰ کے ہاں نسیان کے بعد آدم علیہ السلام کا فعل بھول بھی گویا عصیاں کے برابر تھی۔

حسنات الابرار سیئات المقربین کے مصداق عام لوگوں کی بھول بھی عام ہی ہوتی ہے، اس کے نتائج زیادہ خطرناک نہیں ہوتے۔ البتہ ذمہ دار لوگوں کی ذرا سی بھول اور معمولی لغزش بھی اثرات کے اعتبار سے بڑی بھاری ہے، یہ مقصد مولانا امرتسریؒ نے برقرار رکھا۔

حکمت کے معنی:

مولانا لغوی معنی کا بہت خیال کرتے ہیں۔

﴿ وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾(۱۰۷)

(تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب (آسمانی) اور تہذیب (روحانی) سکھاتا ہے)۔(۱۰۸)

﴿ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ ﴾(۱۰۹)

(جو تمھاری طرف کتاب اور تہذیب الحکمت اُتاری ہے)(۱۱۰)

﴿ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (۱۱۱)

(اور اللہ نے داؤد کو ملک دیا اور تہذیب سکھائی)(۱۱۲)

﴿ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً ﴾ (۱۱۳)

(جس کو چاہے سمجھ دیتا ہے اور جسے سمجھ ملے (کہ میں خدا کا کہاں تک محتاج ہوں) تو اسے بہت سی بھلائی مل گئی)(۱۱۴)۔

قرآن میں کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ بولا گیا ہے اور متعدد موقعوں پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

لغت میں حکمت کے معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

اس کا مادہ حکم ہے جس کے معنی متعدد ہیں حکم باب نصر سے فیصلہ دینا۔ واپس آنا منع کرنا، باب کرم سے مصدر حکمۃ دانشمند ہونا۔ اسی سے حکم جمع احکام فیصلہ۔ دانائی قانون کے معنی میں آتا ہے حکمۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع حکم بمعنی انصاف، دانائی، کام کی درستگی اور تہذیب کے لیے آتا ہے۔(۱۱۵)۔

مولانا امرتسریؒ نے شروع سے آخر تک اس کا لحاظ رکھا ہے کہ لفظ حکمت کے ترجمہ میں اس کے لغوی معنی کی جھلک موجود رہے، بامحاورہ بھی رہے اور ساتھ یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ اللہ کے رسول کتاب الٰہی کے ساتھ جو باتیں بتاتے ہیں وہ تہذیب کے لحاظ سے نہایت ہی پختہ باتیں ہیں۔

﴿ یٰسٓ. وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ ﴾ (۱۱۶)

(قسم ہے (اس الہامی کتاب) باحکمت قرآن کی) (۱۱۷)

﴿ الٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ ﴾ (۱۱۸)

(یہ سورت باحکمت کتاب کے حکم ہیں) (۱۱۹)

﴿ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴾ (۱۲۰)

(اے (محمد رسول اللہ ﷺ) یہ قصہ جو ہم تجھ کو سناتے ہیں (خدا کی) نشانیاں (ہیں) اور حکیمانہ نصیحت ہے) (۱۲۱)۔

حکیم کا لفظ جب کتاب کی صفت واقع ہوتا ہے تو اس موقع پر مولانا امرتسریؒ نے اس کا ترجمہ باحکمت اور حکیمانہ نصیحت کا کیا ہے۔

مفعول مطلق:

مفعول مطلق تاکید فعل کے لیے آتا ہے جس کی وجہ سے معنی میں ایک بہت خوبصورت تنوع پیدا ہوتا ہے جب کہ مولانا امرتسریؒ کے ترجمہ میں مفعول مطلق کا ترجمہ تاکیدی معنوں میں نہیں ہے اگر شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمہ میں دیکھا جائے تو وہ مفعول مطلق کا ترجمہ اتنے خوبصورت انداز میں کرتے ہیں جو معنی میں بہت خوبصورت تنوع پیدا کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

﴿ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْراً ﴾ (۱۲۲) (قسم ہے سخت زجر کرنے والوں کی) (۱۲۳)۔

شاہ عبدالقادر محدث کا ترجمہ: (قسم ہے ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر) (۱۲۴)۔

﴿ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ ﴾ (۱۲۵) (ہاں! ان میں سے کوئی کسی بات کو اُچک لے) (۱۲۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ: (مگر جو اُچک لایا جھپ سے) (۱۲۷)۔

﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴾ (۱۲۸)

(کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کر رکھا ہے وہ ان کو (برائیوں پر) اُکساتے ہیں) (۱۲۹)۔

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ: (تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر؟ اُچھالتے ہیں ان کو اُبھار کر) (۱۳۰)۔

﴿ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّاباً ﴾ (۱۳۱) (اور کھلی تکذیب کرتے ہیں) (۱۳۲)۔

شاہ عبدالقادر کا ترجمہ: (اور جھٹلائیں ہماری آیتیں مکر کر) (۱۳۳)

ہم اُردو کے چند مقبول تراجم میں سے چند آیات کے تراجم پیش کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان کے مترجمین نے مفہوم کو اصل روح کے ساتھ کس حد تک اپنے ترجمے میں منتقل کیا ہے۔ آغاز ﴿ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ ﴾ (۱۳۴) کے تراجم کے تقابل سے کرتے ہیں:

۱۔ مولانا مودودیؒ اس کا ترجمہ فرماتے ہیں: ''اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔'' (۱۳۵)

۲۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ترجمہ فرمایا: ''اللہ کے نام سے جو الرحمٰن اور الرحیم ہے۔'' (۱۳۶)

۳۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے یوں ترجمہ فرمایا: ''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے'' (۱۳۷)

ان تراجم پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مودودیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ نے تسمیہ میں سے صرف بسم اللہ کا ترجمہ فرمایا ہے جبکہ الرحمٰن اور الرحیم کے کلمات بلا ترجمہ ہیں، اس سے قاری اللہ تعالیٰ کے ان اسماء حسنیٰ میں موجود معنی کی گہرائی اور لطافت تک نہیں پہنچ پاتا۔

مزید ملاحظہ فرمایئے:

﴿ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ... الخ ﴾ (۱۳۸)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مولانا مودودیؒ نے اس آیت مبارکہ کا بامحاورہ ترجمہ یہ کیا ہے:

''یہ تمھارے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ لو ہم اسی قبلے کی طرف تمھیں پھیرے دیتے ہیں، جسے تم پسند کرتے ہو۔ مسجد حرام کی طرف رُخ پھیر دو۔ اب جہاں کہیں تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو'' (۱۳۹)

۲۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے یہ ترجمہ کیا ہے:

''(اے پیغمبر) ہم دیکھ رہے ہیں کہ (حکم الٰہی کے شوق وطلب میں) تمھارا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اُٹھ اُٹھ جاتا ہے، تو یقین کرو، ہم عنقریب تمھارا رُخ ایک ایسے ہی قبلہ کی طرف پھرا دینے والے ہیں جس سے تم خوشنود ہو جاؤ گے۔ (اور اب کہ اس معاملہ کے ظہور کا وقت آ گیا ہے) تو چاہیے کہ تم اپنا رُخ مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لو، اور جہاں کہیں بھی تم اور تمھارے ساتھی ہوں، ضروری ہے کہ (نماز میں) رُخ اسی طرف کو پھر جایا کرے'' (۱۴۰)

۳۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے یہ ترجمہ کیا ہے:

''تیرے منہ کا آسمان کی طرف پھرنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس تجھ کو ہم اسی کعبہ کی طرف پھیریں گے جسے تو پسند کرتا ہے۔ پس اپنا منہ عزت والی مسجد کی طرف پھیرا کر اور جہاں کہیں تم ہو اپنا رُخ اسی کی طرف کیا کرو'' (۱۴۱)

اس آیت میں موجود ''فلنولینّك'' کا فعل مضارع مؤکد بلام تاکید ونون ثقیلہ ہے۔ اس سے مضارع کے معنی میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔ اس امر کی رعایت ہمیں مولانا مودودیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ان تراجم میں نظر آتی۔ مولانا مودودیؒ نے اس کا ترجمہ زمانۂ حال میں کیا ہے جبکہ مولانا آزادؒ نے اس فعل مضارع مؤکد کا ترجمہ اسم فاعل کے طور پر کیا ہے۔ مولانا امرتسریؒ نے عربی زبان وقواعد کے التزام کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔

سورۃ النساء کی آیت ۱۷ اور اس کے تراجم ملاحظہ فرمائیے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُوْلٰئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْماً حَكِيْماً ﴾(۱۴۲)

۱۔ مولانا مودودیؒ اس آیت کا ترجمہ فرماتے ہیں:

''ہاں! یہ جان لو کہ اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کے لیے ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں اور اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ اپنی نظر عنایت سے پھر متوجہ ہو جاتا ہے اور اللہ ساری باتوں کی خبر رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے''(۱۴۳)

۲۔ مولانا آزادؒ نے ''ترجمان القرآن'' میں اس کا یہ ترجمہ کیا ہے:

''البتہ یاد رہے کہ اللہ کے حضور توبہ کی قبولیت انہی لوگوں کے لیے ہے جو برائی کی کوئی بات نادانی و بے خبری میں کر بیٹھتے ہیں اور پھر فوراً توبہ کر لیتے ہیں (اور ان کا ضمیر اپنے کیے پر پشیمانی محسوس کرتا ہے) تو بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں کہ اللہ بھی (اپنی رحمت سے) ان پر لوٹ آتا ہے اور وہ یقیناً سب کچھ جاننے والا اور (اپنے احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے''(۱۴۴)

۳۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی ''تفسیر ثنائی'' میں یہ ترجمہ درج ہے:

''صرف انہی لوگوں کی توبہ خدا کے ہاں مقبول ہے جو غلطی سے بُرے کام کرتے ہیں اور پھر جلدی توبہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا معاف کر دیتا ہے اور خدا کو سب کچھ معلوم ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے'(۱۴۵)

مولانا نے اس آیت کا ترجمہ بامحاورہ اور باقی تراجم سے زیادہ سلاست والا کیا ہے۔

ثنائی ترجمہ پر علماء کا تبصرہ:

حافظ محمد یوسف صلاح الدین فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے نصف صدی سے زیادہ تحریر و تقریر سے اسلام کی جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیش بہا خدمت انجام دی ہے وہ زمانہ کی پیشانی پر ہمیشہ نقش وثبت رہے گی۔مولانا امرتسریؒ کی دینی خدمات اور اسلامی کارناموں نے امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ کی یاد تازہ کردی،مولانا کی تصنیفات وتالیفات آج بھی مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ اور چراغ منزل ہیں۔مولانا امرتسریؒ نے قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر لکھ کر تمام انسانوں پر احسان عظیم فرمایا۔''(۱۴۶)

مولانا محمد صادق سیالکوٹیؒ فرماتے ہیں:

''ہمیں امید ہے کہ یہ ترجمہ وحواشی مسلمانوں کی کتاب وسنت کی روشنی میں پوری طرح رہنمائی کریں گے اور مسلمان اس نعمت عظمیٰ کو سر آنکھوں پر رکھیں گے۔''(۱۴۷)

مولانا ظفر عالم آپ کے علمی خزانے کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''ثنائی ترجمہ والا قرآن اور اس کی تفسیر ایک علمی خزانہ ہے خود پڑھیئے اور دوسروں کو بھی اس کی رغبت دلایئے۔''(۱۴۸)

مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی کا آپ کے ترجمے کے بارے میں تجزیہ کچھ اس طرح سے ہے:

''ترجمہ اصل قرآن نہیں ہے۔مولانا ثناء اللہؒ کا ترجمہ بھی آخر ترجمہ ہی ہے قرآن کا متن تو نہیں ہے لیکن بعض امور میں وہ عام ترجموں سے بہت ممتاز اور قابل تعریف ہے۔مثلاً اس کی زبان بہت سادہ اور عام فہم ہے۔''(۱۴۹)

عبدالآخر خان نے فرمایا:

''مولانا امرتسریؒ مرحوم نے اپنے اس ترجمہ وتفسیر میں قرآن پاک کے وہ معانی ومطالب بیان کیے ہیں جو عین حقیقت اور ادیان باطلہ کے لیے ایٹم بم کا کام دیتے ہیں۔''(۱۵۰)

مولانا عبداللطیف میمن نے ثنائی ترجمہ پر ان الفاظ میں تبصرہ فرمایا:

''قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا عوام وخواص سب کے لیے واقعی ایک تحفۂ بے بہا ہے ترجمہ وتفسیر کی سلاست نہایت دل آویز،حواشی پُر از معلومات مع حوالہ جات ہیں۔''(۱۵۱)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالجلیل رحمانی فرماتے ہیں:

''مولانا امرتسریؒ کا ترجمہ سارے تراجم میں وہی نمایاں خصوصیت رکھتا ہے جو خصوصیت وامتیاز خود مصنف کو اپنے ہم عصر اکابر فضلاء میں حاصل رہا۔''(۱۵۲)

آج قرآن مجید کے ترجموں کی کمی نہیں ہے لیکن کتاب الٰہی کا وہ صحیح مفہوم جس کو صاحب ﷺ کی تصدیق اور سلف صالحین کی تائید بھی حاصل ہو جو زبان وبیان کے لحاظ سے بھی شگفتہ اور سلیس ہو، ان تمام باتوں کی مراعات کے ساتھ اگر کوئی ترجمہ اور حاشیہ قابل اعتماد ہوسکتا ہے تو وہ یہی مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا ترجمہ اور حاشیہ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عبدالمجید سوہدروی، سیرۃ ثنائی (مکتبہ قدوسیہ، لاہور ۱۹۸۹ء، اشاعت اول) ص ۶۹۔

۲۔ فضل الرحمٰن بن میاں محمد، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (دارالدعوۃ السلفیۃ، لاہور، ۱۹۹۴ء طبع خامس) ص ۲۸۔

۳۔ ایضاً، ص ۳۰

۴۔ سیرۃ ثنائی، ص ۸۶-۸۷۔

۵۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، نور توحید، ص ۳۹۔ ۶۔ سیرۃ ثنائی، ص ۸۸-۸۹۔

۷۔ ایضاً، ص ۹۳۔

۸۔ ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، نقوشِ ابوالوفا (ادارہ ترجمان السنہ، لاہور، ۱۹۶۹ء) ۱/۲۳۔

۹۔ سیرۃ ثنائی، ص ۴۴۔

۱۰۔ فضل الرحمٰن، مولانا ثناء اللہ امرتسری، ص ۴۵-۵۱۔

۱۱۔ ایضاً، ص ۵۶۔

۱۲۔ قرآن مجید کی تفسیریں چودہ سو برس میں (سمینار مقالات) خدا بخش اورینٹیل پبلک لائبریری، پٹنہ، ص ۳۰۱۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۰۳۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۱۱۔

۱۵۔ سیرۃ ثنائی، ص ۲۴۷۔

۱۶۔ ایضاً، ۲۵۱۔

۱۷۔ نقوشِ ابوالوفا، ص ۷۱۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۸۔

۱۹۔ مجلّہ معارف، مئی ۱۹۴۸ء، جلد ۶۱، شمارہ نمبر ۵۔

۲۰۔ سیرۃ ثنائی، ص ۲۷۹-۲۸۵۔

۲۱۔ مجلّہ فکر ونظر، برصغیر میں مطالعہء قرآن نمبر (ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، جنوری ۱۹۹۹ء تا جون ۱۹۹۹ء) ص ۳۱۲۔

۲۲۔ ڈاکٹر احمد خان، قرآن کریم کے اردو تراجم (مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء) ص ۲۲۷۔

۲۳۔ فضل الرحمٰن بن میاں محمد، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، ص ۱۳۸۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ، تفسیر ثنائی (ادارہ ترجمان السنہ، لاہور ۱۹۷۱ء، طبع دوم) ۱/۲۴۔

۲۵۔ الاحزاب: ۴۵۔

۲۶۔ احمد رضا بریلوی، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (ضیاءالقرآن پبلیکیشنز، لاہور) ص ۵۰۹۔

۲۷۔ الشمس: ۵-۷۔

۲۸۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا (ادارہ اشاعتِ دین، دہلی ۱۳۸۵ھ، طبع ششم) ص ۷۱۲۔

۲۹۔ قریش: ۱-۲۔

۳۰۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ۷۱۸۔

۳۱۔ محمد شکیل عزح، قرآن مجید کے آٹھ منتخب اردو تراجم کا تقابلی جائزہ (دارالتذکیر، لاہور) ص ۲۴۵۔

۳۲۔ اللھب: ۱۔

۳۳۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۷۲۰۔

۳۴۔ المطففین: ۲۷-۲۸۔

۳۵۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۷۰۵۔

۳۶۔ قرآن مجید کے آٹھ منتخب اُردو تراجم کا تقابلی مطالعہ، ص ۱۵۸۔

۳۷۔ انشقاق: ۱۶۔

۳۸۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۷۰۶۔

۳۹۔ قرآن مجید کے آٹھ مختلف اردو تراجم کا تقابلی مطالعہ، ص ۱۶۲۔

۴۰۔ النساء: ۲۸

۴۱۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۹۹۔

۴۲۔ الفاطر: ۴۔

۴۳۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۵۲۱۔

۴۴۔ النساء: ۱۲۸۔

۴۵۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۱۱۷۔

۴۶۔ بنی اسرائیل: ۲۹۔

۴۷۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۳۴۱۔

۴۸۔ لقمان: ۱۸۔

۴۹۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا، ص ۴۹۴۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰۔ الملک:۵۔

۵۱۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۶۷۴۔

۵۲۔ البلد:۱۱

۵۳۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۷۱۱۔

۵۴۔ البلد:۱۴-۱۵۔

۵۵۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،۷۱۱۔

۵۶۔ التوبہ:۴۰۔

۵۷۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۲۳۱۔

۵۸۔ الحجر:۴۹۔

۵۹۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،،ص۳۱۷۔

۶۰۔ الحجر:۵۰۔

۶۱۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۳۱۷۔

۶۲۔ البقرہ:۵۰۔

۶۳۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۱۰۔

۶۴۔ البقرہ:۶۳۔

۶۵۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۱۲۔

۶۶۔ البقرہ:۲۱۔

۶۷۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۵۔

۶۸۔ المائدہ:۳۵۔

۶۹۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۱۳۵۔

۷۰۔ البقرہ:۲۶۶۔

۷۱۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۶۔

۷۲۔ البقرہ:۲۲۱۔

۷۳۔قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۴۰۔

۷۴۔زمخشری ،الکشاف،۱/۱۷۸۔

۷۵۔ آل عمران:۵۴۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۶۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۶۷۔

۷۷۔ القلم:۴۵۔

۷۸۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۶۷۸۔

۷۹۔ الانبیاء:۵۷۔

۸۰۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۳۹۱۔

۸۱۔ الانفال:۱۸۔

۸۲۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۲۱۳۔

۸۳۔ البقرہ:۱۵۔

۸۴۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۔

۸۵۔ البقرہ:۱۴۔

۸۶۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۔

۸۷۔ الحجر:۹۵-۹۶۔

۸۸۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۳۱۹۔

۸۹۔ النساء:۱۳۵۔

۹۰۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۱۱۸۔

۹۱۔ الانعام:۳۸۔

۹۲۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۱۵۸۔

۹۳۔ الانعام:۹۳۔

۹۴۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۱۶۶۔

۹۵۔ الانفال:۴۶۔

۹۶۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۲۱۹۔

۹۷۔ ہود:۱

۹۸۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۲۶۴۔

۹۹۔ محمد:۲۰۔

۱۰۰۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۶۱۰۔

۱۰۱۔ آل عمران:۷۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۲۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۹۔

۱۰۳۔ طٰہٰ :۱۲۱۔

۱۰۴۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۳۸۳۔

۱۰۵۔ طٰہٰ :۱۱۵۔

۱۰۶۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۳۸۲۔

۱۰۷۔ البقرہ:۱۵۱۔

۱۰۸۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۲۷۔

۱۰۹۔ البقرہ:۲۳۱۔

۱۱۰۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۴۳۔

۱۱۱۔ البقرہ:۱۵۱۔

۱۱۲۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۴۸۔

۱۱۳۔ البقرہ:۲۶۹۔

۱۱۴۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۴۔

۱۱۵۔ امرتسری، احمد دین، خواجہ تسہیل برہان القرآن (دوست ایسوسی ایٹس، لاہور) ص ۲۶۹۔

۱۱۶۔ یٰسین :۱۔

۱۱۷۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۲۷۔

۱۱۸۔ یونس :۱۔

۱۱۹۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۲۴۸۔

۱۲۰۔ آل عمران:۵۸

۱۲۱۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۶۷۔

۱۲۲۔ الصّٰفّٰت :۲۔

۱۲۳۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۳۵۔

۱۲۴۔ شاہ عبدالقادرؒ، القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر موضح القرآن (تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی)، ص ۷۳۷۔

۱۲۵۔ الصّٰفّٰت :۱۰۔

۱۲۶۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص ۵۳۵۔

۱۲۷۔ شاہ عبدالقادرؒ، القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر موضح القرآن، ص ۷۳۸۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۸۔ مریم:۸۳۔

۱۲۹۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۳۷۳۔

۱۳۰۔ شاہ عبدالقادرؒ، القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر موضح القرآن،ص۵۱۵۔

۱۳۱۔ النبا:۲۸۔

۱۳۲۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۶۹۹۔

۱۳۳۔ شاہ عبدالقادرؒ، القرآن الحکیم مع ترجمہ وتفسیر موضح القرآن،ص۹۷۶۔

۱۳۴۔ الفاتحہ:۱۔

۱۳۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، تفہیم القرآن (ادارہ ترجمان القرآن،لاہور)۱/۴۳۔

۱۳۶۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ، تفسیر ترجمان القرآن (اسلامی اکادمی،لاہور)۱/۲۲۶۔

۱۳۷۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۲۔

۱۳۸۔ البقرہ:۱۴۴۔

۱۳۹۔ تفہیم القرآن،۱/۱۲۱۔

۱۴۰۔ ترجمان القرآن،۱/۲۵۸۔

۱۴۱۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۲۶۔

۱۴۲۔ النساء:۱۷۔

۱۴۳۔ تفہیم القرآن،۱/۳۳۲۔

۱۴۴۔ ترجمان القرآن،۱/۳۶۳۔

۱۴۵۔ قرآن مجید ترجمہ ثنائی والا،ص۹۵۔

۱۴۶۔ قرآن مجید ثنائی ترجمہ والا ،ص۲۱۔

۱۴۷۔ ایضاً۔

۱۴۸۔ ایضاً:ص۲۲۔

۱۴۹۔ ایضاً:ص۲۲-۲۳۔

۱۵۰۔ ایضاً:ص۱۸۔

۱۵۱۔ ایضاً:ص۱۷۔

۱۵۲۔ ایضاً:ص۱۵۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت تاج محمود امروٹی کے سندھی ترجمہ قرآن کی خصوصیات

پروفیسر عبدالخالق سہریانی بلوچ ☆

حضرت ابوالحسن تاج محمود امروٹی کا مختصر تعارف:

مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ خانوادہ سادات سے تعلق رکھتے تھے، ان کا شجرۂ نسب حضرت عبدالقادر جیلانی کے چوتھے فرزند سیدنا محمد رضا سے ملتا ہے، مولانا امروٹی کے والد گرامی کا نام سید عبدالقادر عرف بھورل شاہ تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت سندھ کے ضلع خیر پور کے شہر پریالو کے نزدیک ایک چھوٹے سے گاؤں ''دیوانی'' میں ہوئی۔ ان کی تاریخ ولادت کا تعین نہیں ہو سکا، البتہ کچھ روایات کے مطابق ان کی ولادت سن ۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء میں ہوئی تھی، مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، اس کے بعد اعلی دینی تعلیم کے لیے سندھ کے مشاہیر علماء سے کسب فیض کرتے رہے۔ مولانا امروٹیؒ اعلی دینی تعلیم کے حصول کے لیے پنجاب کے کچھ نامور علما کرام کے پاس گئے اور عالمانہ اسناد حاصل کیں۔

(۲) مولانا امروٹی کی روحانی تربیت:

درسی کتب سے فراغت کے بعد وہ اپنے والد سے سلوک کی راہ رسم حاصل کرنے لگے، مگر ان کی وفات کے بعد وہ اس دور کے قطب الاقطاب حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتے رہے، حافظ صاحب جنید وقت تھے، وہ ایک طرف تو راشدی قادری طریقت کے شیخ تھے تو دوسری طرف حضرت سید احمد شہید بریلویؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے حضرت شاہ

☆ حیدر آباد، سندھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمعیل شہیدؒ کی زیارت کر چکے تھے اور انکے مجاہدانہ کارناموں سے واقف تھے۔ انہی اثرات کے تحت حافظ صاحب نے سندھ میں سنت کے زندہ کرنے اور شرک وبدعات کی بیخ کنی کرنے کے لیے جہاد شروع کیا حافظ صاحب کی وفات ۱۳۰۸ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا تاج محمود بھر چونڈی سے منتقل ہو کر سکھر سندھ کے چھوٹے سے گاؤں ''امروٹ'' میں مقیم ہو کر طالبان کو اپنے روحانی فیض سے سیراب کرتے رہے۔

مولانا امروٹی کے خلفاء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا عبد العزیز صاحب تھریچانوی، حضرت مولانا میاں محمد صالح بائجی والے اور حضرت مولانا حماد اللہ ھالچوی شریف والے نہایت مشہور بزرگ گذرے ہیں جن کا فیض سندھ اور پنجاب تک پھیلا ہوا ہے۔

(۳) مولانا امروٹی کی سیاسی خدمات:

مولانا امروٹی نے سندھ کے غیور مسلمانوں کو انگریز کے غلام وڈیروں کی غلامی سے نجات دلائی اور عوام کو انگریز حاکم کے خلاف ابھار کر میدان جہاد میں لائے۔ خلافت تحریک کی بنیاد سندھ میں رکھی اور جب لاڑکانہ سندھ میں پہلی خلافت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شرکت کے لیے پہلی بار مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد اور ہندوستان کی تحریک آزادی کے مشاہیر رہنما سندھ میں تشریف لائے تو اس کانفرنس کا انعقاد حضرت امروٹی کی سربراہی میں ممکن ہو سکا۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی جو حضرت حافظ محمد صدیق کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے تھے، وہ بھی حافظ صاحب کی وفات کے بعد امروٹ شریف میں مقیم ہو گئے اور اپنی دینی وسیاسی جدوجہد کا مرکز امروٹ شریف کو ہی بنا لیا۔ حضرت امروٹی نے مولانا سندھی کو افغانستان جا کر وہاں پر حکومت موقتہ (shadow:Govt) قائم کرنے کے لیے روانہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف ہندوستان پر حملہ کرنے کے لیے ابھارا۔ حتیٰ کہ سندھ سے بہت بڑی تعداد میں لوگ افغانستان ہجرت کر گئے تا کہ وہاں پر تحریک آزادی کا مرکز قائم کیا جا سکے۔ یہ تحریک، تحریک ہجرت کے نام سے مشہور ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حضرت امروٹی کے دینی وعلمی کارنامے:

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن تاج محمود امروٹی جب اپنے مرشد حضرت حافظ محمد صدیق بھر چونڈی سے فیضیاب ہو کر اپنے گاؤں امروٹ شریف پہنچے تو اس وقت سندھ میں دینی تعلیمی اداروں یعنی دینی مدارس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اس صورت حال میں دینی علوم کا چراغ روشن رکھنے کے لیے امروٹ شریف میں ایک مسجد اور دینی مدرسہ کے قیام کا فیصلہ فرمایا۔ تاکہ اس علاقہ کے لوگ نیز سندھ کے دوسرے علاقوں کے لوگ اس سرچشمہ فیض سے دینی علوم حاصل کر کے سیراب ہوسکیں، اسی مدرسہ نے آگے چل کر ایک بہت بڑی دینی درسگاہ کا مقام حاصل کرلیا، حضرت نے دینی تبلیغ اور تعلیم وتدریس کے لیے بڑے بڑے علماء کا وہاں پر تقرر کیا اور تبلیغی جدوجہد کے ذریعہ انگریزی خواندہ مسلمانوں کو دین کی طرف راغب کرنے کی جدوجہد فرمائی، اس طرح سندھ کے نہ صرف علماء کرام بلکہ انگریزی خواندہ مسلمان، افسران اور وکلا تک وہاں پہنچ کر دینی علوم اور ہدایت سے فیضیاب ہوئے۔

(۵) حضرت امروٹی اور تبلیغ دین:

حضرت امروٹی کے دور میں سندھ میں ہندو نہایت مالدار اور تعلیم یافتہ طبقات سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے حضرت نے سندھ کے ہندوؤں میں تبلیغ دین کے کام کو منظم کیا، اس سلسلے میں انہوں نے قرآن مجید کا صرف سندھی ترجمہ الگ طور پر شائع کروایا تاکہ وہ غیر مسلمانوں کو آسانی کے ساتھ مطالعہ کے لیے دیا جاسکے، تحریک آزادی میں کام کرنے والے ہندو کارکن بھی اس آزادی کے مرکز، امروٹ شریف آتے رہتے تھے اور ان میں کافی تعلیم یافتہ لوگ حضرت کی تبلیغ اور اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے جن کی تعداد بعض روایات میں ۷۰۰۰ ہزار تک بتائی گئی ہے۔

حضرت امروٹی نے قرآن مجید کے سندھی ترجمہ کے اشاعت کے لیے امروٹ شریف میں محمود المطابع کے نام سے سندھی پریس بھی لگوایا۔ مسلمانوں میں قرآن مجید کا علم عام کرنے کے لیے جیسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ہندوستان میں سب سے پہلے فارسی ترجمہ کیا، اسی اصول کے تحت مولانا امروٹی نے قرآن مجید کا سندھی ترجمہ کرایا، جس کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ حضرت نے سندھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ قرآن کے سلسلے میں ایک بورڈ بھی قائم فرمایا تھا جس میں علماء کے ساتھ جدید تعلیم یافتہ سندھی زبان کے ماہرین کا تقرر بھی فرما دیا تھا تا کہ سندھی زبان میں قرآن مجید کا عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ کروا کر شائع کرایا جاسکے۔ اس کام کی نگرانی حضرت امروٹی خود فرماتے رہتے تھے اور اس طرح حضرت مولانا عبید اللہ سندھی اس سارے منصوبے کے انچارج بنائے گئے تھے۔ سندھ کے ایک بڑے مؤرخ اور دانشور حضرت مولانا شبلی تحریر فرماتے ہیں۔'' حضرت امروٹی نے سب سے پہلے ایک دینی درسگاہ قائم کی، اسکی چند ایک خصوصیات یہ تھیں کہ اس درسگاہ کو دارالعلوم دیوبند کے طریقے پر جاری کیا گیا اور اسکا روحانی تعلق دیوبند سے قائم کیا گیا۔ اس لحاظ سے سندھ کا پہلی مرتبہ دیوبند سے علمی وروحانی رابطہ پیدا ہوا۔ اس درسگاہ کے نصاب میں حدیث، تفسیر اور شاہ ولی اللہ کی تصانیف کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اس طرح سندھ کے طالب علموں کو پہلی بار علوم اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملا۔ اس درسگاہ میں فکری جلا پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ چنانچہ طلبہ میں حریت وطن اور احیائے دین قیم کی روح پیدا کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔''

مولانا امروٹی نے اس انقلابی جدوجہد کو مہمیز دینے اور قرآن مجید کے ذریعہ انقلاب کا پیغام عام کرنے کی جدوجہد جاری رکھی اس سلسلہ میں قرآن مجید کی مختلف سورتوں کے سندھی تراجم اور فقط سندھی ترجمہ (عربی متن کے سوا) ۲ جلدوں میں اور پھر مکمل ترجمہ قرآن مجید ایک جلد میں شائع کرانے کا اہتمام فرمایا۔ جسے بہت بڑی عوامی مقبولیت بھی حاصل ہوئی، کیونکہ اس دور میں ایک عام فہم سندھی ترجمہ قرآن کی ضرورت بھی محسوس کی جارہی تھی اس کے ساتھ قرآن مجید کو انقلاب کا ذریعہ بنانا بھی نہایت ضروری تھا، اس موقع پر ہم حضرت امروٹی کے ترجمہ قرآن مجید کی خصوصیات کے بارے میں اہم نکات پیش خدمت کریں گے جس سے حضرت امروٹی کی خدمات قرآن مجید پر روشنی پڑے گی۔

(۶) سندھ میں قرآن مجید کے سندھی تراجم کا آغاز:

اسلام کے ابتدائی دور میں قرآن حکیم کا خطاب براہ راست ان لوگوں سے تھا، جن کی مادری زبان عربی تھی۔ قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے انہیں عربی کے علاوہ کسی اور زبان کے جاننے کی ضرورت نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ وہ خوش نصیب لوگ تھے، انہیں حضور اکرم ﷺ کی صحبت اور زیارت نصیب تھی۔ کسی چیز کے سمجھنے میں انہیں جب بھی کوئی دقت محسوس ہوتی تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ ﷺ سے مکمل رہبری حاصل کرتے۔

وقت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا اور عرب کی سرزمین سے بھی آگے نکل گیا۔ ان حالات میں عجمیوں اور غیر عرب لوگوں کے لیے یہ مشکل ہوگیا کہ وہ قرآن پاک کو اس کے صحیح معنون اور مطالب کے ساتھ سمجھ سکیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کی اپنی زبانوں میں قرآن پاک کے ترجمے پیش کیے جائیں۔ امام ابوحنیفہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے قرآن پاک کے دوسری زبانوں میں ترجمے کو جائز قرار دیا۔ ان ترجموں سے عام لوگوں کو قرآن پاک کے سمجھنے میں بہت مدد ملی۔ گو یہ مسئلہ ایک عرصہ متنازعہ فیہ رہا۔ لیکن بعد میں امام ابوحنیفہ کی رائے کو مقبولیت حاصل ہوئی۔

برصغیر پاک و ہند میں سندھ ہی وہ علاقہ تھا، جہاں اسلام سب سے پہلے پہنچا۔ سندھ، خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم کے ہاتھوں پہلی ہجری صدی کے اختتام میں فتح ہوا، لیکن اسلام کا پیغام سندھ کے اندر اس سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔

سندھ کے ایک عظیم محدث، محقق اور فقیہ عالم مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اپنی مشہور تالیف ''بیاض ہاشمی'' میں علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالے دو روایتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں ہے کہ:

عن محمد بن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ ﷺ: ذکر انہ وفد ان علیہ وفہ ان فی یوم واحد من السند و افریقیۃ بسمعھم وطاعتھم

محمد بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ دو وفد، ایک سندھ سے، دوسرا افریقہ سے ایک ہی دن میرے پاس پہنچے، جنہوں نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔

دوسری روایت ہے کہ:

روی ان رسول اللہ ﷺ ارسل کتابہ الی اھل السند علی ید خمسۃ نفر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من الصحابة فلما جاؤ فی السند فی قلعة یقال لها نیرن اسلم بعض اهله۔ ثم رجع من اصحابه اثنان مع الوافد علیه من السند وبقی ثلاثة منهم فی السند واظهر اهل السند الاسلام وبینوا الاهل السند الاحکام وما توافیه وقبورهم فیه الآن موجودة

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پانچ صحابہ کرام ؓ کو اپنے خط کے ساتھ سندھ کے لوگوں کے پاس بھیجا۔ جب وہ سندھ میں قلعہ نیرون (حیدرآباد) کے پاس پہنچے تو سندھ کے کچھ لوگوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد دو صحابہ کرام اپنے سندھی میزبانوں کے ساتھ واپس چلے گئے، جب کہ تین صحابہ کرام ؓ سندھ میں ٹھہر گئے۔ ان کی تبلیغ سے بہت سے سندھیوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ان تینوں صحابہ کرام نے سندھ میں نئے مسلمانوں کے لیے مذہبی تعلیم کو جاری رکھا اور آخر کار ان کا وصال بھی سندھ میں ہوا۔ ان کی قبریں یہاں موجود ہیں۔ مخدوم صاحب نے ان روایتوں پر محدثانہ طور پر بحث کی ہے۔ ان کی صداقت کی دوسرے تاریخی حوالوں سے بھی تائید ہوتی ہے۔

نومسلم کو سندھیوں کو صحابہ کرام ؓ نے جو تعلیم دی ہوگی، وہ قرآن پاک کی تعلیم ہوگی، اس لیے کہ اس وقت قرآن پاک کے علاوہ کوئی دوسری کتاب موجود نہیں تھی۔ حدیث اور فقہ کی کتابیں بعد میں وجود میں آئیں۔ یہاں کے لوگ عربی زبان سے واقف نہیں تھے، اس لیے سندھی مسلمانوں کو علم سکھانے کے لیے سندھی زبان استعمال کی گئی ہوگی، جو مبلغین نے سیکھ لی ہوگی۔

(۷) حضرت امروٹی کے سندھی ترجمہ قرآن کے اشاعت سے قبل سندھی زبان میں موجودہ قرآن مجید کے تراجم کا مختصر جائزہ:

قرآن مجید کا سندھی زبان میں پہلا ترجمہ:

جب تصنیف وتالیف کا دور شروع ہوا تو برصغیر میں سب سے پہلے تیسری صدی ہجری میں سندھی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا۔ یہ گیارہ سو سال پرانا ترجمہ ہے، جسے مہروک بن رائق راجا کی درخواست پر منصورہ کے عرب حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے ایک عراقی عالم نے کیا۔ یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم سندھ میں رہ کر سندھی زبان سیکھ چکا تھا اور شاعر بھی تھا۔

اس راجا پر سندھی ترجمے نے ایسا اثر کیا کہ سورہ یاسین کی ایک آیت "من یحی العظام وھی رمیم" کا سندھی میں ترجمہ اور تفسیر سنی تو تخت سے نیچے اتر آیا، اور خدا کے خوف سے اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ افسوس کہ سندھی زبان کا رسم الخط نہ ہونے اور زمانے کے انقلابات کے وجہ سے قرآن پاک کا یہ سندھی ترجمہ محفوظ نہ رہ سکا۔

ہمارے پاس قدیم سندھی زبان کی جو بھی کتابیں موجود ہیں وہ سب تین سو سال پرانی ہیں ان کا سلسلہ میں ابوالحسن ٹھٹوی کے سندھی رسم الخط مقرر کرنے کے بعد شروع ہوا۔ سندھی زبان کی پہلی کتاب میاں ابوالحسن کی ''مقدمہ الصلاۃ'' ہے جو قدیم سندھی نظم میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ٹھٹہ کے علماء نے دینی کتابیں لکھنی شروع کیں۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کا ترجمہ:

اس زمانے میں قرآن مجید کے سندھی ترجمے کی اشد ضرورت تھی، یہ سعادت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (وفات ۱۱۷۴ھ) کو نصیب ہوئی انہوں نے قرآن پاک کا پرانی سندھی میں منظوم ترجمہ کیا۔ نماز میں کام آنے کے خیال سے انہوں نے انتیسویں اور تیسویں پاروں کا سندھی میں ترجمہ کیا اور کچھ حواشی بھی لکھے۔ یہ ترجمہ ۱۱۶۲ھ میں ہوا یہ قدیم ترین سندھی ترجمہ ہے لیکن افسوس کہ یہ مکمل نہ ہو سکا۔

قاضی عزیز اللہ متعلوی کا ترجمہ:

تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں قاضی عزیز اللہ ٹیاری ضلع حیدر آباد کے ایک عالم نے قرآن حکیم کا ترجمہ سندھی زبان میں کیا۔ اس ترجمہ کی زبان نہایت عمدہ سلیس اور شیریں ہے۔ قاضی صاحب ایک بڑے عالم تھے، ان کے فرزند قاضی علی محمد بھی اپنے دور کے بڑے عالم اور خطاط گزرے ہیں، یہ ترجمہ بمبئی کے کریمی پریس والوں نے شائع کیا تھا۔

مولانا محمد صدیق کا ترجمہ:

چوتھا سندھی ترجمہ مولانا محمد صدیق صاحب کا ہے یہ ترجمہ بھی پرانا ہے اسکی زبان نہایت دل آویز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مؤثر ہے اس ترجمے کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ترجمہ پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ بنیادی عربی زبان کے الفاظ کا مفہوم سندھی زبان جاننے والوں کے لیے نہایت واضح ہے کیونکہ عربی کے الفاظ کا لفظی ترجمہ اپنے بھرپور تاثر کے ساتھ موجود ہے۔ یہ ترجمہ بہت قدیم ہے، اس دوسری اشاعت لاہور سے ملک دین محمد اینڈ سنز نے کی ہے۔

(الف) مولانا تاج محمود امروٹی کا ترجمہ قرآن:

مولانا تاج محمود امروٹی نے قرآن پاک کا سندھی ترجمہ تقریبا ۱۳۱۲ ہجری میں کیا۔ مرحوم منشی عبدالخالق شکارپوری، جو کہ سندھی زبان کے ایک بہت بڑے ادیب تھے انہوں نے تاج محمود امروٹی کے اس ترجمہ میں ان کی بہت مدد کی اور مفید مشورے دیتے رہے، حضرت مولانا علامہ عبید اللہ سندھی جو کہ دارالعلوم دیوبند سے ۱۳۰۸ھ میں فارغ التحصیل ہو کر آئے تھے، مولانا محمود امروٹی کے مدرسہ میں جو کہ امروٹ ضلع سکھر میں تھا۔ درس دیتے رہے حضرت مولانا امروٹی ان سے علمی مشورے لیتے تھے۔ اس علمی ماحول میں مولانا امروٹی نے جو سندھی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کی وہ مستند، بامحاورہ اور اچھا ترجمہ ثابت ہوا، جس طرح فارسی میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا ترجمہ اعجاز کا درجہ رکھتا ہے، وہی حیثیت مولانا امروٹی کے سندھی ترجمے کی ہے۔

(ب) حضرت امروٹی کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات:

جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت امروٹی نے سندھ کے عوام کی جہالت، بدعات اور بری رسومات کا علاج قرآن کی تعلیمات عام کرنے کے ذریعہ کرنے کا فیصلہ فرمایا، اس لیے جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اصلاح احوال کے لیے اسوقت مروج زبان فارسی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا اسی طرح حضرت امروٹی نے قرآن مجید کا عام فہم سلیس اور بامحاورہ ترجمہ شائع کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ تاکہ عام سندھی خواندہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ اس سلیس اور بامحاورہ سندھی ترجمہ پڑھ قرآن مجید کی تعلیمات سے واقف ہوسکیں۔ سندھ میں شائع شدہ سابق ترجمے جن کا ذکر ہو گیا ہے جو کہ اس وقت عام طور پر دستیاب نہ تھے۔ اس صورتحال میں مولانا امروٹی کا ترجمہ سندھ کی عوام کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔

مولانا امروٹی کا یہ سندھی ترجمہ دوصورتوں میں اشاعت پذیر ہوا، پہلا وہ ایڈیشن جو صرف سندھی میں مجرد ترجمہ کی صورت میں (بغیر متن) تھا۔ یہ ترجمہ دس دس پاروں کی صورت میں تین جلدوں میں شائع کیا گیا تھا اور اس کا ہدیہ نہایت کم یعنی سوا روپیہ فی جلد رکھا گیا، تاکہ ہر خاص وعام سندھی اسے آسانی کے ساتھ خرید سکے اور تبلیغی مقاصد کے لیے غیر مسلموں میں بھی تقسیم کیا جاسکے، باوجود اسکے کہ اس دور کے کچھ علما نے اس طرح مجرد ترجمہ بغیر متن قرآن مجید کے شائع کرنے پر اعتراض کیا، ان کے نزدیک وہ مصلحت میں، جو حضرت امروٹی کی نظر میں تھی، شاید کم اہمیت رکھتی تھی، جیسے کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اس ترجمہ قرآن کو تحریر کرتے وقت ایک بورڈ اس کام پر مامور تھا جس میں علما کے ساتھ سندھی زبان کے ادیب اور ماہرین لغت بھی شامل کیے گئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ترجمہ قرآن مجید آسان اور عام ہونے کے ساتھ سندھی ادب کا ایک شاہکار ترجمہ بھی قرار پا گیا۔

اس سلسلے میں میرے پیش نظر قرآن مجید کے دوسرے سندھی تراجم موجود رہے ہیں، نیز ان کا مولانا امروٹی کے ترجمہ قرآن مجید سے تقابلی مطالعہ کرنے کے بعد کئی ایسی مثالیں سامنے آئی ہیں جن میں نہایت مناسب اور آسان الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے، چونکہ اس طرح کی کثیر مثالیں موجود ہیں لیکن ان کا تعلق سندھی زبان وادب سے بھی ہے، اس لیے ان کا ذکر یہاں پیش کرنے میں افادیت نہیں ہے۔ دوسرا ترجمہ قرآن مجید عربی متن کے ساتھ شائع کیا گیا تاکہ عام علماء کے اس بارے میں خدشات دور ہوسکیں، اس قرآن مجید میں آیات کے نمبر بھی پہلی بار دیے گئے ہیں حالانکہ اس سے پہلے والے تراجم میں اس بات کا اہتمام نہ کیا گیا تھا۔

ادبی لحاظ سے یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کسی بھی اجنبی زبان سے ترجمہ کرنا بے حد مشکل کام ہے، کیونکہ ہر زبان کی گرامر، محاورے اور نحوی تراکیب اپنی اپنی نوعیت کی ہوتی ہیں، نیز اس زبان کے اصطلاحی الفاظ کا معنی اور اس کی نزاکتیں اپنی خاص نوعیت کی ہوتی ہیں، خاص طور پر ایسی زبان جس کا ادب نہایت وسیع ہو اور اس میں بلاغت زبان کا دریا موجزن ہو تو ایسی زبان کا کسی دوسری زبان میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ کرنا کتنی محنت شاقہ کا تقاضا کرتا ہے تاکہ اصلی زبان کی روح دوسری ترجمہ والی زبان میں مفقود نہ ہو جائے، اس لیے ترجمہ والی زبان میں موزوں الفاظ کی تلاش کا کام سخت مشکل بن جاتا ہے تاکہ ترجمہ میں اصلی زبان کی روح قائم رہ سکے اور اس کا مطلب پوری طرح سے ادا کیا جا سکے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے فارسی ترجمہ قرآن مجید کے بارے میں ان مشکلات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے، اس سلسلے میں بتایا گیا ہے کہ مولانا امروٹی نے اپنے کتب خانہ میں متعدد مستند تفاسیر قرآن مجید کے ساتھ لسانی مسائل حل کرنے کے لیے نہایت عمدہ کتب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی مہیا فرمایا تھا جس سے مترجم حضرات مکمل استفادہ کرتے رہتے تھے، نیز ان کاوشوں پر آخری نظر حضرت امروٹی خود ڈالتے تھے۔ ترجمہ قرآن مجید کو زیادہ واضح کرنے کے لیے ضروری تشریح کا اضافہ قوسین میں کیا جاتا تھا تاکہ عام قاری کو آیات کا مطلب سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

حضرت امروٹی کے سندھی ترجمہ قرآن مجید میں دوسری خصوصیات کے ساتھ یہ خصوصیات بھی موجود تھیں کہ ترجمہ قرآن مجید کے ساتھ فضائل تلاوت پر مفصل تحریر موجود ہے، تاکہ عام لوگ فضائل تلاوت وفضائل قرآن مجید سے واقف ہو سکیں اور اسکے ساتھ قرآن مجید کے آخر میں مختلف عنوانات کے تحت مضامین قرآن کی فہرست بھی شامل کردی گئی تھی، جس کے ذریعہ مضامین قرآن کی تلاش آسان ہو جاتی ہے۔ یہ خصوصیات فہم قرآن مجید میں بڑی مدد وتعاون ثابت ہوئیں۔

اس وقت تک دیگر سندھی تراجم میں اس طرح کی خصوصیات ناپید تھیں۔ اس کے ساتھ یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت امروٹی کا یہ ترجمہ قرآن مجید سندھی ٹائپ میں طبع شدہ تھا، تاکہ اسکولوں کے تعلیم یافتہ لوگ، اساتذہ اور طلبہ اس کا آسانی کے ساتھ مطالعہ کرسکیں۔ حالانکہ اس وقت تک سندھی تراجم کی سندھی زبان میں کتابت بھی کرائی جاتی تھی اور لیتھو پریس پر طباعت کا اہتمام کیا جاتا تھا، جو سندھی خواندہ آدمی کے لیے پڑھنا ذرا مشکل ثابت ہوتا تھا، حضرت مولانا نے جو پریس امروٹ میں محمود المطابع کے نام سے سن ۱۹۰۰ میں قائم کیا تھا وہ بھی پرنٹنگ کی صورت میں تھا، مولانا صاحب امروٹی کے اس سندھی ترجمہ قرآن مجید کے لیتھو ایڈیشن لاہور سے حضرت مولانا احمد علی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب لاہوری شائع کراتے رہے ہیں۔ الحمدللہ یہ سلسلہ اب تک جاری وساری ہے۔

حضرت امروٹی نے اپنے شائع شدہ سندھی ترجمہ کا نام "الھام الرحمن فی ترجمة القرآن" رکھا تھا۔ اس کو شائع ہوئے اب ایک صدی مکمل ہونے والی ہے، گودرمیاں میں حضرت صاحب کے خلفا نے ترجمہ پر نظر ثانی کا کام بھی سرانجام دیا ہے، تاکہ ترجمہ کی وہ تابنا کی اور اثر اندازی کسی بھی طرح کم نہ ہونے پائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات وحواشی

۱۔	اهی دینهن اهی شینهن (حصہ اول)	پیر علی محمد راشدی	۱۹۷۴
۲۔	تذکرہ مولانا تاج محمود امروٹی	علمی مجلس حیدر آباد	۱۹۷۵
۳۔	تذکرہ لطفی (حصہ سوم)	لطف اللہ بدوی	۱۹۵۳
۴۔	سندھی ادب جو تاریخی جائزو	میمن عبدالمجید سندھی	۱۹۷۲
۵۔	سندھی ادبی تاریخ (حصہ اول)	میمن محمد صدیق	۱۹۷۳ء
۶۔	بیاض ہاشمی	مولانا محمد ہاشم ٹھٹوی	قلمی
۷۔	سندھ آزاد نمبر	روزانہ الوحید کراچی	۱۹۷۳ء
۸۔	ماہنامہ نئیں زندگی	پاکستان پبلی کیشنز	۱۹۶۰ تا ۱۹۷۱ء
۹۔	ماہنامہ الرحیم	شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد	۱۹۷۱ تا ۱۹۷۲ء
۱۰۔	مولانا عبید اللہ سندھی	پروفیسر محمد سرور	۱۹۴۳

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسن التفاسیر از سید احمد حسن اور تفسیر احسن البیان از حافظ صلاح الدین یوسف کی امتیازی خصوصیات

ڈاکٹر حافظ محمد یٰسین بٹ ☆

برصغیر پاک وہند کی تاریخ اپنے علمی وفکری اور مذہبی ورثے کے حوالے سے بہت زرخیز ہے مسلمانانِ ہند اگرچہ مکۃ المکرمۃ اور مدینہ منورہ سے بہت فاصلے پر تھے لیکن وہ اپنے Original علمی وفکری اور مذہبی ورثے سے ہمیشہ محبت وعقیدت کے جذبے سے سرشار ہو کر وابستہ و پیوستہ رہے اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے حصول میں ہمیشہ (Active) سرگرم رہتے۔

ہندوستان جو کہ مختلف تہذیبوں کے لوگوں کا مسکن رہا ہے۔ مختلف مذاہب کے افراد اس خطے میں آباد ہو چکے تھے جس میں عیسائی مذہب کے لوگ بھی تھے اور ہندوؤں کی بھی خاصی تعداد تھی۔ آریہ مذہب کے لوگ بھی یہاں آباد تھے اور مسلمان بھی 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جب مختلف علوم و فنون ارتقاء کی منازل طے کر رہے تھے جس میں میڈیسن، طب، علم فلکیات، سائنس، طبیعات، ریاضی، جغرافیہ، فلاسفی، منطق اور تقابل ادیان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس عہد میں مسلمان سکالرز نے جہاد بالقرآن کے عظیم فریضہ کو سرانجام دیتے ہوئے قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر لکھیں تاکہ مسلمانوں کو اس کا فہم حاصل ہو اور تفہیم قرآن اور تدبر قرآن کے ذریعے سے دشمنان اسلام مستشرقین، عیسائی پادریوں اور یہودیوں کے تمام اعتراضات والزامات کے جوابات مدلل، محققانہ اور احسن انداز میں دیے جاسکیں جو وہ اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں لکھتے تھے۔ امتیازی خصوصیات کے مطالعہ کے حوالے سے جن دو

☆ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیروں کا مطالعہ ہمارا مطلوب ومقصود ہے اُن میں سے ایک تفسیر مولانا حافظ سید احمد حسن محدّث متوفی ۱۳۳۸ھ دوسری تفسیر مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کی ہے جس کا نام ''احسن البیان'' ہے۔

قرآن مجید کے اردو تراجم

پس منظر:

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہر یار نے اپنے سفر نامہ عجائب الہند میں قرآن مجید کے ایک ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو کشمیر کے راجہ مہروک کے ایماء پر تیسری صدی ہجری کے اواخر میں ہندوستانی زبان میں کیا گیا تھا۔(۲)

معروف سیاح ابن شہر یار نے درج ذیل لکھا ہے:

کشمیر کے راجہ مہروک نے ۲۷۵ھ مطابق ۸۸۳ ع میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ میرے پاس ایک ایسا آدمی بھیج دیا جائے جو اسلامی شریعت کے احکام ہندی زبان میں بیان کر سکے۔ امیر عبداللہ نے ایک مسلمان عالم کو بھیجا جو ہندوستان کی مختلف زبانیں جانتا تھا، اس نے راجہ کے پاس چند سال ٹھہر کر راجہ کو پورے طور پر اسلام سے واقف بنا دیا۔ راجہ نے یہ خواہش کی کہ ''ہندی'' زبان میں میرے لئے قرآن کی تفسیر کر دے۔ سورۂ یٰسین' تک یہ تفسیر مکمل ہو گئی تھی۔

پس منظر:

اصول وضوابط کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیے گئے تراجم کے درجے میں بلاشبہ صاحبزادگان ولی اللہؒ کے تراجم میں سرفہرست ہیں اور یہ کہنا صحیح ہے لیکن بارہویں صدی ہجری سے قبل بھی تراجم کی تاریخی شہادت ملتی ہے۔ بعض تراجم کے مطبوعہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی رسائی اُن تک نہ ہوسکی اور جو مطبوعہ تھے ان کے مترجمین ممکن ہے مشہور ہستیاں نہ تھیں اور اس وجہ سے ان کو شہرت حاصل نہ ہوئی اور ایسے تراجم سے لوگ فیض یاب نہ ہو سکے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراجم کی فہرست:

ہندوستان کی تاریخ کے تناظر میں قرآن مجید کے اردو ترجموں کی تحریک بہت پہلے سے شروع ہو چکی تھی۔ اردو زبان جب سے معرضِ وجود میں آئی اسی وقت سے قرآن مجید کے تراجم کا سلسلہ کہ ''اردو'' کو پہلے ''ہندی'' ہی کہتے تھے، اس کے ثبوت کے لیے ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۱۰ء کے شاہ عبدالقادر کے قرآن کے دیباچے کے حوالے سے حسب ذیل اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

''اس بندہ عاجز عبدالقادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شاہ ولی عبدالرحیم کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے' ہندوستان کے رہنے والے، فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں، اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے۔ الحمدللہ یہ آرزو (۱۲۰۵ھ مطابق ۱۷۹۰ء ع) میں حاصل ہوئی۔ (حوالہ موضح قرآن' جلد اوّل' مقدمہ)

جب دائرۂ اسلام غیر عربی دان علاقوں میں داخل ہوا تو قرآن کے ترجمے کی ضرورت شدت سے محسوس ہونے لگی۔ قرآن تو عربی میں تھا اور غیر عرب مسلمان عربی سے نابلد

زبانِ یار من ترکی و ترکی نمی دانم

قرآن کے تراجم کے مختلف اسباب کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

۱: عربی دان علماء نے قرآن کے تراجم کیے تاکہ اُس وقت کے خاص حالات میں فکری' علمی اور مذہبی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔

۲: ہر خاص وعام قرآن حکیم کا پیغام ذہن نشیں کر لے۔

۳: بعض ترجمے اس لئے لکھے گئے کہ وہ اس لسانی ارتقاء کا ساتھ دے سکیں۔

مولانا حافظ سید احمد حسن محدّث:

مفسر/ مؤلف احسن التفاسیر ۱۲۵۸ھ.....۱۳۳۸ھ ۷ جلدیں۔ مکمل تفسیر۔ مکتبہ السّلفیہ لاہور۔

مولد و مسکن:

آپ کا خاندان دہلی کا رہنے والا تھا ۱۲۵۸ھ میں آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ قلعہ معلّٰی میں اچھے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاصے خاندانی تعلقات کے باعث بچپن قلعہ معلیٰ میں گزرا۔

حفظ قرآن:

قاری اُمید علی جو دہلی میں رہ رہے تھے، اُن سے قرآن مجید حفظ کیا۔ گیارہ سال کی عمر میں قرآن کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

فارسی کی تعلیم:

چودہ سال کی عمر تک فارسی عبارت سمجھنے کی اچھی استعداد پیدا ہوگئی کہ خط وکتابت بخوبی کر سکتے تھے۔

۱۸۵۷ء میں آپ ہنگامے کی وجہ سے دہلی سے باہر چلے گئے تھے۔ منطق کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور اصول فقہ کی کتابیں بھی پڑھیں۔ علی گڑھ جا کر مولانا فیض الحسن صاحب سہارن پوری سے اکتساب علوم کیا اور فقہ واصول اور منطق کی بقیہ کتابوں کے ساتھ ہی تفسیر بھی اُن سے پڑھی۔

تفسیر وحدیث کی تکمیل:

دہلی واپس جا کر مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا اور حضرت سے اکتسابِ فیض کرتے ہوئے جلد ہی تفسیر وصحاح کی تکمیل کر ڈالی۔

مولانا حافظ سید احمد حسن محدث:

۱۳۵۸ھ میں حج بیت اللہ کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

علمی مشاغل:

علمی ذوق کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ ڈپٹی کلکٹری کی ملازمت کے دوران آپ نے تین ترجموں والا قرآن مجید مرتب کیا۔

پہلا ترجمہ فارسی فتح الرحمٰن از شاہ ولی اللہؒ

دوسرا اردو تحت اللفظ ترجمہ از شاہ رفیع الدین

تیسرا اردو با محاورہ ترجمہ از شاہ عبدالقادرؒ پھر اس پر ''احسن الفوائد کے نام سے بہترین ملخص تفسیری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی خود لکھے'' اس قرآن مجید کو اپنے خرچ پر طبع کرایا۔

مقدمہ احسن التفاسیر

احسن التفاسیر کا مقدمہ 49 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں درج ذیل ذیلی عنوانات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

۱: نزول وترتیب قرآن۔

۲: شان نزول کے مباحث۔

۳: کتابتِ قرآن اور قرآن وحدیث کا فرق۔

۴: مکی اور مدنی کی اصطلاح۔

۵: تلاوتِ قرآن میں سہولت۔

۶: جمع قرآن عہد نبوی میں۔

۷: عہد صدیقی میں جمع قرآن کی صورت۔

۸: مصحفِ عثمانی اور ابن مسعودؓ کے اختلاف کی حیثیت۔

۹: مباحثِ قراءت وتجوید۔

۱۰: ناسخ ومنسوخ پانچ آیات کو سید احمد حسن منسوخ قرار دیتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال سے یہی معنی نکلتے ہیں۔

۱۱: ربطِ آیات۔

۱۲: نزولِ قرآن قریش کی لغت میں۔

۱۳: قرآن کا اعجازی وصف۔

۱۴: عربی زبان کی ابتدا۔

۱۵: فضائلِ تلاوت۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶: باعثِ تالیف۔

۱۷: مبادیاتِ علمِ تفسیر اور اصولِ تفسیر۔

۱۸: تفسیر وتاویل میں سلف فرق نہیں کرتے تھے۔

۱۹: مفسرین کے طبقے' پہلا طبقہ۔

۲۰: ایک شبہے کا ازالہ۔

۲۱: عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر۔

۲۲: تفسیر کے اصول' قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ۔

۲۳: صحیح حدیث سے قرآن کی تفسیر۔

۲۴: کوئی صحیح حدیث' قرآن کے مخالف نہیں۔

۲۵: تفسیر صحابہ حجت ہے۔

۲۶: تفسیر تابعین کی حیثیت۔

۲۷: تبع تابعین کی تفسیریں۔

۲۸: تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کی حیثیت۔

۲۹: بعد کی تفسیریں۔

۳۰: احسن التفاسیر کی تالیف۔

۳۱: اشاعت تفسیر کی ضرورت واہمیت۔

۳۲: ایک شبہ کا ازالہ۔

۳۳: قرآن فہمی کے لئے حدیث کی ضرورت۔

۳۴: منکرین حدیث سے ایک سوال۔

۳۵: ایک اور شبہ کا حل۔

۳۶: مرجع ضمائر میں احسن التفاسیر کا طریقہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷: معتبر اور نا قابل اعتراض کی اصطلاح۔

۳۸: قدیم وجدید فلاسفہ کے نظریات پر تنقیدی نظر۔

۳۹: عالم حادث ہے۔

۴۰: ایک شبہ کا جواب۔

۴۱: فلسفیوں کی توحید اور اس کی خامیاں۔

سید احمد حسن، احسن التفاسیر کی تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں۔ قرآن شریف عربی زبان میں ہے اور ہر شخص کو عربی زبان کے سمجھنے کی طاقت نہیں، اس واسطے شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کے عام فہم اُردو کے ترجمہ کے زیادہ عام فہم ہو جانے کی غرض سے اسی ترجمہ کی سلیس اردو کے ڈھنگ پر پہلے چیدہ چیدہ آیتوں کے فوائد ''احسن الفوائد'' کے نام سے تین ترجمے کے قرآن مطبوعہ مطبع فاروقی کے حاشیہ پر چھاپ دیے گئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان فوائد سے مسلمان بھائیوں کو بہت فائدہ پہنچا جس کے سبب سے اس قرآن تین ترجمہ مع فوائد کے اب بہت لوگ خواہش مند ہیں لیکن وہ قرآن نہیں ملتا۔ اُن فوائد میں چیدہ چیدہ آیتوں کا مطلب تھا، اس واسطے اُن فوائد سے پورے قرآن شریف کا مطلب سمجھ میں نہیں آسکتا تھا، اسی لیے ان فوائد کا یہ نقصان رفع کر دینے کی غرض جسے شاہ عبدالقادر مرحوم کے ترجمہ کا یہ قرآن اس ڈھنگ سے چھاپا گیا کہ اوپر قرآن شریف کی آیتیں اور اُن کا ترجمہ ہے اور نیچے احسن التفاسیر کے طور پر تمام قرآن شریف کی مختصر صحیح تفسیر ہے تا کہ ترجمہ اور اس تفسیر کی مدد سے اردو دان مسلمان مرد اور عورتیں قرآن شریف کا مطلب اچھی طرح سمجھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اوپر بیان کردہ صحیح حدیث کے موافق معزز فرشتوں کا مرتبہ حاصل کریں۔ (۲)

مولانا حافظ صلاح الدین یوسف کی حاشیہ قرآن یا مختصر تفسیر احسن البیان:

آپ نامور عالمِ دین، بلند پایۂ ادیب، وخطیب، سلفی العقیدہ شیریں بیان واعظ اور احسن البیان تفسیر آپ کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان تمام کتابوں میں سے شہرتِ دوام حاصل کرنے والی کتاب احسن البیان ہے۔ دارالسلام۔ لوئر مال لاہور سے طبع شدہ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

تفسیر ''احسن البیان'' اور اس کی چند امتیازی خصوصیات۔ مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

☆ یہ حاشیہ قرآن یا مختصر تفسیر ''احسن البیان'' جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں اگرچہ جگہ کی محدودیت کی وجہ سے زیادہ تفصیل سے کام نہیں لیا گیا، تاہم پھر بھی کوشش کی گئی ہے کہ عوام کو قرآن فہمی اور اس کے مشکل مقامات کے لئے جتنی تفصیل کی ضرورت ہے اسے اختصار وجامعیت کے ساتھ ضرور پیش کیا جائے۔

اس مذکورہ حاشیہ قرآن یا مختصر تفسیر ''احسن البیان'' کی امتیازی اور منفرد خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

☆ اسرائیلی اور ضعیف روایات کے بیان کرنے سے گریز اور صرف صحیح روایات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (۳)

☆ شان نزول اور سورتوں کے فضائل میں بکثرت روایات مروی ہیں لیکن ان میں صحیح، بہت کم ہیں۔ عدم گنجائش کی وجہ سے مشہور ضعیف روایات کی تردید تو ممکن نہیں تھی، اس لیے صرف یہ التزام کیا گیا ہے کہ صرف صحیح اور مستند روایت ذکر کر دی جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو روایات اس میں نقل نہیں ہوئیں، وہ کتنی بھی مشہور ہیں، بالعموم غیر مستند ہیں۔

☆ چند مقامات کے علاوہ پوری تفسیر میں احادیث کے مکمل حوالوں کا التزام کیا گیا ہے، تاکہ تفصیل کے خواہش مند اہل علم کو مراجعت میں آسانی رہے۔

☆ تفسیر ابن کثیر، تفسیر فتح القدیر، تفسیر ابن جریر طبری، ایسر التفاسیر جیسی سلفی تفاسیر، اس کے بنیادی مآخذ ہیں، زیادہ تر انہی کو سامنے رکھا گیا ہے دیگر عربی اور اردو تفاسیر سے بہت کم اعتناء کیا گیا ہے۔ (۴)

☆ توضیح وتشریح میں سلف (صحابہؓ وتابعینؒ) کی تعبیر اور ان کے منہاج کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اس اعتبار سے یہ سلفی تفاسیر کا خلاصہ سلف کے منہج ومسلک کا آئینہ اور تفسیر بالاحادیث الصحیحہ کا الحمدللہ ایک عمدہ نمونہ ہے۔ (۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ اردو میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''خدا کا لفظ بول چال اور تحریر میں عام ہے لیکن اصلاً یہ لفظ فارسی زبان کا ہے اور فارس کے آتش پرستوں کے ہاں بالخصوص یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، جو دو خداؤں کے قائل ہیں۔

ایک کو وہ اہرمن اور دوسرے کو یزداں کہتے ہیں۔ اسی طرح انگریزی کا لفظ (GOD) ہے جیسے اہل تثلیث اور بھگوان کا لفظ ہے جسے مورتیوں کے پجاری ہندو استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں اردو میں ان تمام الفاظ کے استعمال سے گریز اور صرف اللہ کا لفظ ہی لکھنا اور بولنا چاہیے۔ یہ بہتر بھی ہے اور باعث ثواب بھی، بنا بریں اس مختصر تفسیر کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں کوشش کی گئی ہے کہ ''خدا'' کا لفظ سوائے ناگزیر تراکیب کے کہیں استعمال نہ ہو۔ اس میں جو ترجمہ دیا گیا ہے وہ دراصل مولانا محمد جونا گڑھیؒ کا ہے۔ جو ان کے مترجم تفسیر ابن کثیر کے ساتھ ہے۔

اس میں البتہ متعدد جگہ اصلاحات کی گئی ہیں، ان میں ایک اصلاح یہ بھی ہے کہ خدا کا لفظ جہاں جہاں بھی ترجمہ قرآن میں استعمال ہوا تھا اس کو اللہ کے لفظ سے بدل دیا گیا ہے۔ اس طرح ترجمہ اور تفسیر دونوں میں لفظ ''خدا'' کے استعمال سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس اہتمام والتزام کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اللہ ہی کا لفظ استعمال کریں، جو قرآن کریم کا لفظ ہے، جس کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ''خدا'' کا لفظ ہماری زبان میں جو عام ہو گیا ہے اس سے لوگ احتراز اور گریز کریں۔ (۶)

اس تفسیر میں ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں دو قسم کی فہرستیں دی گئی ہیں:

ایک فہرست:

قرآن کریم کے مضامین کے اعتبار سے ہے، مثلاً: حضرت نوح علیہ السلام کا یا حضرت موسیٰ کا واقعہ کہاں کہاں بیان کیا گیا ہے، اللہ کی توحید کا کہاں کہاں ذکر ہے؟ اس کے لیے سورت کا نام اور آیت نمبر کے اندراج کا اہتمام کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فہرست:

یہ فہرست حواشی یا تفسیر میں بیان کردہ مباحث ومضامین کی ہے، جس کو دیکھ کر قاری بہت سے اہم مسائل ومباحث کو ملاحظہ کرسکتا ہے جو فہرست کے بغیر علم میں نہیں آسکتے۔ یا تو کوئی شخص پوری تفسیر پڑھ ڈالے۔ اکثر لوگ پوری تفسیر پڑھنے کی سعادت سے محروم ہی رہتے ہیں' اس لئے اس فہرست کی افادیت بھی مسلمہ ہے۔

اسباب تراجم قرآن:

قرآن اسلام کا دستور اور آئین ہے شریعت اسلامیہ کا، پہلا مصدر قرآن ہے اور دوسرا مصدر حدیث ہے۔ قرآن کو سمجھے بغیر شرعی قوانین کا نفاذ ممکن نہیں۔ ایک اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے قرآن کا سمجھنا از حد ضروری ہے۔ اس کتاب ہدایت کا اعلان پوری انسانیت کے لیے سورۂ یونس کی درج ذیل آیت میں ملاحظہ ہو۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (یونس:۵۷)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے۔ اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''

اسباب ترجمہ قرآن مجید:

﴿ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴾

''یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم یا خبیر کی طرف سے۔''

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾ (الاعراف: ۱۵۸)

کہہ دیجیے اے بنی نوع انسان! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب لوگوں کے لیے۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (سبا. ۲۸)

''اور ہم نے تو آپ کو بنی نوع انسان کے لیے خوش خبری سنانے والا اور (خدا کا) خوف دلانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں سمجھتے۔''

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ (ابراھیم: ۴)

''اور ہم نے (اللہ نے) بھیجا ہر رسول کو اسی کی قوم کی زبان میں تا کہ وہ لوگوں کو واضح طور پر (تعلیمات) سمجھا سکیں۔''

تفسیر القرآن:

نمونہ یا مثال:

مثلاً سورۃ الانفال کی آیت:۶۱

خصوصیات تفسیر:

﴿ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ العليم ﴾ (۷)

آیت کے حوالے سے احسن البیان کے مفسر درج ذیل الفاظ لکھتے ہیں:

''یعنی اگر حالات جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں اور دشمن بھی مائل بہ صلح ہو تو صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں، اگر صلح سے دشمن کا مقصد دھوکہ اور فریب ہو، تب بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ پر بھروسا رکھیں یقیناً اللہ دشمن کے فریب سے بھی محفوظ رکھے گا اور وہ آپ کو کافی ہے، لیکن صلح کی یہ اجازت ایسے حالات میں ہے کہ جب مسلمان کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا مفاد ہو لیکن جب معاملہ اس کے برعکس ہو، مسلمان قوت و وسائل میں ممتاز ہوں اور کافر کمزور اور ہزیمت خوردہ ہوں تو اس صورت میں صلح کی بجائے کافروں کی قوت و شوکت کو توڑنا ضروری ہے۔'' (۸)

سورۃ الانفال کی آیت ۶۱ کی تفسیر میں مفسر درج ذیل آیت بھی لاتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ﴾ (۹)

نمونہ یا مثال تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن بالقرآن:

یہ آیت ملاحظہ ہو:

﴿ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ (الانفال: ۶۳)

''ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے۔''

محولہ بالا آیت کے ذیل میں تفسیر کے الفاظ درج ذیل ہیں:

آیات قرآن کی تفسیر آیات قرآن سے:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور مومنوں پر جو احسانات فرمائے ان میں سے ایک بڑے احسان کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ کہ نبی ﷺ کی مومنین کے ذریعے سے مدد فرمائی' وہ آپ کے دست وبازو اور محافظ ومعاون بن گئے۔ مومنین کے اوپر یہ احسان فرمایا کہ ان کے درمیان پہلے جو عداوت تھی اسے محبت والفت میں تبدیل فرما دیا۔ پہلے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے' اب ایک دوسرے کے جاں نثار بن گئے' پہلے ایک دوسرے کے دلی دشمن تھے اب آپس میں رحیم وشفیق ہو گئے۔ صدیوں پرانی باہمی عداوتوں کو اس طرح ختم کر کے' باہم پیار، محبت اور الفت پیدا کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور اس کی قدرت ومشیت کی کارفرمائی تھی، ورنہ یہ ایسا کام تھا کہ دنیا بھر کے خزانے بھی اس پر خرچ کر دیے جاتے تب بھی یہ گوہر مقصود حاصل نہ ہوتا۔

مفسر اس عبارت میں مضمون کی مناسبت سے سورۂ آل عمران: ۱۵۳ کی درج ذیل آیت کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

﴿ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔''

فاضل مفسر آیات قرآنیہ کی تفسیر اس کی مماثلت والی آیت لا کر کرتے ہیں اور آیات کا ترجمہ بھی لکھتے ہیں، جیسا کہ چند مثالوں سے وضاحت کر دی گئی ہے۔

اسلوب تفسیر بیان القرآن' احسن البیان:

مشکل الفاظ کے معنی لکھنا اور صحیح احادیث سے وضاحت کرنا۔

(مضابتی) صابروا) جنگ کی شدتوں
میں دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہنا
یہ صبر کی سخت ترین صورت ہے
اس لیے علیحدہ بیان فرمایا (رَابِطُوْا)
میدان جنگ یا محاذ جنگ میں مورچہ
بند ہو کر ہمہ وقت چوکنا اور جہاد کے
لیے تیار رہنا مرابطت ہے
یہ بھی بڑے عزم وحوصلہ کا کام ہے۔

فاضل مفسر درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں:

((رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنيا وَمَا عَلَيْهَا۔)) (بخاری، باب فضل رباط یوم فی سبیل الله)

''اللہ کے راستے (جہاد) میں ایک دن پڑاؤ ڈالنا (یعنی مورچہ بند ہونا) دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

رباط کے دوسرے معنی کی وضاحت میں مفسر صحیح مسلم کتاب الطہارۃ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

مکارہ (یعنی ناگواری کے حالات میں) مکمل وضو کرنے، مسجدوں میں زیادہ دور سے چل کر جانے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کرنے کو بھی رباط کہا گیا ہے۔ص: ۲۲۰ تفسیر احسن البیان: مفسر حافظ صلاح الدین یوسف۔

دونوں تفسیروں کے مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک پہلو:

زیر مطالعہ دونوں تفسیریں تفسیر بالحدیث کی ترجمان ہیں۔

سید احمد حسن کی تفسیر کا مقدمہ طویل اور مفصل ہے جو کہ ۴۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

قدیم وجدید فلاسفہ کی بحث احسن التفاسیر میں ملتی ہے جبکہ احسن البیان میں ایسی بحث نہیں ہے۔

احسن التفاسیر میں ناسخ ومنسوخ کے حوالے سے پانچ آیات کو سید احمد حسنؒ نے منسوخ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہؓ اور تابعین کے قولوں سے یہی معنی نکلتے ہیں۔

قرآن کے اعجازی وصف کو احسن التفاسیر میں خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر ابن جریر اور تفاسیر ابن کثیر کے حوالے دونوں تفسیروں میں موجود ہیں جو کہ مابہ لااشتراک پہلو ہے۔

احسن التفاسیر میں عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کے حوالے زیادہ ہیں۔

قرآن فہمی کے لیے حدیث کی ضرورت واہمیت کو احسن التفاسیر اور احسن البیان کے مقدمہ میں نمایاں کیا گیا ہے جو کہ مابہ الاشتراک پہلو واضح ہوتا ہے۔

شان نزول کے حوالے سے دونوں تفسیروں میں مباحث میں، البتہ احسن البیان میں شان نزول کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

زیر مطالعہ دونوں کتابوں میں صحیحین کی روایات کو ترجیح سے لکھا گیا ہے۔ بخاری ومسلم کی احادیث کے حوالے زیادہ ہیں۔

صحاح ستہ کی دوسری کتابوں کے حوالے بھی ملتے ہیں۔

توضیح وتشریح میں سلف (صحابہؓ وتابعینؒ) کی تعبیر اور ان کے منہاج کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اس اعتبار سے یہ سلفی تفاسیر کا خلاصہ اور سلف کے منہج کا نمونہ ہے۔

احسن التفاسیر کے صفحات کی تعداد 2200 ہے جو کہ بڑے کتابی سائز میں ہے اور یہ 7 جلدوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مکتبہ سلفیہ لاہور سے طبع شدہ ہے۔

احسن البیان چھوٹے کتابی سائز میں ہے اور 1434 صفحات پر مشتمل ہے۔ عمدہ کاغذ میں ہے، ایک جلد میں مکمل تفسیر ہے۔

احسن التفاسیر کی زبان قدیم ہے، اس میں ایک عمدہ زبان کے محاسن موجود ہیں۔ زبان مشکل ہونے کے باوجود سلاست، روانی اور انداز بیان کی خوب صورتی سے مزین ہے۔

تفسیر احسن البیان کی زبان جدید ہے۔ ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ سادہ وسلیس انداز بیان اختیار کیا گیا ہے۔ مترادفات کا استعمال بھی پایا جاتا ہے۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱: جائزہ تراجم قرآنی، صفحہ ۱۱، مطبوعات مجلس معارف القرآن، دارالعلوم دیوبند (بحوالہ، قرآن حکیم کے اردو تراجم۔ص: ۸۰)

۲: سید احمد حسن: تفسیر احسن البیان، ص: ۲۸۔

۳: تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف ص: ۱۱

۴: تفسیر احسن البیان حافظ صلاح الدین یوسف، ص: ۱۲

۵: ایضاً

۶: تفسیر احسن البیان

۷: الانفال: ۶۱۔

۸: محمد: ۳۵

۹: الانفال: ۳۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسیر القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
(ایک تعارفی جائزہ)

پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفر اللہ ☆

مفسر و خطاط قرآن مصنف و مترجم کتب کثیرہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی ۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء کو خطاطی کے نامور مرکز حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم نور الٰہی (۱۸۸۲ء-۱۹۴۳ء) بھی معروف خطاط تھے۔ ان کی کتابت کے نمونے لاہور کے عجائب گھر میں نمبر ۱۹۹ اور نمبر ۲۰۰ کے تحت اب بھی محفوظ ہیں۔ (۱)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے میٹرک (۱۹۴۱ء) تک تعلیم ہر کلاس میں نمایاں پوزیشن اور سکالرشپ کے ساتھ حاصل کی۔ بعد ازاں پرائیویٹ ملازمت کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۴ء میں فوجی ملازمت کی خاطر ملٹری کا امتحان دیا اس میں اول آئے تو ممتحن برگیڈیئر نے کہا اگر ڈاڑھی منڈوا دو تو میں تمہیں برگیڈ بھیج دوں گا مگر آپ نے انکار کر دیا تو عام لوگوں کی طرح بطور کلرک حوال دار بھرتی کر کے راولپنڈی بھیج دیا۔ ۱۹۴۷ء میں ملٹری چھوڑ کر ادارہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں خاندانی پیشہ کتابت کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۱ء سے قرآن کریم کی کتابت شروع کی۔ اور ۱۹۸۱ء تک پچاس کے قریب قرآن کریم کی کتابت کی۔

جن میں سے اکثر تاج کمپنی کے ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں وفاق المدارس کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ (۲)

یکم مئی ۱۹۳۴ء کو بعمر ساڑھے دس سال آپ کی شادی ہوئی۔ جبکہ آپ چھٹی جماعت کے طالب

☆ پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج سمندری، فیصل آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم تھے آپ کی اولاد میں بالترتیب ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمٰن، پروفیسر نجیب الرحمٰن، اور انجینئر حافظ عتیق الرحمٰن ہیں۔ بیٹیوں میں پروفیسر ثریا بتول محترمہ رضیہ مدنی، حافظہ عطیہ انعام الٰہی اور پروفیسر حافظہ فوزیہ سلفی صاحبہ ہیں اور چاروں ہی عالمہ فاضلہ ہیں۔(۳)

۱۹۸۱ء کے بعد تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے اور تادم واپس یہ شغل جاری رہا۔ مختلف بلکہ متنوع موضوعات پر متعدد کتابیں تحریر فرمائیں۔ اور بعض دقیق علمی کتابوں کے ترجمے بھی کئے۔ آپ کی تصانیف میں ۱۶ طبع زاد ہیں جن میں'' آئینۂ پرویزیت'' جیسی ضخیم کتاب دفاع حدیث میں ہے۔''شریعت وطریقت'' نامی کتاب حقیقی تصوف کے تعارف میں جبکہ'' مترادفات القرآن'' فہم قرآن میں بے مثال کاوش ہے۔ اس کے علاوہ ایک سو کے لگ بھگ مضامین ماہنامہ'' ترجمان الحدیث''''محدث''''معارف'' اور سہ ماہی''منہاج'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱- تصانیف:

آپ کی تصانیف کا اجمالی تعارف پیش خدمت ہے۔

۱-شریعت وطریقت

ناشر مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور

ضخامت ۵۲۸ صفحات

۲- روح، عذاب قبر وسماع موتی

ناشر: مکتبہ السلام، وسن پورہ لاہور، جولائی ۱۹۸۵ء (اشاعت اول)

ضخامت: ۱۵۲ صفحات

۳- احکام ستر وحجاب،

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور،

ضخامت: ۸۸ صفحات

۴- تجارت اور لین دین کے مسائل واحکام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور، اکتوبر ۱۹۹۱ء،

ضخامت: ۳۷۲صفحات

۵- اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور، جولائی ۱۹۸۷ء

ضخامت: ۷۲صفحات

۶- آئینہ پرویزیت (مکمل چھ حصے ایک جلد میں)

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور،

ضخامت: ۱۰۰۸صفحات

۷- عقل پرستی اور انکار معجزات

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور،

ضخامت: ۳۴۴صفحات

۸- خلافت و جمہوریت

ناشر: مکتبہ السلام لاہور،

ضخامت: ۳۱۸صفحات

۹- سرگزشت نورستان

ناشر: مجلس التحقیق الاسلامی ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور، ۱۹۸۶ء

ضخامت: ۸۴صفحات

۱۰- نبی اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ، لاہور

ضخامت: ۲۸۸صفحات

۱۱- نبی اکرم ﷺ پیکر صبر و ثبات (مطبوع)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضخامت: ۲۱۶صفحات

۱۲-ایک مجلس کی تین طلاقیں اوران کا شرعی حل

۱۳-قرآن نافہمی کے اسباب اوران کا حل

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور، ۱۹۸۸ء (اشاعت ششم)

ضخامت: ۳۸صفحات

۱۴-مترادفات القرآن

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ، لاہور

ضخامت: ۱۰۰۸صفحات

۱۵-تیسیر القرآن (مفصل تفسیر قرآن)

ناشر: مکتبہ السلام وسن پورہ، لاہور

ضخامت: ۴جلد، پہلی جلد: ۶۸۰صفحات، دوسری جلد: ۶۶۳صفحات، تیسری جلد ۴۶۷صفحات اور چوتھی جلد ۷۱۸صفحات

۱۶-تیسیر القرآن (ترجمہ قرآن: مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، حاشیہ قرآن: انجینئر حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی)

ناشر: ''دارالسلام'' وسن پورہ، لاہور

ضخامت: ۶۸۶صفحات

مذکورہ بالا ذاتی تصنیفات کے علاوہ درج ذیل تراجم بھی آپ نے یادگار چھوڑے ہیں۔

۱۷- فقہ کی معروف اور مبسوط کتاب ''الموافقات'' للشاطبی کا اردو ترجمہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور کے ایماء پر کیا جو کہ ۲جلدوں میں مطبوع ہے۔

۱۸- ''بلوغ المرام'' کی عربی شرح ''سبل السلام'' کا اردو ترجمہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی دعوت پر کیا جو کہ شریعہ اکیڈمی اسلام آباد کی طرف سے مطبوع ہے۔

۱۹- مفتی اعظم سعودی عرب شیخ بن بازؒ کے فتاوی کی ایک جلد کو آپ ہی نے اردو قالب میں ڈھالا جو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ دارالسلام الریاض/ لاہور سے مطبوع ہے۔

۲۰۔ ''سعودی عرب میں نظام زکوٰۃ'' بھی آپ کے عربی سے اردو تراجم میں شامل ہے۔(۴)

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی ۱۸دسمبر ۱۹۹۵ء کو نماز عشاء با جماعت ادا کرنے گھر سے مسجد تشریف لائے۔پہلی رکعت کے پہلے سجدے میں گئے اور پھر اٹھ نہ سکے، روح پرواز کر گئی۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

ب: تیسیر القرآن

ترجمہ: مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

حاشیہ: حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی

اسلامک پریس ''دارالسلام'' وسن پورہ لاہور، ؟

ضخامت: ۶۸۶ صفحات

''تیسیر القرآن'' میں پیش کردہ ترجمہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے قرآن کریم کی مفصل تفسیر کی خاطر کیا تھا جو کہ تیسیر القرآن کے نام سے ہی مطبوع ہے۔ اسی ترجمہ کو ہی ''تیسیر القرآن'' کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ محشی قرآن حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی کے بقول ''مگر اس کو مطلوب اسلوب کے مطابق ڈھالنے کے لئے ہمیں کچھ تبدیلیاں کرنی پڑیں، یہ تبدیلیاں عربی مادوں والے الفاظ کے استعمال، متروک اور مشکل الفاظ کی جگہ جدید اور آسان الفاظ سے تبدیلی کے متعلق تھیں۔''(۵)

تیسیر القرآن میں پیش کردہ ترجمہ کی سعی جمیلہ فاضل باپ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کی ہے اور ''مطلوب اسلوب'' میں ڈھالنے کی خاطر فاضل بیٹے حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی نے بھی کچھ حصہ ڈالا ہے۔ عالم فاضل باپ بیٹے کی مجموعی کاوش ہو یا کسی ایک فرد کی جہد بلیغ ہو کسی بھی نص کا بعینہٖ ترجمہ کسی دوسری زبان میں پیش کرنا انسانی بساط سے باہر ہے۔ انتہائی کامیاب مترجم بھی صرف قریب ترین مفہوم پیش کر سکتا ہے۔ جس سے ''گزارا'' چل جاتا ہے یہ تو عام عبارات کا حال ہے۔ قرآن کریم کی آیات تو ویسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ''معجزہ'' ہیں۔ان کا ترجمہ کیسے ممکن ہے؟ پروفیسر ڈبیلو۔سی۔اسمتھ کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ'' ہماری بے بسی و بیچارگی کا حال یہ ہے کہ جب ہم، انسانی زبانوں میں سے کسی ایک زبان کا، دوسری زبان میں دل آویز ترجمہ نہیں کر سکتے تو خدائی زبان کا ترجمہ کس طرح ہم سے ممکن ہوسکتا ہے؟ ہم زیادہ سے زیادہ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہی کہ اس کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آتا ہو اس کو ہم اپنی زبان میں بیان کر دیں بس''(۶)

یہی وجہ ہے کہ علماء نے ''ترجمہ قرآن'' کو غلط عبارت قرار دیا ہے۔اور کہا ہے کہ درست عبارت ''ترجمہ معانی القرآن'' ہے۔ترجمہ پہ اعتماد کرنے والا شخص کبھی بھی وہ فیوض و برکات اور کلام الٰہی کی حلاوت اور حرارت محسوس نہیں کر سکتا جو کہ ایک عربی نص سمجھنے والا کر سکتا ہے۔ فاضل حاشیہ نگار تیسیر القرآن کے بقول ''چنانچہ اس ترجمہ میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ قاری کی عربی نص سمجھنے میں مدد کی جائے، یعنی ہماری اصل توجہ اردو ترجمہ کی تزئین و آرائش کی طرف نہ تھی۔جیسا کہ بعض مترجم اور مفسر حضرات نے کوشش کی ہے بلکہ ہماری اصل توجہ اس جانب رہی ہے کہ قاری عربی عبارت سمجھنے کے قابل ہو جائے اور اس کے فیوض و برکات کے خزانے کھلتے چلے جائیں۔(۷)

لفظی یا با محاورہ ترجمہ:

تراجم میں عموماً اس قضیہ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے کہ ترجمہ لفظی ہو یا با محاورہ ہو اگر ترجمہ لفظی ہو تو مفہوم سمجھ آنا مشکل ہے۔کیونکہ مضاف، مضاف الیہ اور صفت موصوف وغیرہ اردو اور عربی میں ایک ہی ترتیب سے نہیں ہوتے۔اس کے باوجود لفظی تراجم کی ایک تاریخ ہے۔جس کا آغاز شاہ رفیع الدین (۱۲۴۹ھ/۱۸۲۳ء) نے کیا ان کا کردہ تحت اللفظ ترجمہ کا پہلا ایڈیشن ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں طبع ہوا۔(۸)

بامحاورہ ترجمہ اگر عربی نص سے فعل فاعل وغیرہ کی تقدیم و تاخیر کی بنا پر کافی مختلف ہو جاتا ہے۔ لیکن عبارت کے سمجھنے میں بہت مدد و معاون ہوتا ہے، اس لئے برصغیر میں اردو با محاورہ تراجم کی بھی ایک طویل تاریخ ہے۔جس کا آغاز شاہ عبدالقادر دہلوی (۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۸ء) نے کیا۔شاہ عبدالقادر دہلوی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کردہ سب سے پہلے بامحاورہ ترجمہ قرآن کا پہلا ایڈیشن سید عبداللہ لاہوری والا موجود ہے ..... یہ ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء میں طبع ہوا۔(۹)

شاہ عبدالقادر صاحب کے بعد زیادہ تر بامحاورہ ترجمہ کی خدمات سرانجام دی گئیں ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین کے بقول، ''شاہ عبدالقادر جو با محاورہ ترجمہ کے بانی اور امام ہیں اور یہی وجہ ہے جو اسلاف ممدوحین کے بعد اس زمانے میں جس نے اس میدان میں قدم رکھا، اس نے جناب شاہ صاحب ممدوح کا اتباع کیا اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کو اختیار کیا۔(۱۰)

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح لفظی ترجمے کے بانی شاہ رفیع الدین ہیں، اسی طرح با محاورہ ترجمے کے بانی شاہ عبدالقادر ہیں، گویا ہر دو مکمل ترجمے کی اولیت کا شرف انہی برادران کے حصے میں آیا ہے۔(۱۱)

تحت اللفظ یا با محاورہ تراجم کی کاوشوں کی بدولت عربی سے نابلد مسلمان کا رشتہ بھی قرآن مجید سے اس کو سمجھنے کے اعتبار سے جڑ گیا۔ یہ تعلق باعث رحمت و برکت بھی ہے اور روز افزوں بھی۔ ڈاکٹر احمد خاں کے بقول ''معلوم ہوتا ہے کہ بارہویں صدی ہجری کا نصف آخر اس خطے کے لیے رحمت و برکات کا پیغام لے کر آیا، لوگوں کی توجہ قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس کے علوم و معارف سے آگاہی کی طرف ایک عمدہ رفتار سے بڑھنے لگی۔ تقریباً ایک صدی کے اندر قران کریم کے اردو میں کئی تراجم ہو چکے تھے مزید اب تک ہو رہے ہیں۔''(۱۲)

کچھ مترجمین نے ''بعض جگہ ربط آیات بتانے کے لیے، بعض موقعوں پر اجمال کو تفصیل میں بدلنے کے لیے، بعض اوقات کسی تشریح طلب امر کی توضیح وتصریح کے لیے اور بعض مقامات پر بعض اور نکات سمجھانے کے لیے مختصر الفاظ میں حاشیہ پر چند الفاظ یا جملے دے دیئے تا کہ عوام کے لیے قرآن کریم کی بظاہر بے ربطی یا اس کا ایجاز و اختصار یا تلمیحات و استعارات، ربط و تسلسل اور وضاحت و صراحت اختیار کر لیں۔ ہمارے علماء وفضلاء اور مترجمین ومفسرین اسی روش پر چلے ہیں اور حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے زمانہ سے موجودہ دور تک انہوں نے عوام کی سہولت کے لیے ان کی عقل و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہم کے لیے تفسیری حواشی اور فوائد دیئے ہیں جو عام قارئین قرآن کے لیے یقیناً بے حد مفید اور معلوماتی ثابت ہوئے ہیں۔(۱۳)

زیر جائزہ ترجمہ قرآن میں لفظی اور با محاورہ ہر دو کو ایک ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی گئی۔ محشی تیسیر القرآن کے بقول ''ہم نے ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ کی عبارت کو بامعنی اور قابل فہم رکھتے ہوئے ہم جس قدر لفظی معنی کو جگہ دے سکے ہیں وہ ہم نے دی ہے جہاں ہم قرآنی ترتیب کو برقرار رکھ سکے ہم نے برقرار رکھی ہے۔''(۱۴)

تیسیر القرآن میں کسی صفحہ کے ترجمے کا کچھ بھی حصہ دوسرے صفحہ پہ منتقل نہیں ہوا۔ ہر صفحہ کا ترجمہ اسی صفحہ میں پورا کیا گیا ہے اور قریباً ۹۰ فیصد سطور کا ترجمہ بھی انہیں سطور میں پورا کیا گیا ہے۔ ایک صفحے کے علاوہ تمام قرآن کے صفحات آیت کے خاتمہ پر ہی ختم ہوتے ہیں اور یوں بین السطور بہترین ترجمہ کی کامیاب کاوش نے اسے بہت سے تراجم سے منفرد اور ممتاز کر دیا ہے۔

تیسیر القرآن لفظی و بامحاورہ ترجمہ کی روایت کو آگے بڑھانے کے علاوہ حاشیہ قرآن کی روایت کا بھی علمبردار ہے۔ اور یہ حاشیہ بھی جدید سائنسی وفنی معلومات کو محیط ہونے کی بنا پر دیگر حواشی میں ایک ممتاز مقام و مرتبہ کا حامل ٹھہرا ہے۔

ج: ترجمہ ''تیسیر القرآن'' کے ادبی محاسن:

۱-انداز ترجمانی:

ہر زبان کا ادائیگی مفہوم کا اپنا انداز ہے۔ بعض زبانوں نے مخاطب کے ادب و احترام کا لحاظ کئے بغیر اپنے مفہوم و مدعا کے اظہار کی روش اپنائی ہے۔ جیسے عمر میں چھوٹے بڑے، رتبے میں چھوٹے بڑے ہر ایک حاضر مخاطب کے لئے انگلش میں صرف You ہے۔ عربی میں واحد مذکر مخاطب کے لئے ضمیر منصوب متصل ''ک'' مستعمل ہے۔ لیکن ادب و احترام کے مقامات پر ''ک'' کے بجائے جمع مذکر مخاطب والی ضمیر منصوب متصل ''کم'' بھی استعمال کی جاتی ہے۔ حفظ مراتب کا یہ فرق اردو میں بھی بڑے بلیغ انداز میں موجود ہے۔ چھوٹوں کے لیے اگر ''تو'' ہے تو بڑوں کے ادب و احترام کی خاطر''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ'' کا لفظ مستعمل ہے۔فاضل مترجم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کے لیے اس کا خوب لحاظ رکھا ہے۔مثلاً:''ما ودعك ربك و ماقلى'' کہ آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ ناراض ہوا۔ ''و للاخرة خير لك من الاولى'' اور آپ کے لیے آخرت ابتدا سے یقیناً بہتر ہے۔''ولسوف يعطيك ربك فترضى'' اور آپ کا رب آپ کو جلد ہی اتنا کچھ عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔(۱۵)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن نے ان آیات کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ''نہ رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا○ اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے ○ اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا○''(۱۶)

سید ابو الاعلیٰ مودودی کی ترجمانی ملاحظہ فرمائیں:''(اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب نے تم کو ہر گز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا اور یقیناً تمہارے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے۔اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے''(۱۷)

ان دونو ں ترجموں میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تجھ ،تم ،تمہارا اور تیرا کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں۔ لیکن مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے ترجمہ قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے'' آپ'' کی ضمیر ہی استعمال کی ہے۔جس سے فاضل مترجم کی ترجمانی میں ادب احترام کی دو دھاری تلوار پر کامیابی عیاں ہے۔'' ت '' بمعنی تو کی ضمیر مرفوع متصل جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان ہوئی ہے تو اس کے ترجمہ میں بھی صاحب ترجمہ نے ادب بارگاہ نبوی کا ہی مظاہرہ کیا ہے۔مثلاً:''ارءيت الذى يكذب بالدين'' بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔(۱۸)

شیخ الہند اس آیت کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:''تو نے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو۔''(۱۹)

سید مودودی نے یوں ترجمانی کی ہے کہ''تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا وسزا کو جھٹلاتا ہے۔''(۲۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ''قل'' فعل امر واحد حاضر کا ترجمہ میں ''تو کہہ'' کے بجائے آپ ﷺ کی عالی مرتبت ذات کے ادب واحترام کے تقاضے کو ہر جگہ مدنظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً: '' **قل انما انا بشر مثلکم** .....'' کہیے میں تمہیں جیسا انسان ہوں۔(۲۱)

'' **قل یاایھا الکفرون** '' آپ کہہ دیجئے اے کافرو! (۲۲)

'' **قل اعوذ برب الناس** '' آپ کہیے کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔'' (۲۳)

ان تینوں مقامات پر ترجمہ شیخ الہند ملاحظہ ہو:

قل انما انا بشر مثلکم ..... تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم .....

قل یاایھا الکفرون o تو کہہ اے منکرو

قل اعوذ برب الناس تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی

سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ہاں یہ مقامات ملاحظہ فرمائیں:

قل انما انا بشر مثلکم ..... اے نبی، کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا .....

قل یاایھا الکفرون o کہہ دو کہ اے کافرو

قل اعوذ برب الناس کہو میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی

مولانا کیلانی کے ہاں '' کہیے، آپ کہہ دیجئے، آپ کہیے'' کے مقابلے میں ''تو کہہ، کہو، کہہ دو'' کے تراجم شیخ الہند اور سید مودودی کے ہاں موجود ہیں۔ ادب واحترام کے اعتبار سے مولانا کیلانی نے کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی ہے۔

۲: ادبی چاشنی/ خوبصورت ترجمے:

ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیتے وقت سب سے مشکل مرحلہ انتقال مفہوم کے ساتھ ادبی معنویت کا پہلی زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے۔ اس پہلو سے مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کا ترجمہ بعض مقامات پر بے ساختہ داد کا مستحق ٹھہرتا ہے مثلاً:

''.....**یوم التناد** o'' آہ وفغاں کے دن (۲۴)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" واھجرھم ھجرا جمیلا " اورخوش اسلوبی سے ان سے الگ ہو جایئے۔(۲۵)

"..... وقدموا لانفسکم ....." مگر اپنے مستقبل کا خیال رکھو۔(۲۶)

اس آیت کے ترجمہ میں جوادبی لحاظ اور جامع انداز اختیار کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

" بل ادارك علمھم فی الآخرة ....." بلکہ آخرت کے بارے میں ان کے علم نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔(۲۷)

شیخ الہند یوں ترجمہ فرماتے ہیں، "بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر آخرت کے بارہ میں۔"

سید مودودی کا کردہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: "بلکہ آخرت کا تو علم ہی ان لوگوں سے گم ہو گیا ہے۔"

مولانا کیلانی کے کردہ ترجمے میں "علم نے گھٹنے ٹیک دیئے" میں جوادبی چاشنی ہے وہ دیگر تراجم میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی ہے۔

۳- برمحل مفہوم ادا کرنے والا ترجمہ:

ایک کامیاب مترجم اس بات کا ضرور خیال رکھتا ہے کہ ترجمہ محض الفاظ سے نہیں بلکہ صورت حال کے تناظر میں کیا جائے۔آیت کے مضمون اور موقع محل کی مناسبت سے ایسے الفاظ میں ترجمہ کیا جائے کہ مطلوبہ بات اور انداز ہر دو بعینہ سامنے آ جائیں۔مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے اس پہلو کا بھی خوب حق ادا فرمایا ہے۔مثلاً:

قل فلم تقتلون انبیاء اللّٰہ من قبل ان کنتم مؤمنینo

آپ پوچھئے کہ اگر تم ایمان لانے والے ہو تو اس سے قبل اللہ کے انبیاء کو کیوں قتل کرتے رہے ہو؟(۲۸)

یہاں سیاق مضمون یہ ظاہر کر رہا تھا کہ "قل" بمعنی " کہیے" نہیں بلکہ "پوچھیے" ہی استعمال ہوا ہے۔

سورۂ ق آیت نمبر ۳۰ میں " نقول" بمعنی ہم پوچھیں گے اور " تقول" بمعنی وہ کہے گی ہر دو معانی میں خوب ترجمہ ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یوم نقول لجهنم هل امتلأت و تقول هل من مزید" اس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے" کیا تو بھر گئی؟" تو وہ کہے گی" کیا کچھ اور بھی ہے۔"(۲۹)

لیکن سورۂ شعراء آیت نمبر ۶۱ میں" قال بمعنی (چیخے) انتہائی موزوں ترجمہ دکھائی دیتا ہے۔

"فلما تری الجمعن قال اصحب موسی انا لمدرکون"

پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اصحاب موسیٰ چیخے ہم پکڑے گئے۔"(۳۰)

ملکہ بلقیس کا آن واحد میں تخت اپنے پاس پانے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے اظہار تشکر کے لیے بھی" قال" استعمال ہوا ہے۔جس کا ترجمے میں حق یوں ادا کیا گیا ہے"..... فلما راه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربی لیبلونی أأشکر ام أکفر..... "پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو پکار اٹھا یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری.....(۳۱)

ہر جگہ قال یقول مادہ ایک ہی ہے لیکن سیاق کلام اور موقع محل کی مناسبت سے مفہوم کی بھر پور ادائیگی والے مختلف تراجم سے ہر مقام کو نمایاں وممتاز کیا گیا ہے۔(ذلك فضل الله یوتیه من یشاء)

۴- کلام کی شدت کا اظہار:

اگر کسی مقام پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا اظہار ہو رہا ہے تو ترجمہ کے لئے ایسے الفاظ کا انتخاب ضروری ہے جس سے اس اظہار کی مکمل عکاسی ہو اس بارے میں فاضل مترجم الفاظ کے چناؤ میں بہت محتاط لیکن کامیاب رہے ہیں، مثلاً:

سنسمه علی الخرطوم "جلد ہم اس کی لمبوتری ناک پر داغیں گے۔"(۳۲)

خرطوم کا لمبوتری ناک کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔اکثر مترجمین نے خرطوم کا ترجمہ سونڈ کیا ہے جو کہ حقیقی ترجمہ ہے لیکن یہ جانور ہاتھی کے لئے تو درست ہے ایک انسان کے لئے جچتا نہیں ہے کیونکہ اس کی سونڈ نہیں ہوتی لمبوتری ناک ضرور ہو سکتی ہے۔اور لمبی ناک والے کو خرطمانی کہا جاتا ہے۔(۳۳)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابلہ میں دیگر تراجم ملاحظہ فرمائیں:

شیخ الہند کے الفاظ میں سنسمه علی الخرطوم o ''اب داغ دیں گے ہم اس کی سونڈ پر۔''

اور تفہیم القرآن کا ترجمہ یوں ہے۔ ''عنقریب ہم اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے۔''

اسی طرح سورۃ انبیاء میں ''یدمغه'' کا ترجمہ شدت کلام کا زبردست اظہار ہونے کی بنا پر قابل سماعت ہے:

﴿ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغه فاذا هو زاهق ولکم الویل مما تصفون o ﴾

''بلکہ ہم باطل پر حق کی ضرب لگاتے ہیں تو حق باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے اور باطل شکست کھا کر بھاگ اٹھتا ہے اور تمہارے لئے ہلاکت ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم بیان کرتے ہو۔'' (۳۴)

سورۂ نور کی آیت نمبر چوبیس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿ یوم تشهد علیهم السنتهم و ایدیهم و ارجلهم بما کانوا یعملون o ﴾

''جس دن ایسے مجرموں کی اپنی زبانیں ہاتھ اور پاؤں ان کے کرتوتوں سے متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گے۔'' (۳۵)

''ان کے کرتوتوں'' کے الفاظ میں '' بما کانوں یعملون'' کا ترجمہ شدت کلام کا بلیغ اظہار ہے۔

۵- غیر مبہم واضح ترجمہ:

قرآن مجید کی بعض آیات کے ترجمے مبہم اور غیر واضح ہوتے ہیں۔ اور عام قاری کے لئے ترجمہ اور ترجمے کے ذریعے اصل عبارت کے مفہوم تک رسائی ممکن نہیں ہوتی، لیکن فاضل مترجم نے تیسیر القرآن کے ترجمہ میں ابہام کو حتی الوسع دور کر دیا ہے۔ مثلاً:

فما وجدنا فیها غیر بیت من المسلمین o کے مختلف تراجم ملاحظہ ہوں۔

شاہ عبدالقادر یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ ''پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوا ایک گھر کے مسلمانوں کا۔''

ترجمہ شیخ الہند کا بھی تقریباً یہی ہے کہ ''پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید مودودی یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔ ''اور وہاں ہم نے ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا۔''

جبکہ صاحب تیسیر القرآن کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جن میں کوئی ابہام دکھائی نہیں دیتا '' ہم نے وہاں ایک گھر کے سوا کوئی مسلمانوں کا گھر نہ پایا۔''

۶۔لفظی اور با محاورہ ترجمہ کا حسین امتزاج:

قرآن مجید کی مشکل ترین آیات میں سے ایک آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جہاں پر فاضل مترجم کی کامیاب ترجمانی لائق ستائش ہے۔

﴿ قل هل من شركائكم من يهدى الى الحق ﴾

''پوچھیے تمھارے شریکوں میں کوئی ہے؟ جو حق کی طرف رہنمائی کر سکے؟''

﴿ قل الله يهدى للحق ﴾

کہہ دیجئے ''اللہ ہی حق کی راہنمائی کرتا ہے۔''

﴿ افمن يهدى الى الحق ﴾

''بھلا یہ شخص جو حق کی راہنمائی کرے۔''

﴿ احق ان يتبع ﴾

''وہ اتباع کا زیادہ حق دار ہے۔''

﴿ امن لا يهدى ﴾

''یا وہ جو خود بھی راہ نہیں پا سکتا۔''

﴿ الا ان يهدى ﴾

''الا یہ کہ اسے راہ بتائی جائے۔''

﴿ فما لكم كيف تحكمون ٥ ﴾

''پھر تمہیں کیا ہے یہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔''(۳۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷- محاورات عرب کا لحاظ:

کسی زبان سے دوسری زبان میں ترجمے کرتے وقت اصل زبان کے محاورات وضرب الامثال پر آگاہی صحیح ترجمہ میں کامیاب ٹھہراتی ہے۔ فاضل مترجم نے محاورات عرب کو مدنظر رکھ کر ان کے ترجمے کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

مثلاً: **نکس** بمعنی اوندھا کرنا اور **نکس راسہ** بمعنی سر جھکانا سرنگوں ہونا اور **نکس علی راسہ** بمعنی لاجواب ہو کر ندامت سے سر ڈال دینا اور سوچنے لگنا۔ (۳۸)

سورۂ انبیاء میں اس عربی محاورہ کا محاوراتی ترجمہ ملاحظہ ہو:

﴿ **ثم نکسوا علی رؤسھم لقد علمت ما ھولاء ینطقونo** ﴾

''پھر لاجواب ہو کر شرم کے مارے سرنگوں ہو گئے اور کہنے لگے یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ یہ (صنم) بولتے نہیں۔'' (۳۹)

اسی طرح **سقط** بمعنی کسی چیز کا گر پڑنا اور **سقط فی الکلام** بمعنی بات کرنے میں غلطی کر جانا یا نامناسب بات کہہ دینا اور **سُقِطَ یا اُسقِطَ فی یدہ** بمعنی اپنی کسی بات یا دلیل کے غلط معلوم ہونے پر لوگوں کے سامنے نادم اور ذلیل ہونا یا اپنا سا منہ لے کر رہ جانا ہے۔ '' **ولما سقط فی ایدیھم ورأوھم انھم قد ضلوا**o'' اور جب وہ شرمسار ہوئے اور دیکھا کہ وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ (۴۰)

اشرب حب فلاں بھی ایک عرب محاورہ ہے۔ شرب بمعنی پینا اور اشرب بمعنی پلانا اور اشرب حب الفلاں یعنی جب کسی کے دل میں کسی چیز کی محبت رچ بس جائے، بیٹھ جائے یا گھر کر جائے۔ قرآن مجید میں ہے۔ **واشربوا فی قلوبھم العجل** ..... o ''ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑا ان کے دلوں میں رچ بس گیا۔'' (۴۱)

۸- قائم کردہ اصولوں کی پاسداری:

تیسیر القرآن کے ترجمہ میں قصداً عربی مادوں والے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ تاکہ قاری کی عربی نص سمجھنے میں مدد کی جائے۔ مثلاً: صلوٰۃ کا نماز کے بجائے صلوٰۃ سے ہی ترجمہ کیا گیا ہے۔ جیسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویقیمون الصلوٰۃ o ''صلوٰۃ قائم کرتے ہیں۔'' (۴۲)

اکثر مقامات پر اس قائم کردہ اصول کی پاسداری کے باوجود بعض دفعہ نماز بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ مثلاً:

واقیموا الصلوٰۃ.....o ''اور نماز قائم کرو۔'' (۴۳)

وھم علی صلاتھم یحافظونo ''اور وہ اپنی نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے ہیں۔'' (۴۴)

واقیموا الصلاۃ .....o ''اور نماز قائم کرو۔'' (۴۵)

۹- اجنبی الفاظ کا استعمال:

فاضل مترجم مفہوم کی ادائیگی کی خاطر انگریزی کے لفظ بھی ترجمہ میں لائے ہیں۔ مثلاً:

وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب o اور کہتے ہیں ''ہمارے رب ہمیں ہماری چارج شیٹ جلدی کر کے یوم حساب سے پہلے ہی دے دے۔'' (۴۶)

قط کسی چیز کے ٹکرے کو کہتے ہیں اسی طرح حساب کے رجسٹر یا صحیفہ جائزہ کے لیے مستعمل ہے۔ فاضل مترجم نے چارج شیٹ کے لفظ سے نفس مضمون کی خوب ترجمانی کی ہے۔

تیسیر القرآن کے ترجمے کے جائزہ کے بعد یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ یہ ترجمہ لفظی اور بامحاورہ یا تحت اللفظ اور حاصل المعنی ترجمہ کا حسین امتزاج ہے۔ تقریباً ۹۰ فیصد سطور کا ترجمہ بھی انہی سطور یعنی آیت کے تحت ہی مکمل کیا گیا ہے۔ بجا طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ تیسیر القرآن کے ترجمے میں اظہار مراد کے لیے عبارت کی طوالت سے حتی الوسع احتراز کیا گیا ہے لیکن اس سے تعبیر میں کوئی رکاوٹ یا مفہوم میں کوئی دقت ہرگز پیش نہیں آتی ہے۔

عربی زبان وقواعد کے اعتبار سے زیادہ بہتر، ٹھوس اور علوم اسلامیہ کے اعتبار سے زیادہ موزوں الفاظ کے ساتھ یہ ترجمہ مکمل کیا گیا ہے۔ ترجمے میں قرآن کے اعراب، محذوف کی تعیین، ضمیر کے مرجع اور عبارت میں لفظ کے مقدم ومؤخر ہونے کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ آیات میں مذکور افراد کی نفسیات کو ظاہر کرنے والے الفاظ سے ترجمہ کرتے ہیں۔ ترجمہ میں سلاست و روانی، حسن ادائیگی، جملوں کو خوبصورتی بلکہ صوتی آہنگ بھی نوازا ہے۔ جس سے قاری قرآن لطف اندوز بھی ہوتا ہے اور فہم قرآن کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دولت سے مالا مال بھی۔

اس خوبصورت ترجمہ کے ساتھ شائع شدہ حواشی میں جدید سائنسی، فنی، طبی اور تاریخی معلومات کا قرآنی آیات سے تقابل اور قرآن کے سائنسی معجزات کی وضاحت ایسے خوبصورت انداز میں کی گئی ہے کہ عصر حاضر کے پڑھے لکھے احباب اور جدید سائنسی تحقیقات سے متاثر و مرغوب افراد اس حاشیہ سے اپنی قلبی تسکین کا خوب ساماں پاتے ہیں۔اور یوں یہ ترجمہ اور حاشیہ بہت سے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن رہا ہے۔اور اس کاوش کی یہی غایت تھی۔حسن نیت اور عمیق گرفت نے کامیابی کی راہ آسان کی ہے۔(اللھم زد فزد)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱: ماہنامہ مطلع الفجر، لاہور (خصوصی اشاعت بیاد مولانا عبدالرحمٰن کیلانی) دسمبر ۱۹۹۷ء، ص ۲۱ (کیلیانوالہ فن خطاطی کا قدیم مرکز از عبدالرحمٰن کیلانی)

۲: ماہنامہ مطلع الفجر، ص ۱۲۲، (تذکرۃ المشاہیر، میرے والد محترم کی سوانح حیات از پروفیسر ثریا بتول علوی)

۳: ماہنامہ مطلع الفجر، ص ۷۶-۷۷ (مولانا عبدالرحمٰن کیلانی تعارف سے رشتہ مصاہرت تک از عبدالقدوس سلفی)

۴: قلمی جواہر پاروں اور تصنیفی کاوشوں کے تفصیلی تبصرہ کے لیے دیکھئے۔ ماہنامہ ''مطلع الفجر'' ص ۷۹-۹۴ (مولانا عبدالرحمٰن کیلانی اپنی تصنیفات کے آئینہ میں از عبدالوکیل علوی)

۵: کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، تیسیر القرآن، دارالسلام لاہور؟ (مقدمہ از عتیق الرحمٰن کیلانی: ص ۳)

۶: قرآن مجید کی تفسیریں چودہ سو برس میں، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ۱۹۹۵ء، ص ۳۹۰-۳۹۱ (مقدمہ مطالب القرآن از عطاء اللہ پالوی)

۷: کیلانی، تیسیر القرآن، مقدمہ ص ۴

۸: قاسمی، اخلاق حسین، محاسن موضح قرآن، ادارہ رحمت عالم، شیخ چاند اسٹریٹ لال کنواں۔ دہلی ۱۹۷۷، ص ۱۵

۹: قاسمی، محاسن موضح قرآن، ص ۳۴

۱۰: صالحہ شرف الدین، عبدالحکیم، ڈاکٹر، قرآن حکیم کے اردو تراجم، قدیمی کتب خانہ کراچی؟ ص ۱۷۸

۱۱: اوج، محمد شکیل، ڈاکٹر، قرآن مجید کے آٹھ منتخب تراجم کا تقابلی جائزہ، دارالتذکیر لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۳

۱۲: احمد خاں، ڈاکٹر، قرآن کریم کے اردو تراجم، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۸۷ء، ص ۱۳-۱۴

۱۳: عثمانی، محمد نسیم، پروفیسر ڈاکٹر، اردو میں تفسیری ادب، عثمانیہ اکیڈمک ٹرسٹ کراچی، ۱۹۹۴ء، ص ۱۱۸-۱۱۹

۱۴: کیلانی، تیسیر القرآن، مقدمہ، ص ۹

۱۵: کیلانی عبدالرحمٰن، مولانا، تیسیر القرآن (مع حاشیہ از حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی)، دارالسلام وسن پورہ لاہور؟، (۹۳: الضحیٰ: ۳-۵)

۱۶: محمود الحسن، شیخ الہند، ترجمہ قرآن کریم (مع تفسیر از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی)، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریس مدینہ منورہ، (۹۳:الضحیٰ:۳-۵)

۱۷: مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، ترجمہ قرآن مجید، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۱۹۸۹ء، (۹۳:الضحیٰ:۳-۵)

۱۸: کیلانی، تیسیر القرآن، (۱۰۷:الماعون:۱)

۱۹: شیخ الہند، ترجمہ قرآن کریم، (۱۰۷:الماعون:۱)

۲۰: سید مودودی، ترجمہ قرآن مجید، (۱۰۷:الماعون:۱)

۲۱: کیلانی، تیسیر القرآن، (۱۸:الکھف:۱۱۰)

۲۲: کیلانی، تیسیر القرآن، (۱۰۹:الکفرون:۱)

۲۳: کیلانی، تیسیر القرآن، (۱۱۴:الناس:۱)

۲۴: کیلانی، تیسیر القرآن، (۴۰:المومن:۳۲)

۲۵: کیلانی، تیسیر القرآن، (۷۳:المزمل:۱۰)

۲۶: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲:البقرۃ:۷۲)

۲۷: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲۷:النمل:۶۶)

۲۸: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲:البقرۃ:۹۱)

۲۹: کیلانی، تیسیر القرآن، (۵۰:ق:۳۰)

۳۰: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲۶:الشعراء:۶۱)

۳۱: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲۷:النمل:۴۰)

۳۲: کیلانی، تیسیر القرآن، (۶۸:القلم:۱۶)

۳۳: مصباح اللغات، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۹۸

۳۴: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲۱:الانبیاء:۱۸)

۳۵: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲۴:النور:۲۴)

۳۶: ترجمہ شاہ عبدالقادر، تاج کمپنی کراچی-لاہور، (۵۱:الذریت:۳۶)

۳۷: کیلانی، تیسیر القرآن، (۱۰:یونس:۳۵)

۳۸: کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، مترادفات القرآن، مکتبہ السلام لاہور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۰۰۴

۳۹: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲۱:الانبیاء:۶۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۰: کیلانی، تیسیر القرآن، (۷: الاعراف: ۱۴۹)

۴۱: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲: البقرۃ: ۹۳)

۴۲: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲: البقرۃ: ۳)

۴۳: کیلانی، تیسیر القرآن، (۲: البقرۃ: ۱۱۰)

۴۴: کیلانی، تیسیر القرآن، (۶: الانعام: ۱۵۰)

۴۵: کیلانی، تیسیر القرآن، (۷۳: المزمل: ۲۰)

۴۶: کیلانی، تیسیر القرآن، (۳۸: ص: ۱۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجی احمد ملاح کا سندھی میں قرآن کا منظوم ترجمہ اور اس کی خصوصیات

پروفیسر ڈاکٹر ثناء اللہ بھٹو ☆

باب الاسلام سندھ کے علماء ودعاۃ کی دیگر خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے قرآن مجید کے تراجم کرنے میں پہل کی۔ مخدوم نوح نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ اس وقت کیا جب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ترجمہ شاہ ولی اللہؒ کے ترجمہ قرآن سے ۹۰ سال قبل ہو چکا تھا۔ چونکہ شاہ ولی اللہ دارالسلطنت دہلی میں مقیم تھے، اس لیے ان کے ترجمہ کو پذیرائی حاصل ہوئی' جبکہ مخدوم نوح کے ترجمہ کو وہ شہرت نہیں ملی اور وہ درگوشۂ گمنامی میں رہا' تا آنکہ پندرھویں صدی ہجری کی شروعات میں اسے زیورطبع سے آراستہ کیا گیا۔

برصغیر پاک وہند میں قرآن مجید کے اردو تراجم کے بعد دوسرے نمبر پر جو تراجم ہوئے وہ سندھی زبان میں ہیں۔

دائرۂ معارفِ اسلامیہ کی عبارت اس طرح ہے:

''اس وقت تک عربی زبان کے سب سے زیادہ قرآن مجید کے تراجم وتفاسیر اردو میں ہیں' اس کے بعد سندھی زبان ہے جس میں دیگر زبانوں سے زیادہ تراجم اور تفاسیر ہیں' جن کی تعداد ۶۷ ہے اور اس کے بعد فارسی کا نمبر آتا ہے۔'' (۱)

درحقیقت یہ معلومات چالیس پینتالیس سال قبل کی ہیں' اس کے بعد قرآن مجید کے بہت سارے تراجم وتفاسیر کی تلخیصیں آچکی ہیں۔

☆ ڈین فیکلٹی آف تقابل ادیان واسلامک، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم جس ترجمے کا تعارف پیش کر رہے ہیں وہ ہے ''نور القرآن'' یہ سندھی میں منظوم، یعنی (شعری) ترجمہ ہے جو حاجی احمد ملاح صاحب نے کیا ہے۔ حاجی احمد ملاح صوبہ سندھ کی ایک تحصیل بدین کے ایک قصبے ''کنڈو'' میں ۱۳۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام ''نانگیو'' تھا۔ جو کہ ایک ناخواندہ معمولی کسان تھا۔ حاجی احمد ملاح کا پورا خاندان ناخواندہ تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس خاندان میں ایسے فرد کو پیدا کیا جس نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور وہ اپنے علاقے کے مسلمانوں میں مروج جاہلانہ رسوم و بدعات اور شرک کو ختم کرنے میں کوشاں رہے۔

چنانچہ دعوت وتبلیغ کے ساتھ قلم کے ذریعے بھی جہاد کیا۔ ان کی اکثر تصانیف شاعری پر مشتمل ہیں' جو مجموعے چھپ کر مارکیٹ میں آ چکے ہیں' وہ درج ذیل ہیں:

دیوانِ احمد، گلشنِ احمد، گلزارِ احمد، بیاضِ احمد، پیغامِ احمد، ہیکڑائی حق، فتح لنواری، معرفۃ الا لٰہ اور نور القرآن۔ (قرآنِ کریم کا منظوم ترجمہ)

مذکورہ بالا کتب میں ''معرفۃ الالٰہ'' کے علاوہ تمام کی تمام کتب نظم کی شکل میں ہیں۔ احمد ملاح کی تمام تصانیف علمی اور ادبی لحاظ سے اعلیٰ اور اَمثل ہیں' مگر نور القرآن ادبی اعتبار سے بہت بلند مقام رکھتی ہے۔ یہ سندھی زبان کا شہ پارہ' فصاحت وبلاغت کا ایک بے نظیر اور عجیب نمونہ ہے۔ ترجمے اور زبان کا صحیح لطف اور مزہ تو وہی شخص لے سکے گا جو اس کا نہ صرف جاننے والا ہو بلکہ ادبی' شعری اور بلاغی ذوق بھی رکھتا ہو:

قدر زر زرگر بدانہ قدر جوہر جوہری

نور القرآن میں ترجمہ جس نظم کی صنف میں کیا گیا ہے وہ قدیم صنف ہے۔ جس کو سندھ کے قدیم شعراء شیخ حماد' نوح ہوتیانی' شیخ اسحاق آہنگر' اور قاضی قادن سے لے کر شاہ عبد الکریم بلڑی والے' شاہ لطف اللہ قادری' شاہ عنایت رضوی اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی جیسے شعراء نے اپنی شاعری میں کیا ہے۔ (۳) اور اسی صنف کو سندھ کے دیگر کبار شعراء نے بھی استعمال کیا ہے۔

فنی ترتیب کے لحاظ سے سندھی بیت شروع میں دو سطور، پھر بعد میں تین سطور میں پایا جاتا تھا۔ سندھ کے بڑے شاعر سنگ چارن کا ایک بیت تین سطر کا ہے، بعد میں چار اور اس سے بھی زیادہ سطور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ابیات کہے گئے اور کہے جا رہے ہیں۔(۴)

جس طرح ابیات میں سطور کی تعداد کی کوئی پابندی نہیں ہوتی' اسی طرح کسی موضوع کی بھی قید نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر عبدالمجید سندھی لکھتے ہیں:

''اگرچہ شاعری کے مضامین' مقاصد اور رجحانات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، تاہم ہر دور کے شاعر نے ابیات کو اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔ سومروں کے دور میں کہانیوں اور واقعات کو مؤثر بنایا گیا اور واقعات کو بیان کرنے کے لیے ابیات کا استعمال ہوا۔ چنانچہ واقعاتی ابیات کا بہت بڑا ذخیرہ وجود میں آیا جس میں تاریخی یا عمومی واقعات بیان کیے گئے تھے۔''(۵)

نور القرآن کی خوبیاں:

یہ ترجمہ بے شمار خوبیوں کا حامل ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ اس ترجمہ میں خالص سندھی لغت کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ عموماً شاہ عبداللطیف کے رسالے والی قدیم سندھی لغت والے اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے۔

☆ یہ ترجمہ ادبی اعتبار سے تمام خوبیوں سے سرشار ہے جس میں فصاحت و بلاغت کی تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

☆ اس ترجمے کو سہل اور آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے' جس سے عام آدمی بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

☆ قرآن مجید کے الفاظ وکلمات کا ترجمہ کہیں بھی نہیں چھوڑا گیا ہے، تاہم قرآنی الفاظ کی تقدیم وتاخیر ہوتی ہے انہیں بامحاورہ بنانے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

☆ اس ترجمہ میں محاورات اور الفاظ دونوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

☆ سندھی زبان میں اب تک لکھے گئے منظوم ترجموں میں مکمل قرآن کا یہی ترجمہ ہے جبکہ سندھ کے بڑے عالم مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی (ت ۱۱۷۴ھ ۱۷۶۰ء) نے سندھی نظم میں قرآن مجید کے آخری پارے ''عم'' کا ترجمہ کیا تھا۔ یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۳۳۰ھ ممبئی سے شائع ہوا' بعد میں علامہ غلام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصطفیٰ قاسمی نے مرتب کر کے دوبارہ چھپوایا۔ علامہ قاسمی نے اس ترجمہ کے دیباچہ میں لکھا ہے:

''مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے سندھی زبان میں ایک پارے کا ترجمہ کر کے بعد والے علماء کے لیے تراجم کے لیے راہ ہموار کر دی ہے۔'' (۶)

تفسیر ہاشمی میں ''ن'' قافیہ والا ایک طویل بیت ہے، جس کی ۲۵ سطور ہیں اور ''و'' والے قافیہ کے ایک بیت میں ۳۵ سطور ہیں۔ ان کے علاوہ ''ی'' اور الف اشباع (۷) قافیے والے ابیات بھی ہیں۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سندھ کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں، ان کے علم کی شہرت نہ صرف پاکستان تک محدود ہے بلکہ عرب ممالک میں بھی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے ''تفسیر ہاشمی'' میں قدیم سندھی زبان استعمال کی ہے' اور ترجمہ وتفسیر کا پورا حق ادا کیا ہے۔

نور القرآن کے مترجم حاجی احمد ملاح اگرچہ علمی لحاظ سے مخدوم ٹھٹوی سے کم تھے لیکن اگر دونوں تراجم کا موازنہ کیا جائے تو احمد ملاح کا کیا ہوا ترجمہ لغت اور عام فہم کے اعتبار سے بہت بہتر نظر آتا ہے اور فصاحت وبلاغت میں بھی بلند مقام رکھتا ہے۔ حاجی احمد ملاح کے ترجمہ میں عام فہم کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے اور ترجمہ کے لیے خاص الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور شاعری کے باوجود اختصار والا اسلوب اختیار کیا ہے' جبکہ یہ چیزیں تفسیرِ ہاشمی میں نہیں پائی جاتیں۔

ذیل میں ہم تفسیر ہاشمی اور نور القرآن کے موازنہ کے لیے چند مثالیں پیش کرتے ہیں: نور القرآن: ''**وخلقناکم ازواجاً**'' (۸)

''ء اپایو سون آن کي جورو نر ء نار'' (۹)

تفسیر ہاشمی: ء اسان انکي خلقيو آهي کري جت جورا'' (۱۰)

حاجی احمد ملاح نے لفظ ''خلق'' کے معنی خالص سندھی لفظ.....کا استعمال کیا ہے جبکہ تفسیر ہاشمی میں لفظ ''خلق'' ہی استعمال کیا گیا ہے۔

''**وجعلنا النهار معاشاً**'' (۱۱)

نورالقرآن: ''ءدينهن کيوسون ديهه لئي، روشن روزگار'' (۱۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ہاشمی:"ء گردانیو سین دینھن کي سبب معیشت"(۱۳)

مذکورہ بالا آیت کے ترجموں میں معاش کے لیے احمد ملاح نے لفظ''روزگار'' استعمال کیا جبکہ تفسیرِ ہاشمی میں اصل لفظ''معیشت'' استعمال کیا گیا ہے۔

"فتأتون افواجاً" (۱۴)

نورالقرآن: "پوء نولن پتیان نولیون نکر ندیون نروار" (۱۵)

تفسیر ہاشمی:"فوج فوج تیو نکرندا هیکرا پین پتیان" (۱۶)

اس آیت میں احمد ملاح نے لفظ **"افواجاً"** کے لیے **"ٹولیون"** استعمال کیا ہے اور جبکہ تفسیرِ ہاشمی میں عربی والا لفظ''فوج'' ذکر کیا گیا ہے۔

"جزآءً وفاقا" (۱۷)

نورالقرآن:**"بدلو سو بدین جو، پورا پورا پار" (۱۸)**

تفسیر ہاشمی:"دني تیندي کافرن کي پوري صحي جزا"(۱۹)

اس آیت میں لفظ''جزا'' کے معنی میں حاجی احمد ملاح نے تجنیس حرفی کے ساتھ سندھی لفظ''بدلو'' استعمال کیا ہے، جبکہ تفسیرِ ہاشمی میں وہی عربی لفظ''جزاء'' استعمال ہوا ہے۔

"لا یسمعون فیها لغواً ولا کذابا" (۲۰)

نورالقرآن:"کچي کوري ان م، کنین بدندا کانه" (۲۱)

تفسیرِ ہاشمی:" نکو سڻندا بهشت م کلام زبونا

نکو فحش نه گار کانکي لفظ بیهودا" (۲۲)

اس آیت کے ترجمے میں احمد ملاح نے **"لغواً"** کے معنی سندھی لفظ'' کچ'' اور **"کذب"** کے لیے ''کور'' استعمال کیا ہے اور آیت کا ترجمہ تجنیس حرفی کے ساتھ تحت اللفظ اور ایک ہی سطر میں کیا ہے، جبکہ تفسیرِ ہاشمی میں ایک سطر کے بجائے دو سطروں میں ہے:

﴿ **ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب**

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نورالقرآن:"مؤمن ء مؤمناٹين سان كياجن كلور

موني، نه مونيا، پوءتن لئي منگرآ هه مور

پن سندا ساري سور، سزا سدائين تن كي۔ (۲۴)

تفسیر ہاشمی"تحقيق جن كٹا كافرن منجا عذاب مؤمنن"

توٹي كٹاء مردن كي كـ وري عورتن

موني توبه نكٹاء كنان اهرن كمن

آهي كارن تن كافرن عذاب دوزخن

ء يں آهي كارن تن عذاب سندو چيرن" (۲۵)

مذکورہ آیت میں حاجی احمد ملاح نے "فتنوا" کا ترجمہ خالص سندھی لفظ "کلور" جبکہ علامہ ہاشمی نے اس لفظ کے معنی "عـذاب" کیا ہے جو عربی کا ہی لفظ ہے۔"جہنم" کے لیے علامہ ہاشمی نے "دوزخ" استعمال کیا ہے اور احمد ملاح نے اس کے لیے خالص سندھی لفظ "مـگر" استعمال کیا ہے۔احمد ملاح نے "توبہ" کے لیے سندھی لفظ "مـونيا" لکھا ہے اور تفسیر ہاشمی میں وہی عربی لفظ توبہ استعمال ہوا ہے۔اسی طرح تفسیر ہاشمی میں لفظ "عذاب" کے لیے اسی لفظ کو لکھا گیا ہے اور حاجی احمد ملاح نے عذاب کا ترجمہ "سـارو" کیا ہے۔اور مزید یہ کہ احمد ملاح نے اس آیت کا ترجمہ تین سطور میں کیا ہے جبکہ مخدوم ہاشم ٹھٹوی نے چار سطور میں کیا ہے۔

حاجی احمد ملاح کی سندھی زبان میں مہارت فصاحت وبلاغت اور ادبی ذوق کا اندازہ اس مثال سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے "بسـم اللّٰـه الـرحـمٰن الرحيم" کا ترجمہ تقریباً ۹ سورتوں کا مختلف انداز میں الگ الگ الفاظ اور مختلف جملوں میں کیا ہے، جبکہ مفہوم ومعنی میں کوئی بھی فرق نہیں آتا۔ملاحظہ کے لیے ترجمے پیش کیے جا رہے ہیں:

سورۃ الفاتحہ:"بسم الله الرحمن الرحيم" اول نام اللّٰه جو، جو دينڈر ديهه ساري"

ديئي نه پجاري، مرنيان مهربان گهٹو۔" (۲۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو' جو ديهن جو داتار

ديئي نه پچاري پار، مرنيان مهربان گهٹو۔"(۲۷)

سورۃ آل عمران:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو بركت بيشمار

ديهن جو داتار سياجهو سپين پرين (۲۸)

سورۃ النساء:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، بركت بيشمار سو

ديهن جو داتار، سو سياجهو سپين پرين (۲۹)

سورۃ المائدۃ:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، جو ديهن جو داتا،

جو ديئي نه كري پچار، سياجهو سپين پرين (۳۰)

سورۃ الانعام:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، دينذر ديهه ساری

ديئي نه پچاري، مرنيان مهربان گهٹو۔ (۳۱)

سورۃ الاعراف:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، ديهن جو داتار،

ديئي نه پچاري پار، مرنيان مهربان گهٹو (۳۲)

سورۃ الانفال:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، جو بركت سان پرپور

جو ديئي نه پچاري مور، سخي سياجهو گهٹو (۳۳)

سورۃ الفرقان:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، اول نام الله جو، مئو موچارو

سخي سونهارو، ترسوند تمام گهٹو (۳۴)

سورۃ الشعراء:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام الله جو، مئو موچارو،

سخي سونهارو، تر سوند تمام گهٹو۔ (۳۵)

سورۃ النمل:"بسم الله الرحمن الرحيم " (۳۶)اول نام الله جو،

سخي سياجهو گهٹو۔ (۳۷)

سورۃ الرحمٰن:"بسم الله الرحمن الرحيم " اول نام دٹي ديان

سخي سياجهو سو سبحان۔ (۳۸)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الفاتحہ' البقرہ' آل عمران' النساء' الانعام' الاعراف' الانفال اور الرحمٰن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ترجمے مختلف الفاظ اور پیرایوں میں کیے ہیں۔ جبکہ سورۂ یونس سے سورۂ نور تک اور سورۂ نمل سے سورۂ قمر تک' اور سورۃ الواقعہ سے آخر القرآن تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ سورۂ نساء والا کیا ہے اور سورۃ الفرقان اور الشعراء دونوں سورتوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ بقیہ تراجم سے مختلف کیا ہے۔ اور پھر سورۃ الرحمٰن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ تمام تراجم میں منفرد ہے۔

مرحوم حاجی احمد ملاح کا یہ ترجمہ درحقیقت سندھ کی علمی وثقافتی تاریخ کا عظیم کارنامہ ہے، جو سندھ کے علمی ودعوتی منظر پر چمکتا رہے گا۔ اس ترجمے کو پڑھتے ہوئے شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۱۱۶۵ھ) کی شاعری کی یاد تازہ ہوتی ہے' سلیس' رواں' بامحاورہ' ادبی چاشنی سے بھرپور اور قرآنی تعلیمات کا حامل ہے کہ شاید ہی کسی اور زبان اور فرد کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہو۔

۱۹۷۸ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق (مرحوم) نے ان کے کارنامے کی قدردانی کرتے ہوئے تمغۂ حسنِ کارکردگی اور دس ہزار روپے نقد دے کر ان کی خدمات کا اعتراف کیا۔

مرحوم حاجی احمد ملاح نے یہ ترجمہ ۶۵ سال کی عمر میں مکمل کیا۔ یہ ترجمہ چھ مرتبہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اس ترجمہ کی تصحیح' کتابت اور ترتیب مولانا احمد ملاح (مرحوم) کے شاگرد اور معتقد مولوی عبد اللہ جونیجو نے کی ہے۔ پہلی طبع ۱۹۶۸ء میں حقی آفسٹ پریس کراچی میں 30x20 کے عمدہ کاغذ پر ہوئی ہے جو 800 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے ناشر مولانا کے معتقد خاص ارباب اللہ جڑیو صاحب ہیں۔ اور اس کی خطاطی مولوی مشتاق احمد کے فرزند عبد الرؤف نے کی ہے۔ ایک کالم میں قرآن مجید کی آیات ہیں دوسرے کالم میں بالمقابل ترجمے کے بیات ہیں جو شاعر کا کمال ہے۔

دوسری مرتبہ طبع ۱۹۷۸ء میں مہران آرٹس کونسل حیدرآباد' تیسری طبع داؤد فاؤنڈیشن' چوتھی طبع جمیل میمن بدین اور پانچویں طبع ۱۴۱۵ھ میں سعودی عرب کے امیر ولید بن طلال بن عبد العزیز کی طرف سے کی گئی اور سندھ میں ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا۔ چھٹی طبع ۲۰۰۴ء میں سندھیکا کا اکیڈمی کراچی سے ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

۱: دائرۃ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور ۱/۱۶/۶۱۵۔

۲: مذکورہ تمام کتب حاجی احمد ملاح کے تلمیذ رشید اور عقید مولوی عبداللہ جونیجو کی کوشش سے چھپی ہیں۔

۳: میمن عبدالمجید سندھی ڈاکٹر: سندھی بیت: ص۔۶۳۔مھران اکیڈمی شکار پور۔ط۔ا۔۲۰۰۲۔

۴: سندھی شاعری میں کچھ ابیات طویل ہوتے ہیں جن میں مصرعوں کی تعداد کی پابندی نہیں کی جاتی' بیس سے پچیس مصرعے بھی ہوتے ہیں اس طرز کو کبت کہا جاتا ہے۔(میمن عبدالمجید سندھی: بیت۔ص۔۷۳۔ط۔مھران اکیڈمی شکار پور۔ط۔ا۔۲۰۰۲۔

۵: میمن عبدالمجید سندھی ڈاکٹر: سندھی بیت: ص۔۶۳

۶: قاسمی علامہ: غلام مصطفیٰ: مقدمہ تفسیر ہاشمی۔ص۱۳۔ط۔سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔ط۔ا۔۱۹۸۷

۷: الف اشباع والے ابیات وہ ہیں جن کے قافیے کے آخر میں ''الف'' لگایا جاتا ہے، مثلاً: کریم سے کریما' انعام سے انعاما

۸: القرآن: سورۃ النبأ الآیۃ (۸)

۹: احمد ملاح: نور القرآن۔طابع: امیر ولید بن طلال ۱۴۱۵ھ میں سعودی عرب ص۔۷۶۸

۱۰: ٹھٹوی مخدوم محمد ہاشم: تفسیر ہاشمی۔ص۔۸۔سندھی ادبی بورڈ جام شورو سندھ۔۱۹۸۷

۱۱: القرآن: سورۃ النبأ الآیۃ۔۱۱

۱۲: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۷۶۸

۱۳: ٹھٹوی: مخدوم محمد ہاشم: تفسیر ہاشمی۔ص:۱۱

۱۴: القرآن: سورۃ النبأ الآیۃ۔۱۸

۱۵: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۷۶۸

۱۶: ٹھٹوی: مخدوم محمد ہاشم: تفسیر ہاشمی۔ص۔۱۴

۱۷: القرآن: سورۃ النبأ۔الآیۃ ۲۴

۱۸: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۷۶۹

۱۹: ٹھٹوی: مخدوم محمد ہاشم: تفسیر ہاشمی۔ص۔۲۰

۲۰: القرآن: سورۃ النبأ۔الآیۃ ۳۵

۲۱: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۷۶۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۲: ٹھٹوی: مخدوم محمد ہاشم: تفسیر ہاشمی۔ص۔۲۰

۲۳: القرآن: سورۃ البروج الآیۃ (۱۰)

۲۴: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۷۸۰

۲۵: ٹھٹوی: مخدوم محمد ہاشم: تفسیر ہاشمی۔ص۔۱۱۱

۲۶: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۲

۲۷: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۳

۲۸: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۲۱

۲۹: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۹۴

۳۰: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۱۲۸

۳۱: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۱۵۳

۳۲: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۱۸۲

۳۳: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۲۱۵

۳۴: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۴۴۸

۳۵: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۴۵۷

۳۶: القرآن: سورۃ النمل الآیۃ ۳۰

۳۷: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۴۷۰

۳۸: احمد ملاح: نور القرآن۔ص۔۶۸۶

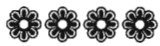

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی قادیانی کے تراجم قرآن کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

حکیم محمود احمد ظفر ☆

جب سے اردو زبان کا ہندوستان میں چلن ہوا ہے اسی وقت سے قرآن حکیم کے اردو زبان میں تراجم ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ اٹھارویں صدی میں شاہ مراد اللہ انصاریؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ کے تراجم خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ انیسویں صدی میں بے شمار لوگوں نے قرآن حکیم کے ترجمے کیے جن میں شاہ رؤف احمد رأفتؒ، نواب قطب الدین بہادر دہلویؒ، قاضی محمد صبغت اللہؒ، سرسید احمد خان، مولانا محمد احتشام الدین مراد آبادی، مولانا فخر الدین احمد قادری فرنگی محلی، مولانا عبدالحق حقانی، حکیم سید محمد حسن امروہی، مولانا فتح محمد تائب لکھنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا امیر علی ملیح آبادی، ڈپٹی حافظ نذیر احمد دہلوی، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالی اور مولانا فتح محمد جالندھری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ پھر بیسویں صدی میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا وحید الزمان، مولانا انشاء اللہ، مرزا حیرت دہلوی، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولوی محمد علی ایم۔ اے، خواجہ حسن نظامی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید عبدالدائم جلالی، مولانا فیروز الدین، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور مولانا سعید دہلوی کے تراجم مشہور ہوے۔ انیسویں صدی ہی میں دو قادیانی حضرات نے بھی قرآن حکیم کے ترجمے کیے اور اس کی تفسیر بھی لکھی۔ ان میں ایک مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی ہے جس نے نہ صرف ترجمہ قرآن کیا بلکہ اس کے ساتھ دو تفاسیر بھی لکھیں۔ ایک کا نام تفسیر کبیر ہے جو دس جلدوں پر مشتمل ہے اور دوسری کا نام تفسیر صغیر ہے جو ایک جلد میں حواشی کی

☆ سیالکوٹ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکل میں ہے۔ دوسرا ترجمۂ قرآن مولوی محمد علی ایم اے کا ہے جس کے ساتھ اس کی تفسیر ''بیان القرآن'' کے نام سے چھپی ہے۔ مولوی محمد علی ایم اے تو پڑھا لکھا آدمی تھا۔ وہ ان شخصیات میں سے تھا جنہوں نے انگریزی تعلیم کیمبرج میں حاصل کی تھی چنانچہ اس نے قرآن حکیم کا انگریزی زبان میں بھی عنفوان شباب میں ترجمہ کیا۔ اور یہ ترجمہ ہندوستان میں انگریزی زبان کا سب سے پہلا ترجمہ ادبی حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔ مولوی محمد علی انگریزی زبان کے علاوہ عربی زبان سے بھی بخوبی آشنا تھا اس وجہ سے اس نے نہ صرف قرآن حکیم کا اردو زبان میں ترجمہ کیا بلکہ بخاری کا ترجمہ بھی اردو زبان میں کیا جو عوام میں تو نہیں، البتہ ان کی اپنی جماعت میں نہایت مقبول ہوا۔

مولوی محمد علی ایم اے مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے امیر تھے اور 1914ء تک یہ بھی مرزا غلام احمد کو اسی طرح اور انہی معنوں میں نبی مانتے تھے جن معنوں میں قادیانی شاخ نبی مانتی ہے۔ لیکن سنہ 1914ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین بھیروی کا انتقال ہوا تو اس کے بعد خلیفہ ثانی کے لیے دو امیدوار تھے۔ ایک مرزا بشیر الدین محمود احمد اور دوسرے مولوی محمد علی ایم اے۔ مرزا بشیر الدین کے مقابلہ میں مولوی محمد علی پختہ کار بھی تھا اور صاحب علم بھی اور اس وقت اس نے قرآن حکیم کے کافی حصہ کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی کر لیا ہوا تھا۔ جبکہ مرزا بشیر الدین میں مولوی محمد علی کے مقابلہ میں نہ تو وہ پختہ کاری تھی اور نہ ہی وہ صاحب علم تھا۔ اس کی صرف ایک خصوصیت تھی کہ وہ مرازا غلام احمد قادیانی کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور مرزا کے الہام کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی بشارت سے پیدا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اسے بشیر الدین کہتے تھے۔ اصل نام اس کا محمود احمد تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا بیٹا ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کی اکثریت نے اسی کو خلیفہ ثانی مقرر کر دیا۔ چنانچہ مولوی محمد علی مرزا بشیر الدّین کے اس انتخاب سے ناراض ہو کر لاہور آ گئے اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے نام سے ایک جماعت، جو قادیانیوں میں سے ان کے ہم خیال تھی، بنا کر مرزائیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ اس کا انتقال 1951ء میں ہوا۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا دفتر برانڈرتھ لاہور میں ہے اور اسی جگہ پر 1908ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا انتقال ہوا تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا بشیر الدین اور مولوی محمد علی دونوں کا تعلق چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی سے ہے اور ان دونوں کی تعلیم و تربیت قادیان میں مرزا غلام احمد کے ہاں ہوئی ہے، لہٰذا 1914ء سے قبل ان دونوں کے عقیدے ایک جیسے تھے ،یعنی دونوں ہی مرزا غلام احمد کو نبی مانتے تھے، لیکن 1914ء کے بعد ذاتی اختلاف کی وجہ سے جب مولوی محمد علی لاہور آ گئے تو اب انہوں نے اپنے عقیدے میں تھوڑی سی تبدیلی کی۔ وہ تبدیلی بڑی عجیب اور نا قابل فہم ہے۔ مرزا غلام احمد کی تحریروں سے یہ بات قطعی اور بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ وہ نبوت کا مدعی ہے اور اس کے دعوی کے مطابق جو اس پر ایمان نہ لائے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مرزا کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ان کا مصنف مدعی نبوت ہے، صاحب وحی ہے، صاحب امر و نہی ہے اور صاحب شریعت ہے۔ لیکن مولوی محمد علی مرزا صاحب کی اپنے خیال میں ان کی دینی خدمات اور کارناموں کی آبرو کو بچانا چاہتے ہیں اور دراصل وہ اپنے شعوری اور غیر شعوری طریقہ پر اپنے قلبی تعلق اور اس سے دینی عقیدت کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں۔ گویا سرور بارہ بنکوی کی زبان میں۔

زندگی نذر حرم تو ہو چکی لیکن سرور
ہے عقیدت کا وہی عالم صنم خانوں کے ساتھ

چنانچہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے کہیں اصطلاحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں جہاں جہاں بھی نبوت، وحی اور مسلمانوں کی تکفیر وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کی تاویل یہ کی ہے کہ وہ صوفیانہ اصطلاحات اور مجازات و استعارات ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد علی مرزا صاحب کو اصطلاحی نبی نہیں مانتے، بلکہ چودھویں صدی کا مجدد اعظم اور مصلح اکبر اور اس سے بڑھ کر مسیح موعود مانتے ہیں اور اس نقطہ پر دونوں شاخوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھا ہے:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہو گئے۔ اور جن کا زمانۂ نبوت قیامت تک ممتد ہے۔ کسی دوسرے رسول یا نبی کا محتاج اپنے آپ کو سمجھنا اس نعمت کبریٰ کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناشکر گزاری ہے۔ پس حدیث میں جو ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ہے اس کے معنی صرف یہی ہو سکتے ہیں کہ اس امت میں سے کوئی شخص ابن مریم کے رنگ میں آجائے جس طرح الیاس کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی یوں پوری ہوئی کہ حضرت یحییٰ الیاس کے رنگ میں آ گئے۔ حضرت عیسیٰ کو قرآن حکیم کی یہ تصریح امت محمدیہ میں آنے سے روکتی ہے۔'' (تفسیر بیان القرآن: ۱/۳۱۷)

مرزا قادیان کے لیے مسیح موعود کا لقب انہوں نے اپنی کتاب ''النبوۃ فی الاسلام'' میں کئی جگہ استعمال کیا ہے اور خود ان کی تفسیر بیان القرآن میں بھی کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔

(الف) ترجمہ قرآن کا عقائد سے تعلق:

ترجمہ قرآن کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا تعلق عقائد سے بھی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص پہلے ایک عقیدہ اپنے ذہن میں قائم کر لے اور پھر قرآن کا مطالعہ کر لے تو اس کو جو آیت بھی اپنے عقیدہ کے خلاف نظر آئے گی یا تو وہ اس کی تاویل کرے گا یا اس آیت کے ترجمہ میں تحریف کا مرتکب ہوگا۔ اس کی مثالیں ہمیں سرسید کے ترجمہ قرآن اور مرزا غلام احمد کے کئی آیات قرآنیہ کے ترجمہ میں ملتی ہیں، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(1) ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عابد کامل جب فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو اسے رب العالمین کی صفات عطاء کی جاتی ہیں۔ (اعجاز المسیح: ص ۱۹، روحانی خزائن: ۱۸/۱۲۳)

(2) ''مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ'' میں ''یوم الدین'' سے مراد مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ (روحانی خزائن: ۱۸/۴۱۴۔۱۴۵)

(3) سورۃ القیامۃ کی آیت ''وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ'' سے چاند گرہن اور سورج گرہن مراد ہے جو مرزا صاحب کے زمانہ میں واقع ہوا۔ (نور الحق: ۲/۱۷، روحانی خزائن: ۸/۱۹۴)

(4) یاجوج ماجوج سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ (ازالہ اوہام: ص ۵۰۲، روحانی خزائن: ۲۱/۳۶۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(5) تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔
(ازالہ اوہام حاشیہ: ص ۷۷، روحانی خزائن: ۳/۱۴۰)

(6) قرآن شریف بضرب دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا ہے۔
(تحفہ گولڑویہ: ص ۴۶، روحانی خزائن: ۱۵/۱۵۶)

(ب) مرزا بشیر الدین کا ترجمہ قرآن اور تفسیر صغیر:

مرزا بشیر الدین نے اپنے آبا کے عقائد اور دعاوی کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا اور ترجمہ کرتے وقت نہ تو اس نے قرآن حکیم کی دوسری آیات کا لحاظ رکھا اور نہ ہی حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین کا اور نہ ہی لغت عرب اور اس کی گرامر کا جس کو آپ مندرجہ ذیل آیات میں ملاحظہ فرمائیں گے:

(1) قرآن حکیم میں ہے "وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ" کا ترجمہ کیا ہے کہ "آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

(2) وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ (البقرہ: ۳۴)

مرزا بشیر الدین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

(اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرمان برداری کرو اس پر انہوں نے فرمان برداری کی مگر ابلیس (نے نہ کی)

جب کہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا۔

اس آیت میں سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا آدم علیہ السلام بطور قبلہ کے تھے۔ اس کا معنی فرمان برداری درست نہیں ہے۔ (دیکھیے تفسیر ابن کثیر، ۱/۷۷)

(3) وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ [72:2]

(اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا، پھر تم نے اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ جو (کچھ) تم چھپاتے تھے، اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔ (تفسیر صغیر: ص ۱۸)

اس آیت میں "واذقتلتم" کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے، اس کا صحیح ترجمہ "اور جب تم نے قتل کیا۔" یہ ترجمہ کہ "اور جب تم نے قتل کرنے کا دعویٰ کیا" درست نہیں ہے۔

(4) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَت (البقرة: ۱۳۵، ۱۴۲)

"یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے۔" (تفسیر صغیر: ص ۳۹، ۴۰)

یہ ترجمہ عربی لغت کے خلاف ہے کیونکہ خَلَا یَخْلُوْ خَلْوا کا مَاتَ یموت موتاً سے کرنا لغت عرب کے خلاف ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے علاوہ اور کسی مترجم نے یہ ترجمہ نہیں کیا۔ قادیانی یہ ترجمہ کر کے سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

(5) عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُم (البقرہ: ۱۸۷)

"اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے، اس لیے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری (اس حالت کی) اصلاح کر دی۔" (تفسیر صغیر: ص ۴۰، ۴۱)

اس آیت میں "تختانون انفسکم" اور "وعفاعنکم" کے ترجمہ میں تحریف کی گئی ہے۔

اختیان کا صحیح معنی ہے خیانت کرنا، حق تلفی کرنا نہیں ہے۔ اور "عفاعنکم" کے دو معنی ہیں گنجائش دینا اور گناہ معاف کرنا۔ اصلاح کرنا اس کا معنی ہرگز نہیں۔

(6) اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَه (البقرہ: ۲۵۹)

"اس پر اللہ نے اسے سو سال (تک خواب میں) مارے رکھا پھر اسے اٹھایا۔"

(تفسیر صغیر: ص ۶۹)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا بشیر الدین کا یہ ترجمہ غلط ہے۔ یہ عالم بیداری کا ایک واقعہ ہے جس کو انہوں نے خواب کا واقعہ بنا دیا۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ نے بھی اس ترجمہ کے غلط ہونے کی تردید کی ہے۔ چنانچہ مقالہ نگار نے لکھا ہے:

''قرآن مجید نے یہ قصہ ایک حقیقی واقعہ کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ اسے مجاز یا مکاشفہ کا رنگ دینا درست نہیں۔ مشہور قول کے مطابق یہ واقعہ حضرت عزیر کے ساتھ پیش آیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی قبر دمشق میں ہے۔''

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور: ۱۳/ ۳۲۸)

(7) قرآن حکیم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ایک واقعہ ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا.(البقرہ: ۲۶۰)

''اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب! مجھے بتا کہ تو مردے کس طرح زندہ کرتا ہے..... فرمایا: اچھا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لے۔ پھر ہر ایک پہاڑ پر ان میں سے ایک (ایک) حصہ رکھ دے۔ پھر انہیں بلا، وہ تیری طرف تیزی سے چلے آئیں گے۔'' (تفسیر صغیر: ص ۷۰۔۷۱)

اس ترجمہ میں مرزا بشیر الدین نے تحریف کی ہے۔ "فصرھن الیك" کا ترجمہ کیا ''اور ان کو اپنے ساتھ سدھا لے۔'' اور "یاتینك سعیاً" کا ترجمہ کیا ''وہ تیری طرف تیزی کے ساتھ چلے آئیں۔ اگر یہ ترجمہ درست مان لیا جائے تو یہ احیاء موتیٰ کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ سوال سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا احیاء موتیٰ کی کیفیت کے بارے میں تھا، اور سدھائے ہوئے پرندوں کو اپنے پاس بلا لینا احیاء موتیٰ کی کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا "فصرھن الیك" کا ترجمہ ہے ''چار جانور پکڑوا کر اپنے پاس منگوا لو اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دو پھر ہر ٹکڑا کو ہر ایک پہاڑ پر رکھو اور پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اس آیت میں "فصرھن" سے "فَقَطِّعْهُنَّ" مراد ہے۔

اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ان کے گوشت، پروں اور خون وغیرہ کو باہم ملا دیا۔ پھر انہیں بلایا تو وہ دوڑتے ان کے پاس چلے آئے۔ (تفسیر کبیر: ۷/۴۵)

(8) سورۃ آل عمران میں ہے:

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (آل عمران: ۴۳)

"اے مریم! تو اپنے رب کی فرمان بردار بن اور سجدہ کر اور صرف موحدانہ پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر موحدانہ پرستش کر۔" (تفسیر صغیر: ص ۸۵)

مرزا محمود نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ "رکع" کے معنی توحید کے مطابق عبادت کرنے ہیں، اس لیے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ موحدانہ پرستش کر۔

معلوم نہیں دنیا کے کس لغت میں رکوع کے معنی موحدانہ پرستش کے ہیں (ملاحظہ ہو المفردات فی علوم القرآن: ص ۲۰۲، المنجد اور دیگر لغات عرب) اور تمام مفسرین نے بھی رکوع کے معنی نماز والا رکوع کیا ہے۔

(9) سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے:

وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلاً (آل عمران: ۴۶)

"اور پنگھوڑے یعنی چھوٹی عمر میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر کی حالت میں بھی۔" (تفسیر صغیر: ص ۸۵)

"مہد" کے اہل عرب کے ہاں دو مطلب ہیں:

(1) ماں کی گود

(2) بچے کے دودھ پینے کا زمانہ

ان میں سے جو معنی بھی مراد لیا جائے، اس سے آیت کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ماں کی گود میں لوگوں سے گفتگو فرماتے تھے۔ اور سورہ مریم آیت نمبر 28 میں صاف طور پر کہا گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کی والدہ مریم ان کو اٹھا کر (تَحْمِلُهُ) قوم کے پاس لے کر گئیں اور انہوں نے قوم سے باتیں کیں اور اپنی والدہ کی بریت فرمائی۔ مرزا بشیر الدین نے وہاں بھی "تحملہ" کا ترجمہ غلط کیا ہے کہ "وہ ان کو لے کر اپنی قوم کے پاس سوار کرا کر لائیں۔" (تفسیر صغیر: ص ۳۸۶)

(10) اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ (آل عمران: ۵۵)

اس آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "اے عیسیٰ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔" لیکن مرزا بشیر الدین نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے:

"(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا: "اے عیسیٰ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا۔" (تفسیر صغیر: ص ۸۷)

اس آیت میں مرزا بشیر الدین نے "متوفیك" کا اور "رافعك الی" کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ "متوفیك" کا درست اور صحیح معنی ہے "میں تجھے پورا پورا (یعنی جسد مع الروح) وصول کروں گا، جب کہ مرزا بشیر نے اس کا معنی کیا ہے کہ "میں تجھے طبعی طور پر وفات دوں گا۔" اور "رافعك الی" کا صحیح ترجمہ ہے "میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا" اور بشیر الدین نے تحریف کر کے اس کا معنی کیا ہے "میں تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا۔"

حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع الی السماء کی تفصیل اور "متوفیك" اور "رافعك الی" کے معنوں کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "عقیدة اهل الاسلام فی حیاة عیسیٰ علیه السلام۔"

(11) وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (آل عمران: ۱۱۲)

اور بلا وجہ نبیوں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ (تفسیر صغیر: ص ۹۴)

اپنے اس ترجمہ کے حاشیہ میں مرزا بشیر الدین نے لکھا ہے:

"قرآن کریم میں "یقتلون الانبیاء" کے الفاظ ہیں، اور بنی اسرائیل نے سب انبیاء کو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتل نہیں کیا، مگر چونکہ قتل کا لفظ کوشش قتل کے لیے بھی آتا ہے، ہم نے واقعات کے مطابق قتل کرنے کی کوشش ترجمہ کیا ہے۔''

مرزا بشیر الدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ ''الانبیاء'' پر الف لام استغراق کا نہیں بلکہ عہد کا ہے، لہٰذا مرزا بشیر کا یہ ترجمہ اور حاشیہ غلط ہے۔

(12) وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل (آل عمران: ۱۴۴)

''اور محمد صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔''

(تفسیر صغیر: ص ۹۸)

اس آیت میں مرزا بشیر الدین نے ''قَدْ خَلَتْ'' کا معنی کیا ہے ''فوت ہو چکے ہیں''، جو کہ بالکل غلط ہے۔ یہ ترجمہ صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ کو تقویت دینے کے لیے ہے۔ خلت کا معنی فوت ہونا نہیں ہے۔ یہ کسی مستند لغت میں معنی نہیں لکھا ہوا۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ''خلت'' کا معنی موت نہیں کیا، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''وَمَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔''

(جنت مقدس: ص ۷، روحانی خزائن: ۱۴/۸۹)

(13) وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ (النساء: ۶۹)

''اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔''

(تفسیر صغیر: ص ۱۱۹۔۱۲۰)

اس آیت میں مرزا بشیر الدین نے ''مع'' کو ''من'' کے معنی میں لیا ہے۔ یہ معنی لغت اور چودہ سو سال کے مفسرین کے معنوں کے خلاف ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(14) وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًابَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه (النسآء:۱۵۸)

''اورانہوں نے ہرگز اسے قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے اسے اپنے حضور رفعت بخشی۔''

رفع کا معنی مرزا بشیر نے یہاں رفعت بخشنا لکھا ہے جو کہ غلط ہے جب کہ قادیانی خلیفہ اول حکیم نورالدین نے اس کا معنی اٹھانا لکھا ہے۔

''بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔'' (فصل الخطاب:ص۳۱۴ حاشیہ)

(15) وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِه (النسآء:۱۵۹)

''اوراہل کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس (واقعہ) پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاتا رہے۔'' (تفسیر صغیر:ص۱۳۶)

اس آیت میں ''بہ'' کی ضمیر کا مرجع واقعہ صلیب کو قرار دیا ہے، جو سیاق وسباق اور اصول تفسیر کے اعتبار سے درست نہیں ہے۔ یہاں پر دونوں ضمیروں کا مرجع سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

(16) فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ

(المائدہ:۱۱۷)

''مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگران تھا۔ (میں نہ تھا) تو ہر چیز پر قادر ہے۔'' (تفسیر صغیر:ص۱۶۳)

اس آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ''جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزا بشیر الدین نے ''توفّی'' کا معنی ہر جگہ موت لکھا ہے۔ اس معنی کو صحیح ثابت کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک خود ساختہ قاعدہ لکھا ہے کہ

''علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ ''توفی'' کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ:ص۴۵، روحانی خزائن:۱۷/۱۶۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ قاعدہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خود ساختہ ہے، علم نحو کی کسی کتاب میں یہ قاعدہ مرقوم نہیں۔ باقی قادیانیوں کا یہ دعویٰ کہ جب اللہ فاعل اور انسان مفعول بہ ہو تو توفی کا معنی موت کے علاوہ ممکن ہی نہیں، ان کا یہ دعویٰ قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن وحدیث میں کئی جگہ اس قاعدہ کے خلاف آیا ہے۔ (ملاحظہ ہو البقرۃ: ۲۸۱، آل عمران: ۶۵، الانعام: ۶۰، النمل: ۱۱۱ وغیرہ)

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے اس قاعدہ کے خلاف قرآن کی آیت کے معنی کیے ہیں:

"اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ....."

"یعنی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔"

(براہین احمدیہ: ص ۵۲۰، حاشیہ، روحانی خزائن: ۱/۶۲۰)

(17) فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ (یوسف: ۳۲)

"پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو اسے (بہت) بڑی شان کا انسان پایا اور (اسے دیکھ کر حیرت سے) اپنے ہاتھ کاٹے (یعنی انگلیاں دانتوں میں دبالیں)۔" از حاشیہ (تفسیر صغیر: ص ۲۹۳)

مرزا بشیر الدین نے " قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ " کا ترجمہ انگلیاں دانتوں میں دبانا مراد لیا ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔

(18) فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا (یوسف: ۹۶)

پس جونہی کہ (یوسفؑ کے مل جانے کی) بشارت دینے والا (شخص حضرت یعقوب کا پاس) آیا اس نے اس (کرتے) کو اس کے سامنے رکھ دیا جس پر وہ ساری بات سمجھ گیا، کہ بصیرا کا غلط ترجمہ ہے۔" (تفسیر صغیر: ص ۳۰۴)

(19) فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا (مریم: ۲۹)

"اس پر اس نے اس (بچہ) کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر لوگوں نے کہا: ہم اس سے کس طرح بات کریں جو کہ (کل تک) پنگھوڑے میں بیٹھنے والا بچہ تھا۔" (تفسیر صغیر: ص ۳۸۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ اس کا درست ترجمہ یہ ہے: ''مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا، وہ بولے کہ ہم اس سے کہ گود کا بچہ ہے کیوں کر بات کریں''

(20) فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ (طٰہٰ:۱۲۱)

''پس ان دونوں نے (یعنی اور اس کے ساتھیوں نے) اس درخت میں سے کچھ کھایا (یعنی اس کا مزہ چکھا) جس پر ان دونوں کی کمزوریاں ان پر کھل گئیں، اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کی زینت کے سامان (یعنی اعمال نیک) لپیٹنے لگ گئے۔'' (تفسیر صغیر: ص ۴۰۶)

مرزا بشیر الدین نے اس ترجمہ میں تین تحریفیں کی ہیں:

¾1 ''فاکلا'' تثنیہ کا صغیہ ہے لیکن اس نے اس کا فاعل جمع قرار دیا یعنی ''آدم اور اس کے ساتھیوں نے'' حالانکہ ''فاکلا'' کا فاعل صرف دو ہیں، سیدنا آدم اور حوا۔

¾2 ''سواتھما'' کا ترجمہ کمزوریاں کیا ہے جب کہ درست ترجمہ شرم گاہیں ہیں۔

¾3 ''ورق الجنة'' کا صحیح ترجمہ ہے جنت کے درخت کے پتے'' مگر اس نے ترجمہ کیا ہے جنت کی زینت کے سامان یعنی اعمال نیک۔

﴿21﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا (حج: ۷)

''اور ہر چیز کے لیے جو وقت مقرر ہے، وہ ضرور آ کر رہے گا۔'' (تفسیر صغیر: ص ۴۲۳)

جب کہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے ''اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں۔''

(22) حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ (النمل:۱۹)

''یہاں تک کہ وہ وادی نملہ میں پہنچے تو نملہ قوم میں سے ایک شخص نے کہا: اے نملہ قوم! اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔'' (تفسیر صغیر: ص ۴۸۶)

یہاں لفظ نملہ سے مراد چیونٹی ہے، جب کہ مرزا بشیر نے نملہ قوم مراد لی ہے۔ نملہ کا قوم چیونٹی کے بجائے نملہ قوم اس لیے کیا تا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا یہ معجزہ تسلیم نہ کرنا پڑے۔

(23) وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ (النمل:۹۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جو لوگ برے عمل لے کر خدا کی خدمت میں حاضر ہوں گے ان کے سرداروں کو دوزخ میں اوندھا کر کے گرا دیا جائے گا۔'' (تفسیر صغیر: ص ۴۹۵)

جب کہ اس کا درست ترجمہ یہ ہے کہ ''جو شخص برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔''

(24) وَخُذْبِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْهُ وَلَاتَحْنَثْ (ص: ۴۴)

''اس کا درست ترجمہ یہ ہے کہ ''اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو اور اس سے مار دو اور قسم نہ توڑو۔''

لیکن مرزا بشیر الدین نے اس کا نہایت عجیب وغریب ترجمہ کیا ہے:

''اور (ایوب سے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں ایک کھجور کی گچھے دار ٹہنی پکڑ لے اور اس کی مدد سے تیزی کے ساتھ سفر کر (یعنی اس سے مار مار کر سواری کے جانور کو دوڑا) اور حق سے باطل کی طرف مائل نہ ہو۔''

اس آیت کے سیاق وسباق میں کہیں بھی گھڑ سواری اور سواری کو مارنے کا کوئی حکم نہیں۔ معلوم نہیں یہ ترجمہ مرزا بشیر الدین نے کہاں سے بیان کر دیا۔

(25) وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (زخرف: ۶۱)

''اور وہ (یعنی قرآن) آخری گھڑی کا علم بخشتا ہے پس تم ساعت کے متعلق شبہ نہ کرو۔''

(تفسیر صغیر: ص ۶۵۱)

جب کہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ''وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہے (تو کہہ دو کہ لوگو!) اس میں شک نہ کرو''

اس آیت کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لیے ایک نشان تھا کہ بدوں باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔'' (فوائد عثمانی: ص ۶۵۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(26) يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (المدثر: ۱)

''اے بارانی کوٹ پہن کر کھڑے ہو جانے والے۔'' (تفسیر صغیر: ص ۷۸۲)

جب کہ اس کے درست معنی ہیں: ''اے (محمد!) جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو۔''

(27) وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ، اَلَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ (فجر: ۱۰۔۱۱)

''اور فرعون کے متعلق بھی تجھے کچھ پتہ ہے جو پہاڑوں کا مالک تھا وہ (پہاڑ) جنہوں نے شہروں میں سخت فساد کر رکھا تھا۔''

یہ ترجمہ بھی تحریف شدہ ہے۔

(28) سورۂ فیل میں فرمایا:

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ (فیل: ۱۵)

''(جو) ان (کے گوشت) کو سخت قسم کے پتھروں سے مارتے (اور نوچتے) تھے۔''

(تفسیر صغیر: ص ۸۴۵)

اس ترجمہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''چیلیں وغیرہ جب مردوں کے گوشت کھاتی ہیں تو اسی طرح کھاتی ہیں۔ پہلے مردے کی ایک بوٹی اٹھا کر لے جاتی ہیں۔ پھر پتھر پر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر جونچ سے اس بوٹی کو پکڑ کر بار بار پتھر پر مارتی ہیں اور پھر کھاتی ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اگر بوٹی کو مٹی یا ریت وغیرہ لگ گئی ہو تو اس کو دور کر دیں۔

مرزا بشیر الدین نے اپنی تفسیر کبیر: ۱۰/ ۴۵۔۴۶ میں بھی لکھا ہے کہ ابرہہ بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو چیچک لاحق ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ سب مر گئے۔ ''ترميهم بحجارة من سجيل'' کا مطلب یہ ہے کہ چیلیں اور کوے وغیرہ پرندے ان کی لاشوں کو نوچتے تھے اور گوشت کے ٹکڑے لے کر چٹانوں پر بیٹھ جاتے اور بوٹیوں کو سخت پتھروں پر مارتے تھے۔

یہی بات اس نے اپنی تفسیر صغیر میں بھی لکھ دی ہے۔

(29) بعض آیات کا ترجمہ مرزا بشیر الدین نے کسی حد تک درست کیا ہے، لیکن اس کی تفسیر و توضیح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وہ تاویلات کی ہیں کہ اقبال (مرحوم) کو کہنا پڑا ؎

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت
خداو جبرئیل و مصطفٰے را

اس کی مثال سورۃ اللہب ہے۔ اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

''شعلہ کے باپ کے دونوں ہاتھ ہی شل ہو گئے ہیں اور وہ (خود) بھی شل ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے مال نے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس کی کوششوں نے (کوئی فائدہ) دیا ہے۔ وہ ضرور آگ میں پڑے گا جو (اسی کی طرح) شعلے مارنے والی ہو گی، اور اس کی بیوی بھی جو ایندھن اٹھا اٹھا کر لاتی ہے (آگ میں پڑے گی) اس کی (بیوی کی) گردن میں کھجور کا سخت بٹا ہوا رسہ باندھا جائے گا۔''

پہلے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''یا تو ابولہب کے رنگ کی طرف اشارہ ہے جو بہت سفید تھا یا اس کی طبیعت کی طرف اشارہ ہے جو بہت غصیلی تھی، یا ہر دشمن اسلام کی طرف اس کی باطنی حالت کی وجہ سے اشارہ ہے، یا امریکہ اور روس کی طرف اشارہ ہے جن دونوں نے اپنے دو دو حلیف بنا چھوڑے ہیں تا کہ بوقت جنگ کام آئیں۔ اور حلیف ہاتھ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ہاتھ سے بھی مدد یا دفاع کا کام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ یہ دونوں فریق غلطی پر ہوں گے۔ ایک فریق تثلیث پر قائم ہو گا اور دوسرا فریق دہریت پر، اس لیے ہم نے ان دونوں فریق کے دونوں ہاتھوں کو شل کر دیا ہے یعنی ان کے جو بڑے بڑے ساتھی ہیں ان کی تباہی کے سامان پیدا کر دیئے ہیں اور اسی طرح ان دونوں فریق کی اپنی تباہی کے بھی سامان پیدا کر دیئے ہیں۔

شعلہ اور مال پر حاشیہ میں مزید لکھا ہے کہ ''یعنی وہ بڑے مالدار ہوں گے، لیکن ان کا مال ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ بڑے بڑے سائنٹیفک سامان ان کو حاصل ہوں گے لیکن وہ بھی ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ یعنی وہ آخر میں ضرور دنیوی یا اخروی عذاب میں پڑ کر رہیں گے جو ویسی ہی شعلہ مارنے والی آگ ہو گی جیسا کہ ان کا دل اسلام کے خلاف بغض سے شعلے مارتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وامرأته حمالة الحطب" کی تفسیر میں لکھا ہے۔"بیوی سے اس جگہ تابع لوگ مراد ہیں یعنی ملکی رعیت اور مطلب یہ ہے کہ جو بیرونی دوست وہ بنائیں گے وہ بھی تباہ ہو جائیں گے اور ان کے اموال بھی تباہ ہو جائیں گے اور سامان بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اور رعایا بھی تباہ ہو جائے گی۔ اس وجہ سے کہ رعایا بھی ان کی بھڑکائی ہوئی آگ میں مزید ایندھن ڈالتی جاتی تھی اور ان کو جوش دلاتی جاتی تھی۔

چونکہ یہ جمہوری حکومتیں ہوں گی اس لیے ان کی رعایا اپنے سیاسی سرداروں سے بڑا گہرا جوڑ رکھتی ہو گی۔ ایسا جوڑ جس کو توڑا نہیں جاتا، اس لیے یہاں کھجور کے رسے کا ذکر کیا ہے کیونکہ وہ ٹوٹا نہیں کرتا اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی رعایا ہمیشہ ان کو اکساتی رہے گی کہ لڑائی کے لیے اور سامان پیدا کرو جس کی طرف "حمالة الحطب" میں اشارہ ہے۔

مرزا بشیر الدین قادیانی کے ترجمہ قرآن کی یہ چند غلطیاں تھیں جن کو ہم نے اس مقالہ میں بیان کیا ہے۔ اگر ان تمام غلطیوں کی تفصیل بیان کی جائے تو اس کے لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہے ؎

ہر ایک بات زبان پر نہ آسکی باقی
کہیں کہیں سے سنائے ہیں ہم نے افسانے

۲۔ مولوی محمد علی ایم اے کے ترجمہ قرآن کا سرسری جائزہ:

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بتایا گیا ہے کہ مولوی محمد علی ایم اے نہ صرف انگریزی کے بہت بڑے عالم اور ادیب تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے انگریزی زبان میں قرآن حکیم کا ترجمہ کیا، بلکہ اردو اور عربی میں بھی بہت ماہر تھے اور انہوں نے نہ صرف قرآن حکیم کا اردو زبان میں ترجمہ کیا بلکہ حدیث کی کتاب بخاری کا ترجمہ بھی کیا۔ یہ مرزا بشیر الدین پڑھے لکھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا بشیر الدین نے قرآن حکیم کے ترجمہ میں بہت سی غلطیاں بلکہ تحریفات کی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں مولوی محمد علی نے قرآن حکیم نہایت اچھا اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے سوائے ان مقامات کے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد پر زد پڑتی تھی کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی سے عقیدت کا دامن تو تا حال بندھا ہوا ہے۔ مولوی محمد علی اگرچہ اس کو حقیقی معنوں میں نبی تو نہیں مانتا، لیکن مسیح موعود اور مجدد اعظم تو مانتا ہے لہٰذا حیات مسیح وغیرہ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں جہاں بھی آیات درج ہیں وہاں اس کے معنی وہی لکھے ہیں جو تمام امت کے خلاف مرزا غلام احمد نے لکھے ہیں۔ جس کے بارے میں آئندہ صفحات میں اجمالی طور پر کچھ بیان کیا جائے گا۔

اتنی بات ضرور ہے کہ مولوی محمد علی کا یہ ترجمہ مرزا بشیر الدین قادیانی کے ترجمہ سے بہت بہتر ہے۔ قریباً قرآن حکیم کے ہر لفظ کا عربی میں مأخذ بیان کر کے بتایا ہے کہ لغوی لحاظ سے اس کے معنی یہ ہیں اور اصطلاحی لحاظ سے یہ ہیں، ترجمہ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے ترجمہ کرنے اور تفسیر میں محنت کی ہے۔ پھر چونکہ مولوی محمد علی جدید اور قدیم دونوں علوم سے آشنا تھا اس وجہ سے جدید نظریات کی بھی اپنی تفسیر اور ترجمہ میں تردید کی ہے۔

اس ترجمہ کی پہلی جلد 1340ھ/ 1921ء میں مطبع کریمی میں ماسٹر فقیر اللہ مہتمم تصنیفات نے طبع کروا کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے شائع کی۔ اس میں ابتدائے سورۃ الفاتحہ سے آخر سورۃ الانعام تک کا ترجمہ ہے۔ صفحات کی تعداد سات سو اٹھائیس (728) ہے۔

جلد دوم مطبع کریمی میں باہتمام میر امیر بخش طبع ہوئی۔ دوسری جلد ابتدائے سورۃ الاعراف سے اخر سورۃ المومنون تک ہے۔ صفحات کی تعداد 604 ہے۔ اس کی اشاعت 1341ھ/ 1922ء میں ہوئی۔

جلد سوم 1342ھ/ 1923ء میں مطبع کریمی لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ طبع ہوئی جو اول سورۃ النور سے آخر سورۃ الناس تک ہے اور 624 صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسری بار یہ ترجمہ مولوی محمد علی کی وفات (1951ء) کے اٹھارہ سال بعد 1969ء میں دو جلدوں میں طبع ہوا۔ اس کی طباعت منشی محمد شریف اور منشی غلام جیلانی جو نہایت اچھے کاتب ہیں، ان سے کروائی گئی اور نوائے وقت پرنٹرز، لاہور سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے اہتمام سے چھپوایا۔ اس کی پہلی جلد 775 صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ دوسری جلد 721 پر مشتمل ہے۔ متن قرآن کی کتابت نہایت عمدہ ہے۔ متن کے بالکل سامنے اس کا ترجمہ اور نیچے حاشیہ میں اس کی تفسیر دی ہوئی ہے۔ جلد اور کاغذ اور کتابت تینوں نہایت دیدہ زیب ہیں۔

ترجمہ سلیس ہوتے ہوئے ادبی خوبی بھی لیے ہوئے ہے، لسانی حیثیت سے فصاحت اور شستگی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنوی لحاظ سے ان کے عقائد اور خیالات کی وجہ سے ان کے ترجمے اور تفسیر پر اعتراضات ہیں۔ اگرچہ ترجمہ بہت محتاط ہو کر کیا گیا ہے لیکن مولوی صاحب چونکہ مرزائیوں کی لاہوری شاخ کے امیر تھے اس لیے ان کا ترجمہ غلط عقائد کی ترجمانی سے خالی نہیں ہے، لیکن ترجمہ کرتے وقت نص قرآن اور ترتیب الفاظ کا خیال رکھنے کے باوجود ترجمہ میں روانی اور تسلسل قائم ہے۔ چنانچہ ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے:

﴿ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتُهَا وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (القصص: ٦٠)

''اور جو کوئی چیز تم کو دی گئی ہے تو وہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟''

ایک اور آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

﴿ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴾ (محمد: ٣٦)

''دنیا کی زندگی صرف کھیل اور بے حقیقت چیز ہے، اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو وہ تمہارے اجر تمہیں دے گا اور تمہارے مال تم سے نہیں مانگے گا۔''

مولوی محمد علی نے ہر جلد کی شروعات میں فہرست مضامین بیان القرآن دی ہے۔ ان کے ترجمے کا طریقہ یہ ہے کہ سورۃ کا نام لکھنے کے بعد خلاصۂ مضمون لکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا تعلق گذشتہ سورت اور آیات سے کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ تاریخ نزول اور ترتیب نزول آیات پر بحث کرتے ہیں۔ تعلق اور ترتیب کے بارے میں تین قسم کے ربط اور تعلق پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اولاً آیات کا باہمی تعلق، ثانیاً ہر سورت کے رکوعوں کا باہمی تعلق اور ثالثاً مختلف سورتوں کا باہمی تعلق۔ اس کے علاوہ ہر رکوع کا خلاصہ اس کے آخر میں دے دیا گیا ہے۔ سورتوں کے نام میں جو حکمت ہے اس کی بھی مترجم نے تشریح کی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفۂ اول حکیم نورالدین بھیروی تھا۔ یہ اچھا خاصا پڑھا لکھا شخص تھا اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ درجہ کا طبیب بھی تھا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں میں بھی اس کا بہت دخل ہے۔ یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں بڑا راسخ الاعتقاد تھا۔ چنانچہ جب مرزا صاحب نے اپنی کتابیں فتح اسلام اور توضیح مرام تصنیف کیں اور حکیم صاحب کو یہ دونوں کتابیں ابھی دیکھنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک شخص نے حکیم صاحب سے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے؟ حکیم صاحب نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ حکیم صاحب نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو اس کی بات کو قبول کریں گے۔ حکیم صاحب نے یہ روایت خود ہی سنائی، اور یہ قصہ سنا کر کہا کہ تو صرف نبوت کی بات کرتا ہے، میرا تو ایمان یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے واقعی آپ کو صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا، اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے (سیرۃ المہدی، مرزا بشیر احمد: ص ۹۸۔۹۹)

حکیم نور الدین کی داستان زندگی کے کئی ابواب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے بڑے حصہ میں ذہنی کشمکش میں مبتلا رہے اور شروع ہی سے اس نے بے چین طبیعت پائی تھی۔ اس میں شروع سے عقل پرستی کا رجحان پایا جاتا تھا۔ پہلے وہ مذاہب اربعہ کی تقلید کی بندش سے آزاد ہوا۔ پھر سرسیّد احمد خان کے لٹریچر سے متاثر ہوا اور سرسیّد دین کے معاملہ بڑے متجددین میں تھے۔ حکیم صاحب کے ذہن نے ان کی تعلیمات اور ان کے طرز فکر و نظر کو پورے طور پر جذب کر لیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ برصغیر پاک و ہند میں سائنس اور طبیعات کی ابتدائی معلومات اور اس کی نئی تحقیقات نئی نئی آئی تھیں اور برصغیر کا عقلیت پسند طبقہ ان سے بڑا متاثر ہو رہا تھا۔ جو لوگ دینی رجحان اور طبیعت رکھتے تھے وہ دینی حقائق اور قرآن حکیم کے بیانات و تعلیمات کو ان نئی تحقیقات کے ساتھ منطبق کرتے۔ اگر وہ آسانی سے منطبق نہ ہو سکتیں تو قرآن حکیم کی آیات اور الفاظ کی بڑی سے بڑی تاویل اور توجیہہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ حکیم نور الدین قادیان میں قرآن حکیم کی تفسیر کا جو درس دیتے تھے وہ اسی طرز فکر اور ذہنی رجحان کا ایک نمونہ تھا۔ مولوی محمد علی ایم اے حکیم نور الدین کے حلقہ درس کے ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامور تربیت یافتہ تھے۔ تعلیم جدید سے بھی بخوبی واقف تھے۔ اس لیے ان کی تفسیر بیان القرآن میں حکیم نور الدین اور سرسید احمد خان کا ذہنی اور دینی رجحان نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

مولوی محمد علی نے سرسید کے لٹریچر اور اس کی تفسیر قرآن کو پڑھا اور اس کے فکر کو پورے طور پر جذب کر لیا تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ حکیم نور الدین کے درس تفسیر اور صحبت نے اس رجحان اور ذوق کو مزید تقویت دی۔ وہ اس طبقہ اور گروہ کے بہترین نمائندہ ہیں جس کو اسلام کے تعلق اور عصر جدید کے سامنے قرآن پیش کرنے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں اس کی اشاعت کا شوق تھا لیکن ان کی ذہنی ساخت اور گذشتہ تعلیم و تربیت غیبی حقائق اور ماورائے عقل واقعات کو قبول کرنے میں یک قلم قاصر تھی۔ انہوں نے مشہور نظریات و مسائل کو مسلمات اور بدیہیات کے طور پر تسلیم کر لیا تھا۔ ان کا ذہن، ان کی ثقافت حقیقتاً عالم غیب اور خوارق و معجزات کو تسلیم کرنے سے ابا کرتی تھی۔ لیکن وہ اپنے نسلی اور دینی لگاؤ کی وجہ سے قرآن حکیم اور اسلام کے نصوص سے بھی دست بردار نہیں ہو سکتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے درمیان کی یہ راہ نکالی کہ ان غیبی حقائق اور خوارق و معجزات اور مافوق الفطرت واقعات کی توجیہ اور تشریح اس طرح کی جائے کہ جدید نظریات اور مسلمات و معلومات سے وہ متصادم نہ ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے قرآنی آیات کی تفسیر اور تاویل میں ہر طرح کا تکلف اور ہر طرح کی موشگافی کرنے کے لیے تیار تھے۔ ہر کمزور سے کمزور چیز کا سہارا لینے سے بھی ان کو کوئی عذر نہیں۔ وہ اپنی ان تشریحات اور تاویلات میں اصول تفسیر، زبان و ادب کے قواعد اور اہل زبان کے فہم، متقدمین کی تفاسیر، اقوال صحابہ و تابعین غرض ہر اس چیز سے جو اس راہ میں حارج اور قرآن حکیم اور فہم جدید کی تطبیق میں خلل انداز ہو دست بردار ہونے کے لیے تیار تھے، مولوی محمد علی ایم اے کے تفسیری نوٹس اور قرآنی حواشی اس طرز تفسیر کا بہترین نمونہ ہیں۔ اس کی چند ایک مثالیں یہاں ذکر کی جا رہی ہیں۔

ا۔ قرآن حکیم میں سورۃ البقرہ میں فرمایا گیا ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کے لیے پانی مانگا تو ارشاد ہوا کہ اپنا عصا چٹان پر مارو۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنا عصا چٹان پر مارا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو قدرت خداوندی سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور بنی اسرائیل کے بارہ قبائل نے نہایت آسانی اور آسودگی کے ساتھ اپنی پیاس بجھائی۔ لیکن مولوی محمد علی نے اس آیت کے مجازی معنوں کے لحاظ سے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ''اپنی جماعت کے ساتھ کسی پہاڑ پر چلے جاؤ۔'' اور اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کسی پہاڑ پر چلے جانے کی ہدایت فرمائی جہاں ان کو بارہ چشمے مل گئے۔ یہ سب تکلفات انہوں نے اس لیے کیے کہ اس معجزہ اور خارق واقعہ کے تسلیم کرنے سے وہ بچ جائیں۔ اور ان کے قارئین کے دل و دماغ پر ایمان بالغیب اور تصدیق معجزات کا بوجھ نہ پڑے۔

۲۔ ایسے سورہ ہی آل عمران میں سیدنا مسیح علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ میں بطور معجزہ اور دلیل نبوت کے تمہارے سامنے مٹی کے جانور بناتا ہوں اور پھر ان کو پھونک مار کر ہوا میں پرندوں کی طرح اڑاتا ہوں۔ ''اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔'' اس میں بے جان چیزوں میں روح ڈالنے کے معجزہ سے بچنے کے لیے مولوی محمد علی ایم اے نے اس آیت کو تمام تر استعارات پر مشتمل بنا دیا۔ چنانچہ لکھا:

''رنگ استعارہ یہاں غیر سے مراد ایسے لوگ ہیں جو زمین اور زمینی چیزوں سے اوپر اٹھ کر خدا کی طرف پرواز کر سکیں، اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ کس طرح نبی کے نفخ سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ زمینی خیالات کو ترک کر کے عالم روحانیت میں پرواز کرے۔'' (بیان القرآن: ۱/۲۱۵۔۲۱۶)

یہ ہے مختصر سا جائزہ قادیانیوں کے مشہور دو ترجموں کا جن میں سے ایک قادیانی فرقے کا ہے اور دوسرا لاہوری فرقے کا اور دونوں ہی ان فرقوں کے امیروں کے لکھے ہوئے ہیں۔ مرزا بشیر الدین مرزا غلام احمد کا خلیفہ ثانی تھا جب کہ مولوی محمد علی ایم اے لاہوری فرقہ کا امیر تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالسلام بن محمد کے ترجمہ قرآن کریم کا تعارف وخصوصیات

ڈاکٹر منیر احمد☆

اردو میں کئے گئے تراجم قرآن کافی تعداد میں ہیں۔ ہر ترجمہ قرآن اپنے اندر کوئی ایسی خوبی رکھتا ہے جو قاری کے لیے دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔اردو میں کیے گئے تراجم قرآن کی دنیا میں ایک ترجمہ قرآن حافظ عبدالسلام بن محمد کا ہے۔

تعارفِ مترجم:

حافظ عبدالسلام علوم القرآن اور علوم الحدیث میں ایک مقام کے حامل ہیں۔موصوف کا مکمل نام ابوعبدالرحمٰن حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی ہے۔حافظ صاحب اگست ۱۹۴۶ کو گوہڑ چک نمبر ۸ ضلع قصور میں پیدا ہوئے تھے۔

تعلیم:

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے ہی کیا۔قرآنِ مجید حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ ابتدائی علومِ دینیہ کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ پھر آپ نے میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔موصوف نے میٹرک کے بعد درس نظامی، فاضل عربی، فاضل فارسی اور فاضل طب کی تعلیم حاصل کی۔

اساتذہ:

مترجم نے ابتدائی واعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا۔مثلاً حافظ

☆اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونی ورسٹی بہاولپور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد گوندلوی، مولانا محمد عبدہ الفلاح، مولانا صادق خلیل، قاری اسلم اور مولانا شریف اللہ سواتی وغیرہ۔ حافظ صاحب نے ترجمہ قرآن کے علاوہ بھی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً u ایک دین چار مذہب۔ v چوری کے متعلق قانون الٰہی۔ w مقالات طیبہ۔ x احکام زکوٰۃ وعشر وصدقہ فطر۔ y ترجمہ القرآن کریم۔ z شرح کتاب الطہارہ من بلوغ المرام۔} شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام وغیرہ۔ حافظ صاحب نے ۱۷ سال کی عمر میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۶۶ سے ۱۹۹۲ تک جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں پڑھایا۔ اس وقت سے لے کر تا حال تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

تصانیف

حافظ عبدالسلام بن محمد نے تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ تصنیف کا کام بھی جاری رکھا۔ اب تک ان کی 10 کے قریب تصانیف زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

1۔ ایک دین چار مذہب
2۔ کشف الظلام فی جواب اظہار المرام
3۔ سورۃ فاتحہ اور احناف
4۔ چوری کا متعلق قانون الٰہی
5۔ مقالات طیبہ
6۔ احکام زکوۃ وعشر وصدقہ فطر
7۔ تفسیر القرآن پارہ ۲۹، ۳۰
8۔ ترجمہ القرآن الکریم
9۔ شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام
10۔ شرح کتاب الطہارۃ من بلوغ المرام

موصوف کو ترجمۃ القرآن کریم مکمل کرنے میں تقریباً ۱۳ ماہ محنت کرنا پڑی تھی۔

موصوف جوانی سے اب اُدھیڑ عمر تک مسلسل ان علوم کی تدریس وتحریر میں ہی مصروف ہیں۔ یہ بہت سادہ سی بات ہے کہ انسان جس راستے پر چل پڑتا ہے اور مسلسل چلا رہتا ہے وہ بہت آگے نکل جاتا ہے۔ خصوصاً جب قلب ونظر میں اللہ کا خوف ہو۔ گفتار وکردار سے تعلق باللہ ظاہر ہو۔

ترجمۂ قرآن کریم کا تعارف:

قبل اس کے کہ مضمون کا محور تعارف اور ترجمہ کی خصوصیات ہو قاری کی سہولت کی خاطر ترجمہ کا معنی ومفہوم ذکر کیا جاتا ہے۔ ترجمہ کے لفظی مفہوم کے ضمن میں مولانا بلیاوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''کسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاملہ کو واضح کرنا ترجمہ کہلاتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے'' تَرجَمَہٗ بالتُّرکیَّۃ'' اس نے ترکی زبان میں ترجمہ کیا''(۱)۔

اسی بات کی وضاحت میں پھر مناع القطان لکھتے ہیں کہ ترجمہ کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے:

۱۔ لفظی ترجمہ، یعنی کسی اور زبان میں اس کے مشابہ الفاظ اس انداز میں ذکر کرنا تاکہ ترتیب وغیرہ میں تبدیلی نہ آئے۔

۲۔ بامحاورہ ترجمہ یعنی کسی دوسری زبان میں ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر مفہوم واضح کرنا(۲)۔

واضح ہوا کہ ترجمہ کا مطلب ہے مفہوم بیان کرنا، کسی ناسمجھ آنے والے الفاظ کو ایسے الفاظ میں بیان کرنا جو قابل فہم ہوں۔ تو اس اعتبار سے حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہٗ اللہ نے قرآن کریم کا ترجمہ کرتے ہوئے بامحاورہ ترجمہ کے اسلوب کو اپنایا ہے(اور صفحہ کی ایک جانب عربی متن اور دوسری جانب اس کا بامحاورہ ترجمہ ذکر کیا ہے)۔

بقول حافظ عبدالسلام صاحب'' دوران ترجمہ پچیس اردو اور فارسی میں تراجم میرے زیر نظر رہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ بعض مفاہیم کی تعیین کے لیے مجھے کتنی ہی عربی کتب، یعنی تفسیر، حدیث، لغت، ادب اور بلاغت کی کتابوں کی ورق گردانی کرنا پڑی''۔(۳)

حافظ عبدالسلام بن محمد صاحب کے ترجمہ قرآن کریم کو دارالاندلس، لاہور والوں نے ایک بہترین جلد میں ۲۰۰۶ء میں شائع کیا ہے۔

صفحہ نمبر ۷ سے صفحہ نمبر ۱۹ تک حافظ صاحب نے مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے برصغیر کے تراجم کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے مزید ترجمے کی ضرورت پر زور دیا ہے اور پھر اپنے ترجمہ کی خصوصیات اور باقی تراجم کے بالمقابل اس کی انفرادیت کو بیان کیا ہے اور مقدمہ کے آخر میں معاون حضرات کے لیے دُعا خیر کی ہے۔

صفحہ نمبر ۲۰ سے ترجمہ قرآن کا آغاز کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۷۰۲ تک اس کی تکمیل کی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصیات:

حافظ صاحب کے ترجمہ قرآن کی خصوصیات کو ذکر کیا جاتا ہے جو کہ باقی تراجم میں نظر نہیں آتیں۔ مثلاً

1۔ مبالغہ کے مفہوم کو بیان کرنے کے بعد ترجمہ قرآن سے اس کی وضاحت مثالوں سے کی گئی ہے۔

تعریف: جب فاعل میں مصدری معنیٰ کی زیادتی پائی جائے اس کو مبالغہ کہتے ہیں۔ جیسے ''ضَرَّابٌ'' (بہت مارنے والا)۔ یہ لفظ مادہ میں کبھی حرف کے مکرر لانے اور کبھی ی، واؤ یا الف کے زیادہ کرنے سے بنتا ہے۔ اس کے اوزان بھی سماعی ہیں اور کثیر الاستعمال یہ ہیں

فَعِلٌ، فَعِيلٌ، فَعُوْلٌ، فَعَّالٌ، فُعَّالٌ، فِعِيلٌ، مِفْعَلٌ، مِفْعَالٌ،
مِفْعِيلٌ، فُعَالٌ، فَاعُوْلٌ، فَعْلَةٌ، فَعُوْلٌ، فُعَّلٌ، وغیرہ.

مبالغہ کی بحث کا محل استشہاد یہ ہے کہ اکثر تراجم میں مبالغہ کے صیغہ مثلاً حکیم، حکمت والا ''عَلِيْم'' (جاننے والا یا واقف کیا گیا ہے) جبکہ حکیم کا معنیٰ کمال حکمت والا ہے۔ اور علیم کا معنیٰ خوب جاننے والا ہے۔ تو موصوف نے رحمان، رحیم، حکیم، عزیز وغیرہ۔ تمام الفاظ میں جہاں بھی وہ آئے ہیں مبالغہ کے صیغوں میں معنیٰ کا لحاظ رکھا ہے۔ مثلاً ﴿إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْم﴾ (البقرہ:۳۲) (بے شک تو ہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے) (۴)۔ یہ اس ترجمہ کی خوبی اور انفرادیت ہے جو کہ عام تراجم میں نہیں ہے۔

2۔ عربی زبان میں تاکید یعنی کسی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے بہت سے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً حروف قسم، اِنَّ، لام تاکید، نون تاکید وغیرہ۔ بعض دفعہ ایک ہی جملہ میں زور پیدا کرنے کے لیے کئی حروف لائے جاتے ہیں۔ چونکہ اردو محاورہ میں اکثر ایسا نہیں ہوتا اس لیے بعض مترجمین نے تو اردو محاورے کو مقدم رکھتے ہوئے تاکید کے حروف کا ترجمہ ہی نہیں کیا، یا ایک حرف کا ترجمہ کر کے باقی ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً سورۂ ق میں ہے: ﴿إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَن كَانَ لَهُ قَلْب﴾ (ق:۳۷)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے یقیناً نصیحت ہے جس کا کوئی دل ہو)۔

تو ایسے مواقع پر موصوف حفظہاللہ نے کوشش کی ہے کہ تاکید کے کسی حرف کا مفہوم ترجمے میں آنے سے رہ نہ جائے۔ حافظ صاحب نے حروف تاکید کا ترجمہ بھی تاکید ہی سے کیا ہے جو کہ موصوف کی گرائمر پر سخت گرفت اور وسعتِ علم کی علامت ہے۔

3۔ عربی زبان کی جامعیت اس کی حرکات وسکنات سے بھی عیاں ہوتی ہے۔ مثلاً تنوین جو کہ عربی میں کئی معانی کے لیے استعمال ہوتی ہے مثلاً تنکیر، تعظیم، تحقیر وغیرہ۔ تو موصوف حفظہٗ اللہ نے کوشش کی ہے کہ ہر تنوین کا موقع کے مناسب ترجمہ آجائے مثلاً ﴿مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ﴾ (الحجر:۱۱) (اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا) (۵)۔ اور ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾ (الواقعہ :۳۰) (اور ایسے سائے میں جو خوب پھیلے ہوا ہے) (۶)۔

واضح رہے کہ تنوین کا مفہوم بھی مترجم نے سابق مفسرین کی اقتداء میں لکھا ہے

4۔ مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد آئے اور اس کا مادہ فعل کا ہم معنی ہو جیسے ''ضَرَبْتُ ضَرْبًا'' (میں نے مار ماری) یہ مفعول تین طرح سے مستعمل ہوتا ہے:

۱۔ تاکید کے واسطے جیسے "ضَرَبْتُ ضَرْبًا"

۲۔ بیان نوع کے واسطے جیسے "جَلَسْتُ جِلْسَةَ القاری" (میں قاری کی نشست بیٹھا)۔

۳۔ بیان عدد کے واسطے جیسے جیسے "جَلَسْتُ جَلْسَةً" (میں ایک نشست بیٹھا)۔

مذکورہ وضاحت کا مطلب یہ ہے کہ عربی زبان میں تاکید کے لیے فعل کے بعد مصدر لایا جاتا ہے۔ عام طور پر اس کا ترجمہ محاورہ کی مشکل کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جبکہ ترمہ نگار نے اس کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ اور ہر مقام پر مصدر کی تنوین کے مفہوم کو مدنظر رکھا ہے مثلا ﴿وَأَكِيدُ كَيْدًا﴾ (الطارق: ۱۶) (اور میں بھی خفیہ تدبیر کرتا ہوں، ایک خفیہ تدبیر) (۷)۔ یہ موصوف حفظہٗ اللہ کے علم الصرف کے فن میں مہارت تامہ کی دلیل ہے۔

5۔ نحو میں مِنْ کے چھ مختلف مفاہیم ومناہج میں استعمال ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ابتدائیہ۔ ۲۔بعضیہ۔

۳۔بیانیہ۔ ۴۔سببیہ۔

۵۔بدل۔ ۶۔فصل جب دو متضاد چیزوں پر آئے۔

تو مولانا موصوف حفظہٗ اللہ نے ترجمہ کرتے ہوئے معانی کے فرق اور موقع ومحل کی تعیین کا اہتمام کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ موصوف کے علم النحو کے فن پر مضبوط گرفت کی علامت ہے۔ مثلاً ﴿لَآ كِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ﴾ (الواقعہ:۵۲) (یقیناً تھوہر کے پودے میں سے کھانے والے ہو)(۸)۔اور ﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ﴾ (الزمر:۲۷) (اور بلاشبہ یقیناً ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کی ہے)(۹) وغیرہ۔

6۔ شیخ بہاؤ الدین السبکی نے کتاب ''عروس الافراح'' میں ''اِذاما'' کا بیان حروف شرط کے ضمن میں کیا ہے عام طور پر چند الفاظ کو زائد کہہ کر ترجمہ میں ان کا خیال نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ کوئی سمجھ دار آدمی بھی کوئی لفظ بلامقصد نہیں بولتا تو ربّ العالمین کے کلام میں کوئی لفظ بے مقصد کیسے ہوسکتا ہے۔ ان الفاظ میں سے ایک ''ما'' ہے مثلاً ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا﴾ (الزمر:۷۱)۔دوسرے مقام پر ﴿حتّى إذا مَا جَاءُوهَا﴾ (حم السجدہ:۲۰)۔اب دونوں کا ایک ہی ترجمہ ہو تو ''مـــا'' بالکل بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔تو اس لیے موصوف نے ان میں فرق کرتے ہوئے ''إذا'' کا ترجمہ (جب) اور ''إذَامـــا'' کا ترجمہ (جونہی) کیا ہے۔مثلاً ﴿اٰلٰئن إِذَا مَا وَقَعَ اٰمنتم بِهٖ﴾ (یونس:۵۱)۔کیا پھر جونہی وہ (عذاب) آپڑے گا تو اس پر ایمان لے آؤ گے؟(۱۰)۔جو کہ مترجم کی ترجمہ کے سلسلہ میں کمال مہارت اور باریک بینی کی نشانی ہے۔

7۔ مفسر کے لئے جہاں بہت سے دیگر علوم میں مہارت ضروری ہے وہاں نحو اور صرف میں مہارت تامہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اِمَّا کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

۱۔شک جیسے '' جآء نِی امَّا زیدٌ وَاِمَّا عَمْرٌ''۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔تخییر جیسے "امَّا اَنْ تَعَذِّب وَاِمَّا اَنْ تَتَخذَ فیھم حسْنَا"۔

۳۔تفصیل جیسے "امّا شاکِرا واِمّا کفُورا"۔

واضح رہے کہ یہ لفظ ''إن'' شرطیہ اور ''ما'' سے مرکب ہے عام طور پر ''إن'' اور ''إمَّـا'' دونوں کا ترجمہ ''اگر'' کیا جاتا ہے مگر اس صورت میں ''ما'' بے فائدہ ٹھہرتا ہے تو مترجم نے اس کا خیال رکھا ہے۔مثلاً ﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳)(اگر کبھی تیرے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ ہی جائیں تو ان دونوں کو ''اُف'' مت کہو)(۱۱)۔وغیرہ جو کہ مترجم کے علم نحو پر مہارت کا ثبوت ہے۔

8۔ عربی زبان میں ''الف لام'' کئی معانی کے لیے آتا ہے مثلا اسم موصول، تعریف، تخصیص، استغراق، جنس، عہد، زائدہ وغیرہ۔﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِیْ لَهُ مَا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الْأَرْضِ﴾ (سبا:۱)(سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے)(۱۲)۔اور ﴿فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذاً وَبِيلاً﴾ (المزمل: ۱۶)(سو فرعون نے اس پیغام پہنچانے والے کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے پکڑ لیا، نہایت سخت پکڑنا)(۱۳)۔ حافظ صاحب نے موقع کے مناسب ہر ''الف لام'' کے مفہوم کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ ان کے وسعت علم کی علامت ہے۔

9۔ مخصوص طریق سے کسی امر کو کسی امر کے ساتھ خاص کرنا یا کسی امر کے لیے کوئی حکم ثابت کرنا اور اُس کے ماسوا سے اُس حکم کی نفی کرنا ''حصر'' کہلاتا ہے اور ''حصر'' کو ''قصر'' بھی کہتے ہیں۔ ''قصر'' کی دو قسمیں ہیں ایک ''قصر الموصوف علی الصفۃ''، دوسری ''قصر الصفۃ علی الموصوف''۔اکثر خبر پر ''الف لام'' لانے سے کلام میں ''حصر'' پیدا ہو جاتا ہے۔مثلاً ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾ (الملک:۲)۔''اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے'' کی بجائے ''اور وہی سب پر غالب بے حد بخشنے والا ہے'' ہوگا۔اکثر تراجم میں یہ خیال نہیں رکھا گیا، بعض تراجم میں ایک جگہ یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے تو دوسری جگہ اسے نظر انداز کر دیا گیا ہے مگر موصوف حفظہٗ اللہ نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں بھی کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

10۔لفظ میں بعض حروف کے اضافے سے معنی بدل جاتا ہے مثلاً ''نزل'' کا معنی (وہ اُترا)اور ''اَنْزَلَ'' (اس نے اُتارا'' اور بعض اوقات طلب یا دوسرے معانی پیدا ہوجاتے ہیں اگر حرف کے اضافے کے باوجود معنی ایک ہی ہوتو معنیٰ میں زیادتی مراد ہوتی ہے۔مثلاً ﴿یَسْخَرُون﴾ (الصافات:۱۲)۔اور ﴿یَسْتَسْخِرُونَ﴾ (الصافات:۱۴)۔دونوں کا معنی (مذاق اُڑاتے ہیں) کہا جائے تو ''سین'' اور ''تاء'' کا اضافہ بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔اس لیے ﴿یَسْتَسْخِرُونَ﴾ کا معنی ہوگا (خوب مذاق اُڑاتے ہیں)(۱۴)۔اس فرق کا لحاظ بہت کم مترجمین نے رکھا ہے مگر حافظ صاحب نے زائد حروف کا مفہوم ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔

11۔تقریباً تمام مترجمین نے ﴿وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (آل عمران:۳۱)۔اور ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيماً﴾ (الفرقان:۷۰)۔کا ایک ہی ترجمہ کیا ہے کہ (اللہ غفور رحیم ہے) اسی طرح ﴿وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيم﴾ (التوبہ:۴۰)۔اور ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزاً حَكِيماً﴾ (الفتح:۷)۔اور دوسری تمام صفات کا جو ''کان'' کے بغیر آئی ہیں یا ''کان'' کے ساتھ آئی ہیں ایک ہی ترجمہ کیا ہے۔ظاہر ہے کہ اس طرح ''کان'' محض بے فائدہ ٹھہرتا ہے جبکہ ''کان'' کئی معانی کے لیے آتا ہے مگر اکثر طور پر یہ ماضی میں خبر کے ثبوت کے لیے آتا ہے جیسے ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيماً﴾ اور اللہ ہمیشہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے (۱۵)۔تو اس اعتبار سے موصوف حفظہٗ اللہ نے ان میں فرق کو واضح کرنے کے لیے ترجمہ میں فرق رکھا ہے۔

12۔قرآن مجید میں آنے والے ہر لفظ کا ترجمہ اس کے صیغے کے مطابق کرنے کی کوشش کی ہے۔مثلاً فعل ماضی، فعل مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ، ہاں جملہ شرطیہ ہونے یا سیاق کلام کی وجہ سے ماضی کا معنی مضارع میں یا مضارع کا معنی ماضی میں کرنا ضروری ہوتو اسے بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔مثلاً ﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾ (النحل:۳۴)۔(پس اس کے برے نتائج آپہنچے جو انہوں نے کیا اور انہیں اس چیز نے گھیر لیا جسے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ مذاق کیا کرتے تھے)(۱۶)۔

13۔ مترجم کی جانب سے ترجمہ زیادہ سے زیادہ آسان اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے فارسی یا عربی الفاظ میں ترجمہ سے مطلب ادا ہو بھی جائے تو عام آدمی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ مثلاً بعض اردو ترجمہ کرنے والوں نے "مرسَلُون" کا ترجمہ (فرستادگان الٰہی) اور "رَیب المنوْن" کا ترجمہ (حوادث دہر) کیا ہے اس لیے اس سے احتراز کرتے ہوئے حافظ صاحب نے "مرسَلُون" کا ترجمہ (بھیجے ہوئے) جو کہ عام فہم ہے۔

14۔ اس ترجمہ کا باقی تراجم سے تقابل کریں تو ترجمہ میں کمال فن کا اندازہ ہوتا ہے مثلاً

﴿وَمَن يَعْمَلْ سُوءاً أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّهَ يَجِدِ اللّهَ غَفُوراً رَّحِيماً﴾

(النساء: ۱۱۰)

اس آیت کا ترجمہ تفسیر احسن البیان میں مولانا محمد جونا گڑھیؒ سے یوں منقول ہے:

(جو شخص کوئی بُرائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا)(۱۷)۔

مذکورہ ترجمہ میں:

۱۔ "یَسْتَغْفِرِ اللّٰہ" کے ترجمہ میں بھی عربی لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔ حالانکہ ان کی جگہ پر اردو الفاظ آنے چاہیے تھے۔

۲۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۳۔ مبالغہ کے الفاظ مثلاً "غَفُوراً رَّحِیماً" کے ترجمہ میں مبالغہ کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

اس آیت کا ترجمہ مولانا مودودیؒ یوں کرتے ہیں:

(اگر کوئی شخص بُرا فعل کر گزرے یا اپنے نفس پر ظلم کر جائے اور اس کے بعد اللہ سے درگزر کی درخواست کرے تو اللہ کو درگزر کرنے والا اور رحیم پائے گا)(۱۸)۔

درج بالا ترجمہ میں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ تنوین کے معنی اور موقع ومحل کا تعین نہیں ہے۔

۲۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۳۔ بعض عربی الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا۔

۴۔ مبالغہ کے الفاظ میں ترجمہ اس انداز سے نہیں کیا گیا۔

مزید اس آیت کا ترجمہ ڈاکٹر محمد لقمان السلفی یوں لکھتے ہیں کہ:

(اور جو شخص کوئی گناہ کرے گا یا اپنے آپ پر ظلم کرے گا، پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے گا، تو اللہ کو بڑا مغفرت کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا پائے گا)(۱۹)۔

اس ترجمہ میں:

۱۔ بعض عربی الفاظ کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۲۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۳۔ کثرت سے لفظ ''گا'' کا ذکر عبارت کے حسن میں نقصان دہ ہے۔

مگر اسی آیت کا ترجمہ حافظ عبدالسلام صاحب یوں کرتے ہیں:

(اور جو بھی کوئی بُرا کام کرے، یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش مانگے وہ اللہ کو بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان پائے گا)(۲۰)۔

اس ترجمہ میں:

۱۔ تنوین کا معنی بھی کیا گیا ہے۔

۲۔ پھر ترجمہ میں کوئی عربی لفظ نہیں ہے۔

۳۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

۴۔ مبالغہ کے صیغوں میں بھی ترجمہ مبالغہ کے انداز میں کیا گیا ہے۔

۵۔ آسان اردو زبان میں بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

ایک اور مثال سے حافظ عبدالسلام صاحب کے ترجمہ کا تقابل پیش کیا جاتا ہے مثلاً:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ (ابراھیم: ٣٦)

اس کا ترجمہ مولانا مودودیؒ یوں کرتے ہیں:

(پروردگار ان بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا (ممکن ہے کہ میری اولاد کو بھی یہ گمراہ کردیں، لہٰذا ان میں سے) جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے خلاف طریقہ اختیار کرے تو یقیناً درگزر کرنے والا مہربان ہے)(۲۱)۔

اس ترجمہ میں:

۱۔ بعض الفاظ (مثلاً تاکید وغیرہ کے) کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا۔

۲۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ نہیں۔

۳۔ پرانی اردو کو استعمال کیا گیا ہے۔

اسی آیت کا ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھیؒ یوں لکھتے ہیں کہ:

(اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکایا ہے پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف اور کرم کرنے والا ہے)(۲۲)۔

مذکورہ ترجمہ میں:

۱۔ اضافی الفاظ موجود ہیں۔

۲۔ بعض الفاظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا۔

۳۔ مبالغہ کے الفاظ کا ترجمہ مبالغہ کے انداز میں نہیں کیا گیا۔

حافظ صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ:

(اے میرے ربّ! بے شک انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا، پھر جو میرے پیچھے چلا تو یقیناً وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بے حد بخشنے والا، نہایت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہربان ہے)۔

موصوف حفظہٗ اللہ کے ترجمہ میں:

۱۔ تاکید کے الفاظ کا ترجمہ بھی تاکید سے کیا گیا ہے۔

۲۔ مبالغہ کے صیغوں کا ترجمہ بھی اضافہ سے کیا گیا ہے۔

۳۔ صیغوں کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

۴۔ ترجمہ کمی وبیشی کے بغیر بامحاورہ اردو زبان میں ہے۔

۵۔ آسان فہم اور رائج اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

الغرض مولانا موصوف حفظہٗ اللہ نے بہت طویل عرصہ میں شب و روز کی محنت سے ایک ایسے ترجمہ قرآن کو متعارف کروانے کی کوشش کی ہے جو کہ بہت سی خوبیوں کا حامل ہے اور اس کو باقی تراجم پر کئی اعتبار سے فوقیت بھی ہے۔ مثلاً اس ترجمہ کو رائج اردو زبان میں بامحاورہ بنا کر آسان فہم کر کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور حافظ صاحب نے الفاظ کے اُتار چڑھاؤ اور کمی وبیشی کے ساتھ ساتھ معانی میں اس کا خیال کیا ہے صرف ونحو کی پیچیدگیوں کو آسان انداز میں سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور صیغوں کے مطابق ترجمہ کیا ہے جو کہ ایک ماہر فن ہی کا کام ہے۔ مترجم کی اس ساری کاوش کا ماحاصل یہ ہے کہ ترجمہ قرآن کو آسان سے آسان تر بنا کر پیش کیا جائے تاکہ قارئین کے لیے فہم قرآن آسان ہو جائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ بلیاوی، مولانا عبدالحفیظ، مصباح اللغات (مکتبہ قدوسیہ، لاہور، جولائی ۱۹۹۹ء) ص ۸۵۔

۲۔ مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن (مکتبہ محمودیہ، لاہور، ۱۴۲۷ھ) ص ۳۱۳۔

۳۔ عبدالسلام، حافظ، بھٹوی، ترجمہ قرآن، مقدمہ (دارالاندلس، لاہور، ۲۰۰۷ء) ص ۱۷۔

۴۔ بھٹوی، ترجمہ قرآن، ص: ۲۵۔

۵۔ ایضاً، ص: ۲۱۱۔

۶۔ ایضاً، ص: ۶۱۰۔

۷۔ ایضاً، ص: ۶۸۵۔

۸۔ ایضاً، ص: ۶۱۱۔

۹۔ ایضاً، ص: ۵۲۱۔

۱۰۔ ایضاً، ص: ۲۳۸۔

۱۱۔ ایضاً، ص: ۳۱۶۔

۱۲۔ ایضاً، ص: ۴۴۸۔

۱۳۔ ایضاً، ص: ۶۵۹۔

۱۴۔ ایضاً، ص: ۵۰۰۔

۱۵۔ ایضاً، ص: ۴۰۹۔

۱۶۔ ایضاً، ص: ۳۰۱۔

۱۷۔ صلاح الدین یوسف، تفسیر احسن البیان، ترجمہ، مولانا محمد جونا گڑھی (مکتبہ دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۸ء/ ۱۴۱۸ھ) ص: ۲۶۳۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، ترجمہ قرآن مجید (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، اگست ۲۰۰۰ء/ ۱۴۲۱ھ) ص:۱۳۹۔

۱۹۔ محمد لقمان السلفی، ڈاکٹر، تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن (دارالکتاب والسنۃ، لاہور، ۲۰۰۲ء/ ۱۴۲۳ھ۔) ص:۲۹۲۔

۲۰۔ بھٹوی، ترجمہ قرآن، ص:۱۱۴۔

۲۱۔ ایضاً، ص:۲۷۹۔

۲۲۔ ایضاً، ص:۶۲۸۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر کے پہلے مسیحی اردو ترجمہ قرآن کا تعارفی جائزہ

ساجد اسد اللہ ☆

دنیا کی کوئی علمی زبان مسلمانوں کی الہامی کتاب قرآن کریم کے ترجمہ سے خالی نہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اردو زبان، کہ جس کا دنیا کی کم عمر ترین علمی زبانوں میں شمار ہوتا ہے، میں قرآن کریم کے تراجم جس کثرت سے ہوئے ہیں اس کی مثال کسی زبان میں نہیں ملتی۔ بلکہ عربی زبان کے تفسیری سرمایہ کے بعد سب سے زیادہ تراجم قرآنی اردو زبان میں پائے جاتے ہیں، جن کی تعداد ۷۰۰ ذکر کی گئی ہے۔(۱) کمیت کے اس شرف کے ساتھ ساتھ ان تراجم کو نکات علمیہ، تنوع، اسلوب زبان دانی اور ادبیت کے کئی پہلوؤں سے بھی دیگر پر برتری حاصل ہے

اردو کے اس مؤقر ذخیرہ تراجم قرآنی میں برصغیر کے مسلم علماء کے ساتھ ساتھ ہندو، سکھ اور عیسائی غیر مسلم مترجمین کے نام بھی سامنے آتے ہیں۔ یہ ایک امر مسلّم ہے کہ ترجمہ مترجم کے عقیدہ اور مسلک کی غمازی کر رہا ہوتا ہے۔ ثانی الذکر غیر مسلم مترجمین کی اکثریت زبان دانی سے ہٹ کر Translators are Traitors (ان المترجمین مخربین) کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں مسلم نقطہ نظر سے ہٹ کر قرآنیات پر لکھنے والے مسیحی اہل قلم کا نام خصوصی طور پر سامنے آتا ہے۔(۲) مسلم مسیحی مناظراتی ادب پر مشتمل برصغیر کے کلامی ادب کا ایک معتد بہ حصہ مسیحی تراجم قرآنی پر مشتمل ہے، جس میں پادری عماد الدین، پادری احمد شاہ، سلطان محمد پال اور پادری جے علی بخش کے تراجم قرآنی شامل ہیں۔(۳) یہ سبھی مترجمین اسلام سے ارتداد کرتے ہوئے بپتسمہ لینے والے ہیں۔ پادری عماد الدین اور پادری احمد شاہ کے تراجم قرآنی مکمل جب کہ مؤخر الذکرین کی جزوی تفاسیر مع ترجمہ ہیں۔ ان میں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ ڈگری کالج سمندری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ "مولوی" سے ملقب یہ مترجم عربی زبان پر عبور اور اسلامیہ میں رسوخ رکھتا تھا بلکہ ارتداد سے قبل اکبر آباد کی مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتا رہا ہے۔(۴) اس پس منظر کے ساتھ یہ ترجمہ قرآن کافی اہمیت کا حامل ہے۔

حالات زندگی : پادری عماد الدین (۱۸۳۰ء ۔ اگست ۱۹۰۰ء)

عماد الدین نے ۱۸۳۰ء کو پانی پت (۵) میں ایک مسلم گھرانے میں آنکھ کھولی۔(۶) لیکن چھتیس سال کی عمر میں کئی فکری مراحل سے گذرنے کے بعد دین اسلام سے ارتداد کرتے ہوئے ۱۸۶۶ء میں عیسائیت کا چولا پہن لیا۔ان مراحل میں دین محمدی میں تشکیک، تصوف کے ذاتی تجربے، رہبانیت اور سب مذاہب کو واہیات گردانا شامل ہے۔(۷) مسیحی الٰہیات کے حکیم (Doctor of Divinity) کا عہدہ حاصل کرنے کے بعد ستر سال کی عمر میں اگست ۱۹۰۰ء کو آنجہانی ہو گئے۔(۸)

پادری موصوف کا خاندانی پس منظر خاصا متنازعہ ہے۔موصوف اپنی سوانح عمری "واقعات عمادیہ" میں اپنا نسب نامہ ہانسی شہر کے ایک بزرگ شیخ جمال الدین سے جوڑتے ہیں (۹) جب کہ خود پادری صاحب کے بڑے بھائی اس پر سخت نقد کرتے ہوئے اسے جھوٹ گردانتے ہیں۔(۱۰)

اس متنازعہ نسب نامہ کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان کی خاندانی حیثیت اور سماجی مرتبہ و مقام پر بھی دو رخی تصویر سامنے آتی ہے۔مسیحی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے کہ پادری عماد الدین حکمرانوں کے مقرب رئیس خانوادہ کے چشم و چراغ تھے،(۱۱) لیکن اس کے برعکس مسلم تحریروں میں ان کے خاندانی پس منظر کی تصویر اس سے میل نہیں کھاتی۔(۱۲)

یہ سوال غور طلب ہے کہ اس مترجم قرآن کا اپنا سلسلہ نسب بدلنا اور مسیحی تحریروں میں پشتی رئیس ظاہر کرنا، ان کے اپنے Complex (احساس کمتری) کا شعوری اظہار ہے یا کہیں نئے مذہب میں نئی برادری کی طرف سے نئے تشخص کا تقاضا تو نہ تھا؟ آخر طبقہ اشراف سے ناطہ جوڑنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔اس دور میں تبشیری سرگرمیوں کے عمیق مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ اس وقت مسیحی تنظیموں کی طرف سے مخالف پر نفسیاتی وار کر کے اسے مرعوب کرنا خاص ہتھیار تھا۔ہندوستان کے پس ماندہ علاقوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مخصوص سماجی پس منظر کی بناء پر کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کا ایک معیار اشرافیہ کے ہاں قبولیت بھی تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اشرافیہ طبقہ کو خاص طور پر ہدف بنایا جس میں انہیں کچھ نہ کچھ کامیابی بھی ہوئی۔(۱۳) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس طرف کے نومسیحی افراد کو بتکلف اشرافیہ ظاہر کیا گیا ہوتا کہ عام آدمی کو ذہنی طور پر مرعوب کر کے اسے آسانی سے شکار بنایا جا سکتا۔

عمادالدین نے ابتدائی تعلیم کے بعد بغرض تحصیل علم اپنے بڑے مولوی کریم الدین کے پاس اکبر آباد رخت سفر باندھا۔ وہاں عمادالدین نے کالج میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ علماء وصلحاء سے علوم دینیہ کا حصول کیا اور اسی دوران چند مسیحیوں کی صحبت سے یہ اثر ہوا کہ اپنے دین کے بارے دل میں شک بیٹھ گیا۔

اس کے بعد بقول اے ٹھاکرداس، انہیں تصوف اور رہبانیت کا شوق دامن گیر ہوا؛

''انہیں تصوف کا شوق دامن گیر ہوا اور فقراء و اولیاء کے پاس معرفت کی غرض سے جانے لگے۔ الغرض یہ نوجوان آنکھیں بند کر کے سمندر تصوف میں غوطہ زن ہوا۔ ایک خیال اسی وقت سے دنیا ترک کرنے کا ایسا دل میں آیا کہ سب چھوڑ چھاڑ جنگل کو نکل گیا۔'' (۱۴)

پادری عمادالدین کا تصوف اور رہبانیت کا سفر دس سالوں پر محیط ہے۔ اور اس عرصہ میں وظائف، اذکار، چلّے اور (خود ساختہ) عملیات (۱۵) کے تجربوں کا نتیجہ اسلام سے دوری اور قلبی سکون کھونے کی شکل میں سامنے آیا.....

'' لیکن میری روح نے آرام نہ پایا بلکہ دن بدن خود بخود تجربہ کاری کے سبب شریعت محمدی سے متنفر ہونے لگا۔''(۱۶)

اس دوران لاہور منتقل ہونے کا موقع ملا۔ مذہب کے بارے تشکیک اور اضطراب وتفکر کی حالت میں مسٹر میکن تاش ہیڈ ماسٹر نارمن سکول لاہور، کی صحبت میسر آئی تو ان سے انجیل پڑھنا شروع کی۔ اس مسیحی منادکی کوشش رنگ لائیں اور انجیل متی کے ساتویں باب تک پہنچتے پہنچتے اپنے مذہب کے بارے کامل شک دل میں پیدا ہوگیا۔ موصوف کے اپنے الفاظ میں؛

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میگن تاش صاحب سے کہا آپ براہ مہربانی مجھے انجیل کو سمجھ کر پڑھائیں اور میں خوب تحقیق کروں گا۔ انہوں نے بڑی خوشی سے انجیل پڑھانا شروع کر دیا۔ متی کے ساتویں باب تک پڑھ کر مجھے دین محمدی پر شک پڑ گیا۔" (۱۷)

جس کا منطقی انجام یہ نکلا کہ اپریل ۱۸۶۶ء (جس سال برصغیر کے سرخیل پادری فینڈر ہندوستان چھوڑ کر گیا) امرتسر جا کر چرچ مشن میں پادری رابرٹ کلارک (م ۱۹۰۰ء) کے ہاتھ بپتسمہ لے لیا اور مسیحی مذہب میں شامل ہو گئے۔ (۱۸) بپتسمہ پانے کے بعد دو سال تک سرکاری ملازمت پر مامور رہے۔ پھر باقی زندگی امرتسر کلیساء میں تبشیری سرگرمیوں میں گزاری۔ لیکن کلیسائی خدمت کے آخری سالوں میں امرتسر کی فضا ان کے لیے غیر موزوں رہی اور (اپنے ہی مسیحی) حاسدوں کی عیب جوئی اور دوستوں کی بے وفائی کے سبب کلیساء کی خدمت سے الگ ہو گئے۔

مذہبی زندگی کے نئے دور میں پادری فینڈر کی تحریروں (۱۹) اور پادری رابرٹ کلارک کی صحبتوں اور علمی مذاکرات نے ایک نئے عمادالدین کو جنم دیا۔ اسلامی علوم پر دسترس اور رسوخ کے پس منظر میں اپنے سابقہ مذہب (اسلام) کا مطالعہ صرف تنقیدی حوالے اور تنقیص کے پہلو ہونے لگا جس کا مقصد وحید مسیحی مذہب کو سچا ثابت کرنا تھا۔ برطانوی مشنریز کے تحت کلیسیا کی خدمت میں یہ نو مسیحی پادری "شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ثابت ہوا"۔

پادری عمادالدین نے مختلف موضوعات پر ۵۳ کتب لکھیں ان میں سے چند اہم کتب یہ ہیں: (۱) ہدایت المسلمین (مطبع نور، لاہور (۱۸۶۸ء) ، (۲) تحقیق الایمان (مطبع آفتاب، لاہور (۱۸۶۸ء) ، (۳) تواریخ محمدی (کرسچین نالج سوسائٹی ، پنجاب پریس امرتسر، ء (عموماً اسے تاریخ محمدی سے موسوم کیا جاتا ہے مگر جس طباعت تک راقم الحروف کی رسائی ہوئی اس کے ٹائٹل پر تواریخ محمدی مرقوم ہے)، (۴) حیات المسلمین (مطبوعہ لاہور ۱۸۶۶ء) (۶) واقعات عمادیہ (پنجاب ریلجس بک سوسائٹی ، لاہور، س ن) (۱۳) اردو ترجمہ قرآن (نیشنل پریس امرتسر، ۱۸۹۴ء) (۱۵) تفسیر متی (۱۶) تفسیر اعمال (۱۷) نغمہ طنبوری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پادری موصوف کے اسلوب تحریر کے متعلق "فرنگیوں کے جال" میں مرقوم ہے

"طرز تحریر نہایت بھونڈا تھا اور دل شکن قلم کے مالک تھے۔ مہذب تخیل سے بہت کم پالا پڑا تھا۔ ان کی طرز نگارش نے خاص طور پر مسلمانوں کے دل بہت دکھائے۔ یہ بات ان کے ساتھی مشنری بھی مانتے تھے۔" (۲۰)

پادری عمادالدین نے اپنے اردو ترجمہ قرآن کی نسبت "ہدایت المسلمین" اور تنقید القرآن" میں قرآن پر کھل کر تنقید کی ہے۔ فرق یہ ہے کہ "ہدایت المسلمین میں اعجاز عیسوی (مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مطبوعہ ۱۸۵۳ء آگرہ)، عقوبت الضالین (۲۱) اور مولوی سید محمد صاحب کی تنزیہہ الفرقان کا جواب دیتے ہوئے الزامی انداز اختیار کیا ہے جبکہ تنقید القرآن میں اپنی خواہش کے مطابق معانی کشید کر کے ایسے عنوانات قائم کیے گئے ہیں جن سے قرآن اور اسلام کے بارے اچھی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔ نیز پادری صاحب نے اپنی تصنیف "تحقیق الایمان" میں بھی جمع تدوین قرآن، اعجاز القرآن، اور قرآنی پیشین گوئیوں پر قلم اٹھایا ہے۔

پادری ای ایم وری رقم طراز ہے:

He turns the enemys guns upon the Quran He proved the language and style of the Quran are not incomparable as claimed by Moslems. The contradictions and interpolations of Quran were exposed21۔

ترجمہ قرآن بہ اردو زبان از پادری عمادالدین (نیشنل پریس، امرتسر، ۱۸۹۴ء، بار اول) (۲۲)

اردو رسم الخط میں یہ اشاعت ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مقدمہ ۲ صفحات جبکہ اختتام پر ۹ صفحات کا اشاریہ اور صحت نامہ (تصحیح اغلاط) بھی شامل ہے۔

یہ ترجمہ بدون متن معری ہی طبع ہوا ہے۔ چونکہ انجیل مقدس کے اصل متن کی عدم دستیابی کی بنا پر مسیحی معاشرہ میں فقط ترجمہ انجیل (یونانی، لاطینی یا انگریزی) زیادہ رواج پا گیا تھا، غالباً اس پس منظر میں مسیحی اہل قلم کی طرف سے قرآن کو بائبل کی طرح بدون متن پیش کرنے کی یہ شعوری کاوش ہے۔ (۲۳)

اس پہلے مکمل مسیحی ترجمہ قرآن کا سبب پادری موصوف دیباچہ کے ابتداء میں یوں بیان کرتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ازطرف بندہ مترجم عماد الدین لاہز واضح ہو کہ یہ ترجمہ قرآن کا عربی سے اردو میں بمراد فائدہ عام جو میں نے لکھہ (لکھ) دیا اس کا پہلا سبب مرزا غلام صاحب قادیانی کا وہ قول (۲۴) ہوا جو انہوں نے مسٹر آتھم سے کہا کہ (قرآن کو بتوجہ دیکھیں)۔۔۔شاید مرزا صاحب کا منشا یہ ہو کہ ہندوستان کے عام خاص سب مسیحی بتوجہ دیکھیں۔مگر وہ عربی نہیں جانتے کیونکر بتوجہ دیکھ سکتے ہیں۔کیا وہ عربی سیکھہ (سیکھ) کے دیکھیں ایسی تکلیف عقلاو نقلا جائز نھین (نہیں) کہ غیر ملک کے لوگوں کو دیجائے۔چاہیے کہ قرآن کے حامی اس کا ترجمہ کر کے کھیں (کہیں) کہ سب لوگ بتوجہ دیکھیں مگر انکی طرف اب تک عام فہم عبارت میں اس کا ترجمہ نہ ہوا۔دولفظی ترجمے دو معزز بزرگوں (شاہ رفیع الدین وشاہ عبدالقادر) سے ہوئے جو عربی خوانوں کے فائدے کے لیئے ہیں عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ جب سے ہندوستان میں اسلام آیا ابتک عام فہم عبارت میں قرآن کا ترجمہ انھوں نے نہ کیا۔(۲۵) اور فی الحال علماء محمدیہ زور تفسیریں لکھنے پر بہت ہے مگر محققین بانصاف صرف متن دیکھنے کے محتاج ہیں تا کہ مدعی کا خالص دعوی پھلے (پہلے) سنین پھر گواہوں کی چستی یا سستی جو کچھ ہو تفسیروں سے دریافت کر کے اپنی تمیزوں سے اپنے لئے آپ فیصلہ کریں۔ لیکن مجھے امید نہیں رہی کہ علماء محمدیہ کا قرآن کا عام فہم ترجمہ عربی سے الگ کر کے کبھی رائج کرینگے شاید یہ نمونہ دیکھ کے کچھ کریں تو اچھا ہے۔ابتک اہل اسلام اس فطری قانون سے آگاہ نہین ہوئے کہ جب تک الہامی کوئی کتاب لوگ اپنی مادری زبان میں نہین پڑھتے اس کی نشیب وفراز انکی روحوں پر ہرگز منکشف نہیں ہوا کرتی۔پس ان کی طرف سے ناامید ہو کے یہہ ان کا بوجہہ (بوجھ) تمام ہندوستان کے فائدہ کے لیے مینے اٹھایا۔اور مرزا صاحب کے ارشاد کی تعمیل کی کہ قرآن کو دوبارہ نہ صرف بتوجہ دیکھا بلکہ بتوجہ اس کا ترجمہ کیا اور نہایت کوشش کی کہ کہیں مجہہ سے امانت میں خیانت نہ ہو کیونکہ عدالت الہی میں حاضر ہونا ہے۔(۲۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ماخذ ترجمہ کے حوالے سے پادری صاحب رقم طراز ہیں؛

" (یہ) ترجمہ لکھتے وقت کتب مفصلہ ذیل میز پر میرے سامنے تھے۔(۱) لفظی ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کا (۲) کچھہ لفظی بامحاورہ دہلی ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب کا (۳) فارسی ترجمہ آقا جمال صاحب مجتہد ایران کا ہے جو سالگذشتہ (سال گذشتہ) میں درمیان بمبئی کے چھپا عمدہ ہے اور فصیح اور نہایت صحیح ہے۔ (۴) تفسیر جلالین (۵) تفسیر قاضی بیضاوی (۶) تفسیر الفوز الکبیر (۷) تفسیر مدارک التنزیل (۸) تفسیر حسینی۔ یہ تفسیر بہت عمدہ اور جامع ہے کہ بہت سی تفسیروں کے خیالات اسمیں جمع ہیں (۹) تفسیر اتقان فی علوم القرآن (۱۰) قاموس درعلوم لغت (۱۱) منتہی الارب درلغت (۱۲) صراع۔" (۲۷)

☆ ہر سورت کے آغاز میں عدد سورت، نام، مکی، مدنی اور تعداد آیات و رکوع مندرج ہے۔ مثلاً (۲) سورہ بقرہ مدنی ہے آیات ۲۸۶ رکوع ۴۰

☆ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا ترجمہ "اللہ رحمٰن رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں" سورتوں ۱۱۳ کی بجائے

سورت توبہ سمیت سورتوں کے شروع میں دیا گیا ہے۔

☆ آیات کے نمبر انجیل کی طرح اختتام کی بجائے شروع آیت میں دیئے گئے ہیں۔

☆ نیز آیات کے نمبر شمار فلوگل Flugel کے ۱۸۳۴ء میں لیپزگ (Leipzig) جرمنی سے شائع ہونے کردہ قرآن کریم کی ترتیب سے ہیں۔ جو کہ ہمارے ہاں متداول مصاحف سے مختلف ہے۔ اس میں تعداد آیات تو یکساں ہے لیکن آغاز و اختتام آیت میں فرق ہے۔ مقالہ میں آیات کے نمبر طبع ہذا کے مطابق ہے۔

☆ متن کے باہر "ع" سے پارے کے رکوع کی نشاندہی کی گئی ہے جس کے اوپر رقم رکوع مندرج ہے مگر آیات رکوع اور سورت کے رکوع کے نمبر کا اظہار نہیں کیا گیا۔ جیسے ع۔ تیسویں پارے میں سورۃ النازعات کے بعد رکوع نمبر نہیں دیئے گئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ہر رکوع نئی سطر سے شروع کیا گیا ہے۔

☆ آغاز پارے کا اظہار متعلقہ آیت رالفاظ کو تحت الخط یعنی ان پر ایک لائن کھینچ کر کیا گیا ہے۔

☆ اگر چہ اس وقت فورٹ ولیم کالج اور سرسید کی تحریک کے نتیجہ میں معاصر مذہبی ادب میں آسان انشاء پردازی اور اردو محاوہ کا استعمال راہ پا چکا تھا۔لیکن ہندی ،عربی اور فارسی ترکیبات کے عام استعمال کی وجہ سے ترجمہ ہذا میں یہ اسلوب نہیں پایا جاتا۔

☆ رسم الخط کے حوالے سے اکثر " ھ " کی بجائے "ہ " اور "ں" کی بجائے "ن" کا مشاہدہ عام ہے۔مثلاً کچھ،یھ،کھیں، پھلے ، سنین ،وغیرہ یہی وجہ ہے کہ مقالہ ہذا میں اس ترجمہ کی منقول عبارات کو بعینہ اسی رسم الخط میں نقل کیا گیا ہے۔

☆ زبان دانی کے اعتبار سے اپنے دور کی تحریروں کے ہم پلہ ہے۔

نمونہ ترجمہ

☆ (۱) الم اس کتاب میں کچھ شک نھیں ہے اہل خوف کے لیے ہدایت ہے (۲) جو اندیکھے (اَن دیکھے) پر ایمان لاتے اور نماز (۲۸) پڑھتے اور جو کچھہ (کچھ)انکو ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(۲۹)

☆ سورۃ اخلاص مکی ہے آیات ۴

اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

(۱)تو کہہ اللہ ایک ہے (۲) اللہ بے نیاز ہے (۳) اسنے کوئی نہیں جنا اور نہ وہ خود جنا گیا (۴) اور اس کا ہمسر کوئی نہیں۔(۳۰)

☆ بعض اوقات مفردات کے معانی ہندی محاورہ یا الفاظ میں کیے ہیں۔جیسے

انددادا ھمتا وقودھا بالن رغدا محظوظ ہو کے کہاؤ (کھاؤ)

حالانکہ معاصر مسلم و مسیحی تحریروں میں ان لفاظ کے مترادف آسان اردو الفاظ مستعمل تھے۔

☆ اکثر اوقات ترجمہ میں قوسین کا اظافہ کر کے الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تجھے خوشخبری دیتا ہے یحیی کی جو خدا کا کلمہ (یعنی عیسی) کا مصدق اور ایک سید ہے اور عورتوں سے پاک اور ایک نبی ہوگا۔ (آل عمران : ۳۸)

☆ بعض دفعہ ان قوسین میں آیات کا سیاق و شان نزول بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۔تو کیا سمجھتا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری نشانیوں میں سے کچھ اچمبا تھے۔ (یہ وہ بعض عیسائی کہلاتے ہیں جو بعہد دقیانوس پہاڑ کی غار میں چھپے تھے جب مسیحی مارے جاتے تھے۔

(الکھف : ۱۸)

۔وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اسکا کام از حد گذشتہ ہے (وہ امیہ بن خلف یا عنیہ بن حفص تھا کہ صحبت سے حضرت کی منع کرتا تھا (الکھف : ۲۳)

☆ بعض جگہ محذوف الفاظ کو قوسین میں ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۔پھر اسکے بعد ایک سال یہ آئے گا جس میں لوگ بارش پائیں گے اور (انگور) نچوڑیں گے۔

(یوسف : ۹۴)

☆ بعض جگہ آیات میں مستعمل عربی الفاظ کو اسی طرح ترجمہ میں استعمال کر کے رعایت لفظی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

۔اے مسلمانوں تم (محمد کو) راعنا نہ کہا کرو وانظرنا کہا کرو۔ (بقرہ: ۱۰۴)

۔کیا ان کافروں نے نہ دیکھا کہ آسمان اور زمین رتق تھے (یعنی شیء واحد) پھر ہمنے انہیں فتق کردیا (یعنی جدا جدا) (انبیاء: ۳۱)

۔مشرق اور مغرب خدا کی ہے جدھر تم منہ کرو ادھر خدا کا مونہہ ہے خدا فراخ داننده ہے۔

(بقرة : ۱۱۵)

☆ ترجمہ میں ہندی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

۔جو خدا کے سوا انداد (ہمتا) ٹھہراتے ہیں (بقرة: ۱۵۸)

اور جو مورث مرد یا عورت کلالہ ہو بمعے کہنڈی چہری (کُھنڈی چُھری) یعنے اوت نپوت جسکے نہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باپ ہے نہ بیٹا اور خصم والیوں کا لینا بھی حرام ہے۔(نساء:۱۵)

ان کا ارادہ ہے کہ طاغوت (یعنی شیطان مراد کعب بن اشرف یہودی) کی طرف فیصلہ کے لیے مقدمہ لیجائیں۔(النساء:۶۳)

☆ جہاں قرآن نے مسیحی عقائد پر تنقید کی ہے وہاں مسیحی مترجم خاموشی سے بلا کسی تعلیق کے گذر جاتے ہیں۔

۔اے اہل کتاب اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور خدا کی نسبت صرف حق بات بولو۔ مسیح ابن مریم اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اسنے مریم کی طرف ڈالا تھا اور روح ہے اس میں سے (یعنی خدا میں سے) پس تم اللہ پر اور اسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز آؤ تمہارا بہلا ہوگا۔

(النساء :۱۶۹)

۔وہ کافر ہیں جو مسیح ابن مریم کو اللہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں کو اور سب کو جو زمین میں ہیں ہلاک کرنا چاہے تو کون اس کے ارادہ کو روک سکے گا۔(المائدۃ :۱۹)

☆ بعض اوقات ترجمہ میں محاورہ کا استعمال کیا گیا ہے۔

۔اور جو نصیحت انھیں ملی تھی اس سے حظ اٹھانا بھول گئے۔(المائدہ :۱۶)

☆ سورۃ النساء آیت ۱۷۰ کے ترجمہ میں کتابت کی غلطی کی وجہ ترجمہ میں تبدیلی آگئی ہے۔" مسیح کا بندہ ہونے سے ہرگز برا نہ مانیگا اور نہ مقرب فرشتے "جو کہ دراصل " مسیح اس کا بندہ ہونے سے ہرگز برا نہ مانے گا " تھا۔

☆ بعض جگہ قوسین میں مسلم عقائد کے خلاف توضیحات درج ہیں:

۔اور تجھے گمراہ پایا (کہ سب کے ساتھ بت پرست تھا ((العیاذ باللہ) پھر ہدایت کی (اسلام کی) اور تجھے محتاج پایا (جب مکہ میں تھا) پھر تونگر کر دیا (مدینہ میں) (الضحی :۶۔۷)

☆ اسی طرح بعض جگہ عربی الفاظ کا معنوی اعتبار سے اردو میں غلط مفہوم ادا کرنے والے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اہل کتاب ہمارا رسول (محمد) بیان سنانے کو تمہاری طرف اس وقت آیا ہے جبکہ رسولوں میں گھاٹا (گھاٹا) پڑ گیا تھا۔

۔اللہ نے بھی مکر کیا اور اللہ مکاروں میں اچھا مکار ہے۔

آخر میں ۷ صفحات پر مشتمل ایک انڈیکس بعنوان "فہرست بعض مضامین قرآن معہ بعض اشارات بحث طلب "کے عنوان سے مرتب کیا گیا ہے۔ نقد مسیحیت پر مبنی قرآنی مقامات کا ترجمہ کرتے ہوئے پادری صاحب بلاتعلیق اس مقام سے گذر گئے لیکن قرآنی کے بارے اپنی فکر کو یہاں اس فہرست میں عیاں کیا ہے۔ جہاں قرآنی بیانات کا ایک پادری کی نظر سے مفہوم کشید کرتے ہوئے تحریف معنوی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔اس ترجمہ کا یہ حصہ مسیحی نقطہ نظر سے مفید مطلب، ہے۔ بعض عنوانات ملاحظہ ہوں۔

تثلیث کو نہ مانو، نساء ۶۹ مائدہ ۱۷۷، تثلیث کیا شئی ہے اللہ سے الگ عیسی و مریم کو بھی خدا ماننا تثلیث ہے مائدہ ۱۱۶۔۱۲۰ (۶۶،۶۷)

رحمٰن ۔ یہہ لفظ حضرت نے کلیسا سے لیا عرب میں مروج نہ تھا اہل مکہ نہیں جانتے اور نہیں مانتے کسی اہل کتاب خبردار سے پوچھہ کہ رحمٰن کیا ہوتا ہے ۔ رعد مریم ۲۹ و انبیاء ۳۷ فرقان ۶۰،۶۱ زبعری قریشی نے مباحثہ میں محمد کو بند کر دیا اسپر قریش نے تالیاں بجائیں ۔ زخرف ۵۷

عیسائیوں نے چند رب مقرر کر رکھے ہیں (توبہ ۳۱) (بقول پادری صاحب) یہہ تہمت ہے۔

سدرۃ المنتہی (نجم ۱۴) غالبًا یہہ مطلب مکاشفات ۲۲۔۲ سے بتصرف لیا ہے۔

عیسائی لوگ قیامت تک کافروں کے اوپر غالب رہیں گے ۔ اللہ کا وعدہ ہے (ال عمران (۴۸)

شیطان نبیوں کے خیالوں میں بوقت نبوت کچھہ ڈالدیا کرتا ہے (حج ۵۲،۱۵)

دعوی نبوت سے پہلے حضرت نے قریش کو خوب ٹٹول لیا تھا کہ اگر کوئی نبی ان میں اٹھے اور کوئی کتاب ان میں بھی نازل ہو وہ مانیں گے یا نہیں اور انہوں نے قسمیں کھائی تہیں کہ مانیں گے جب دعوی نبوت ہوا تو اب نہیں مانتے ہیں (فاطر، صافات ۱۶۷)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر متنفس گنہگار ہے (نحل، فاطر) عصمت انبیاء کا خیال قرآن سے نہیں صرف مسیح یسوع کی عصمت کا اقرار قرآن کرتا ہے (آل عمران ۳۲،۲۱) کہ اسے اور اس کی والدہ کو شیطان نے نہیں چھوا۔

مثل قرآن ، قرآن کی مثل لاؤ (یونس ۳۹،۴۰) کس چیز میں ماند لاویں ایسی عبارت لائیں یا مطالب وہ کہتا ہے ایسے مطالب لاؤ (طور ۳۴)

لوگ بے فائدہ فصاحت لفظی مانگتے پھرتے ہیں کوئی عیسائی اس پر توجہ نہ کرے۔ قرآن ہرگز فصاحت لفظی کا مدعی نہیں ہے ایک لفظ بھی ایسا دعوی نہیں دکھاتا۔ عبارت کے اعتبار سے اہل عرب نے صاف کہا کہ ہم اس قرآن کی مانند بنائیں گے۔ (انعام ۹۳)

وحی یا الہام شیطان سے بھی ہوا کرتا ہے یعنی شیطان بھی وحی کرتا ہے (انعام ۱۲۱،۱۱۳،۱۱۲) وحی یا الہام جو اللہ سے ہے اس کی تین قسمیں ہیں (شوری ۵۰) اور تینوں قسموں میں صرف دوسری قسم کا الہام محمد کو ملا ہے (۵۱) قرآن کے کسی مقام سے ثابت نہیں کہ پہلی اور دوسری قسم کے الہام میں سے کچھ بھی کبھی محمد کو ملا ہو آیت میں تیسری قسم پر انحصار ہے۔ اس لیے رسول کریم کا قول کہلایا ہے اور واضح رہے کہ یہ تیسری قسم الہام کی غیر مقبول ہے

برصغیر کے اولین مسیحی اردو قرآنی ترجمہ کا جائزہ لیتے ہوئے ایک دلچسپ بات یہ سامنے آئی ہے کہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مسلم مسیحی مناظراتی ادب بہت وقیع اور وسیع ہے جس میں طرفین کی طرف سے اسلام اور عیسائیت پر متنوع تحریریں سامنے آئیں اور اسی ضمن میں مسیحی اہل قلم کے قرآن کریم کے تراجم وتفسیر بھی منصۂ شہود پر ظاہر ہوئے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اگرچہ بہت سے مسلم علماء نے بائیبل کی ثقاہت کے حوالے سے اس کے داخلی اور خارجی پہلو پر قلم اٹھایا لیکن ترجمہ وتفسیر بائبل پر مسلم کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سلسلہ میں مسیحی نقطہ نظر سے غیر معتبر انجیل برنباس کے اردو ترجمہ از مولوی محمد حلیم انصاری (۳۰) اور جزوی تفسیر بائبل " تبین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علی ملۃ الاسلام " از سر سید احمد خاں (۱۸۹۸ء) (۳۱) کے سوا اور کوئی مسلم کاوش معروف نہیں ہے۔ غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم علماء کی اکثریت بائیبل میں تحریف لفظی کے قائل تھی اس لیے انہوں نے اسے درخواعتناء ہی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں سمجھا۔صاحب ''موج کوثر'' جان آرنلڈ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں ؛

''اگر تفسیر بائیبل کا کام مسلمانوں ہی کے ہاتھوں ہو جائے تو پھر عیسائیوں کو یہ ثابت کرنا دشوار نہ ہوگا کہ اگر انجیل صحیح ہے تو (نعوذ باللہ) قرآن ضرور جھوٹ ہے۔'' (۳۲)

برصغیر کے اولین مسیحی اردو قرآنی ترجمہ کا جائزہ لیتے ہوئے ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ بائبل کی ثقاہت پر معترض ہونے کے باوجود مسلم علماء نے کلیسا کے ہاں رائج بائبل سوسائٹیوں کے کردہ تراجم پر اعتماد کیا۔ جب کہ اس کے برعکس مسیحی منادین فرقہ بندی اور عدم فصاحت کے آڑ لے کر مسلمانوں کے کردہ تراجم پر اعتماد کرتے دکھائی نہیں دیتے ۔مثلاً پادری ای ایم ویری شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کی نسبت منادین کے لیے عمادالدین کے کردہ اس ترجمہ کو بہتر گردانتے ہیں ۔ اگر کلیسا کو مسلمانوں میں متداول تراجم پر اعتماد نہیں تھا تو چاہیے تھا کہ کلیسا کی زیرنگرانی ایک مستند ترجمہ کا اہتمام کیا جاتا اور مسلم مترجمین کی غلطیوں کو آشکار کرتے ۔دوسری طرف مسیحی کارپردازوں کی زیرنگرانی مسلم علماء کا کردہ ترجمہ قرآن بوجوہ منظر عام پر نہیں آنے دیا گیا۔یوں ان حالات میں بظاہر انفرادی کاوش اور کلیسیا کے نگرانی سے ماوراء کردہ تراجم مسلم قارئین کے ہاں سادگی سے قابل قبول نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

(1) سہ ماہی ''فکر ونظر'' اسلام آباد (خصوصی اشاعت: برصغیر میں مطالعہ قرآن) ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۹ء ،(اعجاز فاروق اکرام، ڈاکٹر، برصغیر میں مطالعہ قرآن- تراجم وتفاسیر) ص ۸۵

(2) ان مسیحی تراجم وقرآنیات کے مقاصد کو ڈاکٹر سفیر اختر صاحب ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں:۔''[برصغیر میں] عیسائیوں نے قرآن کریم کے حوالے سے جو قلمی تحریری کام کیا ہے اس کا مقصد قرآن پاک کے صحیح مترجمین ومفسرین کے مقاصد سے بہت مختلف تھا اور خاصی حد تک نازیبا اور پست مقصد تھا پادریوں کی ان کاوشوں کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ قرآن کریم کے منزل من اللہ، کتاب ہدایت اور خدا کے آخری پیغام ہونے کی بہرصورت (معاذ اللہ) تردید کی جائے۔اس کی صداقت وتعلیمات پر یقین وعقیدہ کو مسلسل کمزور کیا جائے اور اس کوشش کے نتیجے میں مسیحیت کی تبلیغ واشاعت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے کی جدوجہد عام ہو سکے یہ حقیقت ہے کہ مشنریوں کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا اور ان کے چھاپے ہوئے ترجموں اور تفاسیر قرآن کو مسلمانوں میں کبھی بھی پذیرائی اور قبول عام حاصل نہیں ہوا۔''(سہ ماہی'' عالم اسلام اور عیسائیت''، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۹۳ء (اختر راہی، مسیحی اہل قلم کے اردو تراجم وتفاسیر قرآن)، ص ۴)

(3) ترجمہ قرآن بہ اردو زبان از پادری عماد الدین، (نیشنل پریس، امرتسر ۱۸۸۴ء)، صفحات ۴۰۳؛ ترجمہ قرآن (اردو) از پادری احمد شاہ، (زمانہ پریس، کانپور ۱۹۱۵ء)، ص ۸۰۵؛ تفسیر قرآن از پادری جے علی بخش، (مرکنٹائل پریس، لاہور ۱۹۳۵ء)، صفحات ۵۷۲؛ سلطان التفاسیر، پادری سلطان محمد پال، (ایم کے خان مہان سنگھ، لاہور، س ن)، صفحات ۴۸۱۔

(4) صابری، امداد، جہاد آزادی کے روشن چراغ المعروف فرنگیوں کا جال، دہلی ۱۹۷۹، ص ۱۶۱۔۱۶۲

(5) حسن اتفاق سے برصغیر کے مسلم مسیحی مناظراتی ادب میں جگہ پانے والی تحریروں میں سے تین اہم مصنفین کا تعلق پانی پت سے ہے۔مسلم نمائندگی کرنے والے مولانا الطاف حسین حالی کا تعلق بھی پانی پت سے تھا جنہوں نے پادری مذکور کی دو کتب'' ہدایت المسلمین'' اور'' تاریخ محمدی'' کے جواب میں بالترتیب'' تریاق مسموم'' اور'' تاریخ محمدی پر ایک منصفانہ نظر'' کے عنوان سے قلم اٹھایا۔جبکہ نومعتقد مسیحی ماسٹر رام چندر بھی پانی پتی ہی تھے جس کی نقد قرآن پر''تحریف قرآن'' اور''اعجاز القرآن'' نامی تحریریں موجود ہیں۔

(6) لاہز، عماد الدین، واقعات عمادیہ، (پنجاب ریلجس بلک سوسائٹی، لاہور س ن)، ص ۱؛ پادری ای ایم ویری نے سن پیدائش ۱۸۶۵ء نقل کیا ہے، جو کہ غلط ہے۔

Wherry The Muslim Controversy ,(The Christian Litraturer Society .

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Madras 1905) , p.15

کیونکہ موصوف ۱۸۵۴ء میں آگرہ میں پادری فانڈر (۱۸۶۵ء) اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی (۱۸۹۱ء) کے درمیان ہونے والے معروف مناظرے میں موجود تھے۔ (برکت اللہ، پادری، صلیب کے علمبردار، (پنجاب ریلجس بک سوسائٹی ،لاہور)،ص ۱۹

(7) پادری صاحب کا عیسائیت قبول کرنے کا فکری سفر دین اسلام کے بارے تشکیک سے شروع ہوا۔ موصوف اپنی سوانح عمری میں رقم طراز ہیں۔" (کالج میں پڑھائی کے) ان ایام میں کئی عیسائیوں کی صحبت کے سبب مجھے دین محمدی پر شک پڑ گیا تھا" (واقعات عمادیہ، ص ۴)؛ تصوف کے متعلق پادری مذکور لکھتے ہیں؛" اس علم سینہ کو تصوف کہتے ہیں اور بڑے بڑے دفتر کتابوں کے محمدی عالموں نے اس علم میں قرآن و حدیث سے اور اپنی عقل سے اور ہنود کے بیدانت اور رومیوں و عیسائیوں اور یہودیوں و مجوسیوں کی رسموں سے اور رہبان و مجاریب کی عادت سے انتخاب کر کے لکھ رکھی ہیں۔" (ایضاً، ص ۵)؛ اس کا تجربہ یوں دل میں آ گیا کہ سب مذاہب واہیات ہیں جسم کو آرام دینا چاہیے۔ (ایضاً، ص ۱۱)

(8) واقعات عمادیہ ،ص ۲۲ ؛ فرنگیوں کا جال، ص ۱۶۳؛ ایورل پاؤل کو تاریخ وفات ۱۸۹۹ء لکھنے میں تسامح ہوا ہے۔
Powell , Avril A, Muslims and Missionaries in Pre-Munity India (Curzon Press Ltd. Uk1993) , p.133

(9) "پس واضح ہو کہ اپنے حسب نسب کی بابت مجھے اس قدر معلوم ہے کہ ہمارے بزرگ ہانسی شہر کے باشندے تھے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ شہر ہانسی میں بارہ قطب ہیں۔ ان میں سے ایک قطب جن کا نام شیخ جمال الدین ہے۔ ان کے بیٹے شیخ جلال الدین تھے۔ ان کے کے بیٹے شیخ فتح محمد تھے ان کے بیٹے مولوی محمد سردار ہوئے ان کے بیٹے مولوی محمد فاضل تھے ان کے بیٹے مولوی محمد سراج ہوئے ان کا بیٹا میں ہوں "۔ (واقعات عمادیہ، ص ۱)

(10) "فرنگیوں کے جال "، ص ۱۶۱۔۱۶۲ پر اس نسب نامہ کی صحت اور "دعوی اخلاف قطب" کا جائزہ یوں لیا گیا ہے؛ "پادری عماد الدین کے حقیقی بھائی لکھتے ہیں؛" پادری عمادالدین نے ایک کتاب واقعات عماد یہ لکھی ہے جس میں اپنا نسبی سلسلہ حضرت جمال الدین قطب ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاتے ہیں۔ اگر کوئی ہندوستانی اس واقعہ کی تحقیق کرے تو ان کی یہ تحریر باطل ٹھہرے گی۔ اگر عمادالدین کو اپنا نسب بدلنا تھا تو شیخ جمال الدین سے نہ جوڑتے۔ ان کو یہ سلسلہ کسی حواری فرضی طمطاؤس یا پلوس (پولس) سے ملانا چاہیے۔ کیونکہ اگر کوئی محقق تحقیق کرے گا تو ان کو ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا (منشور محمدی ، بنگلور، یکم شوال.....۱۵ نومبر ۱۸۷۴ء)"

(11) پادری اے ٹھاکرداس کے مطابق؛" (پادری عمادالدین کے) والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب ابھی حیات ہیں جو شہر پانی پت کے رئیسوں میں شمار کئے جاتے ہیں"۔ (ٹھاکرداس، مسیح کے نورتن، (مسیحی اشاعت خانہ، لاہور ۱۹۹۵ء)، ص ۱۱۰ اسی طرح ایورل پاؤل رقم طراز ہیں؛

His Grandfather,Maulavi Muhammad Sirdar,had been called to nearby

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Paniput to minister to the Afghan chaif ,his father,Maulavi Ghulam Muhammad Kahn and Muhammad Siraj-ud-Din received similar esteem from the local chief (Process to Religious Conversion movement in South Asia " : Continuities and Change 1800 - 1900 (ed.Geoffry A oddie , Curzon Press, Uk 1997) p.37

برصغیر کے مشہور مناد پادری ای ایم ویری لکھتے ہیں؛

The Rev.Imad-ud-din D.D , of the C.M.S. Amritsar , know generally as Molvi Imad-ud-din , Lahiz claimed descent from a celebrated Muslim saint, Qutab Jamal , a scion of a royal family of Persia

(12) امداد صابری لکھتے ہیں؛ "پادری عمادالدین ذات کے تیلی تھے۔ان کے والد نے یہ پیشہ ترک کر دیا۔ ہزاروں آدمی پانی پت کے رہنے والے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔اور جب مدرسہ میں آپس میں ہنستے اور مذاق کرتے تھے تو ان کو تیلی کا لونڈا کہا جاتا تھا"۔اس بات کی تصدیق قلمی میدان میں ان پر کسی گئی پھبتیوں سے بھی ہوتی ہے۔ "پادری صاحب نے جب ''ہدایت المسلمین''لکھی تو جواب دینے والوں نے اپنے جواب میں (ان کے تیلی ہونے کے)اس نسلی رشتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔وہ طعناً فرماتے ہیں؛

کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگوا تیلی
جہاں میں رشک مزعفرا گر کلی ہو جائے
تو کیا عجب ہے کہ تیلن بکاؤ لی ہو جائے

(فرنگیوں کا جال،ص۱۶۲)

(13) اس حوالے سے Avril Powell کے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں مختلف مقامات پر بعض اشارات ملتے ہیں۔
Powell,Avril A, Muslims and Missionaries in Pre-Munity India(Curzon Press Ltd.Uk 1993)

(14) ٹھاکر داس، مسیح کے نورتن،ص۱۷

(15) پادری صاحب کے مذکورہ ان تجربوں میں قصیدہ غوثیہ، چہل کاف ،حزب البحر، کشف قبور ، مراقبہ، وجد کی محفلیں ، باعتقاد صوفیوں کا تکنا، گیروے کپڑے پہن کر فقیر کا روپ سدھارنا ، پیادہ بے سروسامان دو ہزار کوس کا سفر شامل تھا۔ ایک بار بارہ روز بے سلا کپڑا پہن ،ایک زانو پر برلب جاری نہر بآواز بلند ورد کرنا ،جَو کا آٹا ، بے نمک حلال کھانا ، نہ کسی آدمی کو چھونا نہ بے وقت بات کرنا ،سوا لاکھ بار اسم الجلال (اللہ) لکھ کر آٹے کی گولیوں میں لپیٹ مچھلیوں کو کھلانا بھی شامل تھا۔(واقعات عمادیہ،ص۶۔۹)

(16) واقعات عمادیہ،ص۱۰

(17) ایضاً،ص۱۲

(18) واقعات عمادیہ،ص۱۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(19) پادری فینڈر کی ان تحریروں کے متعلق مدراس یونیورسٹی کے فیلو ایل بی جونز کی رائے ہے کہ ''ڈاکٹر فینڈر کی ایک کمی ہے کہ اسلام کی تعلیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال و عادات پر نکتہ چینی کے بغیر مسیحی ایمان پر نہیں لکھ سکتا تھا یا لکھنا نہیں چاہتا تھا'' (تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہندوستان ، مدیران خصوصی :سید فیاض و ڈاکٹر عبادت بریلوی ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور، ج ۴،ص ۳۹۵)

(20) فرنگیوں کا جال ،ص ۱۶۳

(21)Wherry,E. M,Islam and Christianity in India and For East (Fleming H. Revell Company, London1907), p.164(

(22) بقول ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (پیرس) اس کا ایک اور ایڈیشن رومن رسم خط میں کلکتہ سے ۰۰ میں شائع ہوا۔ (القرآن فی کل اللسان ، ادارہ عالمگیر تحریک قرآن ، حیدر آباد دکن ، طبع ثالث ۱۳۶۶ھ) ،ص ۶۔۷

(23) یہ امر واقعہ ہے کہ الہامی کتب کے پیروکاروں کے ہاں ایک تقدس اور احترام کے ساتھ ان کتب پر ایمان ہوتا ہے۔ مسیحی کارپردازوں کی طرف سے اشاعت تراجم قرآنی سے قبل مسلمانوں کے ہاں بغیر متن کے معری ترجمہ قرآن کی اشاعت کی روایت موجود نہ تھی۔ ایسی اشاعت میں قرآنی تقدس کا احساس مفقود رہتا ہے۔ زیر بحث ترجمہ دیکھ کر بھی قرآنی احترام تقدس کا قطعاً احساس نہیں ہو پاتا۔ مسلم عقیدہ کے مطابق الفاظ قرآنی منزل من اللہ ہیں جب کہ غالب مسیحی عقیدہ یہ ہے کہ انجیل کے الفاظ من وعن الہامی نہیں بلکہ الہام و کشف کو انسانی الفاظ میں ڈھالا گیا ہے۔ (فینڈر، سی جی ، میزان الحق ، (پنجاب ریلجس بک سوسائٹی ، لاہور۱۹۶۲ء) ،ص ۱۶۴) اس لیے الفاظ اتنے اہم نہیں جب کہ مسلم عقیدہ کے مطابق قرآنی الفاظ کلام الٰہی ہونے کی بناء پر خاص تقدیس کے حامل ہیں۔

(24) مرزا صاحب نے سابقہ مسلم اور نو مسیحی پادری عبداللہ آتھم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ آپ لوگ کبھی انصاف کی پاک نظر کے ساتھ قرآن کریم کو نہیں دیکھتے ۔ (قادیانی ، غلام احمد ، مرزا ، جنگ مقدس ، (قادیان) ،ص ۱۵۱

(25) پادری صاحب کا یہ دعوی تاریخی حقائق کے خلاف ہے کیونکہ اس وقت تک قرآن پاک کے کئی ایک تراجم ہو چکے تھے مگر منظر عام پر کم آئے تھے اس کی ایک وجہ اس دور تک جاری مسلم علماء کے ہاں یہ ایک نزاعی بحث تھی کہ قرآن کریم کا ترجمہ جائز بھی ہے یا نہیں۔ عام طور پر قیاس کیا جاتا ہے کہ علمائے دین کی مخالفت ترجمہ وتفسیر کے کام میں مانع رہی "" فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر گل کرسٹ کی نگرانی میں مسلم علماء نے جو ترجمہ قرآن کیا اس کے بارے مرقوم ہے؛ "شروع ترجم میں خلقت نے اس بات میں بہت سی شورش کی تھی کہ بنا اس ترجمے کی ہوتی ہے نہایت دین و آئین سے برخلاف ہے کہ قرآن شریف کا ترجمہ ہندی میں ہوتا ہے آخرش جو اہل علم تھے انھوں نے جواب دیا کہ اگر فارسی میں ترجمہ ہوا ہے تو ہندی میں کیا کفر ہے۔) (ڈاکٹر سید حمید شطاری ، قرآن مجید کے اردو تراجم و تفاسیر کا تنقیدی مطالعہ ۱۹۱۴ء تک ، حیدر آباد ۱۹۸۲ء ،ص ۱۹۴)۔ مسلم ایجوکیشن کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۸۸۸ء (لاہور) میں ڈپٹی نذیر احمد نے کہا، "میرے مذہب میں قرآن کا ترجمہ گناہ ہے کیونکہ کہ ترجمہ میں معجزہ بیانی نہیں آ سکتی ۔'' کیونکہ ان کے خیال میں،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر ہم قرآن کو اصل زبان میں سمجھتے ہوتے تو ہم اس سے کہیں بہتر مسلمان ہوتے جیسے اب ہیں"، بعد ازاں ان کی یہ رائے بدل گئی اور انہوں نے خود بامحاورہ شگفتہ زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا جو ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا۔ (صدیقی، افتخار احمد، ڈاکٹر، مولوی نذیر احمد دہلوی۔ احوال و آثار، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۲۶۴۔۲۶۵)

(26) عماد الدین، ترجمہ قرآن بہ اردو زبان، (نیشنل پریس، امرتسر، ۱۸۹۴ء) ص ا

(27) ایضاً، ص ۲

(28) پادری صاحب کے ہم سفر، اسلام سے ارتداد کرتے ہوئے نو مسیحی سلطان محمد پال نے اپنی تفسیر میں یہاں الصلوۃ کا ترجمہ دعا کیا ہے۔ "اور جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور جو دعا پر ثابت قدم رہتے ہیں" (پال، سلطان محمد، سلطان التفاسیر، (ایم کے خاں مہان سنگھ، لاہور، س ن)، ص ۲۲

(29) ترجمہ قرآن بہ اردو زبان، ص ۳

(30) ایضاً، ص ۲۹۴

(31) انصاری، محمد حلیم، مولوی، انجیل برنباس (اردو) (کشمیر بک ڈپو، لاہور، ۱۹۱۶ء)، صفحات ۳۶۹

(32) سر سید احمد خاں، تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علی ملۃ الاسلام، (غازی پور) یہ جزوی تفسیر بائبل تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ دس مقدموں پر مشتمل پہلی جلد ۱۸۶۲ء اور توریت کی کتاب پیدائش کی تفسیر پر محتوی دوسری جلد ۱۸۵۶ء میں طبع ہوئی جب کہ ۱۸۸۷ء میں سامنے ہونے والی تیسری جلد انجیل متی باب اول تا باب پنجم کی تفسیر پر مشتمل ہے

(33) محمد اکرام، شیخ، موج کوثر، (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور)، ص ۸۴

(34)Wherry , The Muslim Controversy , p.vi (Preface)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے فرانسیسی ترجمے

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ☆

مسلمانوں کی یورپ میں آمد:

قسطنطنیہ (حال استانبول) کے بادشاہ ہرقل کے نام بھیجا ہوا مکتوب نبویؐ ۷ھ کی بات ہے۔ امام بخاری وغیرہ کی روایت کے مطابق یہ تبلیغی خط جس میں قرآن مجید کی بعض آیتیں بھی ہیں، ہرقل کو اس وقت پہنچا جب وہ حمص میں تھا اور سفیر سے اس نے بیت المقدس پہنچنے پر ملاقات کی۔

تاریخ طبری کے بیان کے مطابق ۲۶ھ، ۶۴۶ء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی فوجیں اندلس (جنوبی اسپین) میں پہنچ گئیں اور کمک نہ ملنے کے باوجود وہیں حاکمانہ وقابضانہ مقیم رہیں تا آنکہ اس کے ستر سال بعد طارق اور موسیٰ بن نصیر نے اس آغاز کو انجام تک پہنچایا۔

فاطمی دور کے ممتاز مورخ القاضی الرشید ابن الزبیر نے اپنی کتاب "الذخائر والتحف" میں بیان کیا ہے کہ طارق نے اربونہ (حال ناربون، فرانس) پر بھی قبضہ کیا تھا، اس کے کچھ ہی دن بعد عبدالرحمٰن الغافقی نے بورڈو فتح کیا اور وہاں کے حکمران کی لڑکی سے شادی کی۔ اس کے بعد شامل کی طرف کسانوں اور دیگر نو آبادکاروں کی امن پسند منہم کے ساتھ روانہ ہوا، لیکن پوریتے اور طور کے درمیان ایک غیر مقام پر جسے اب خندق الملک (فوسے روا) کہتے ہیں شارل مارتل سے مڈبھیڑ ہوئی اور بظاہر کسی جاسوس یا کسی غدار نے رات کو عبدالرحمٰن الغافقی کو شہید کر دیا، اس لیے دوسرے دن بے سری فوج اندلس واپس ہوگئی۔ نئے امیر اندلس نے دوسرے ہی سال دوبارہ طور جانے کی تیاری کی، لیکن

☆ معروف سکالر۔ پیرس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارج نے بغاوت کر دی، اس لیے مجبوراً فرانس کی نو آبادکاری ملتوی کرنا پڑی۔ میں نے دو تین مرتبہ ان مشاہد شہداء پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی ہے۔

چند نسلوں بعد تونس کے اغلبی حکمرانوں نے پرودانس (جنوبی فرانس)، سوئٹزرلینڈ اور اٹلی تک اپنا اقتدار پھیلایا۔ اس دور یعنی دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی کی فرانس میں کافی یادگاریں اب تک باقی ہیں، مثلاً قلعوں کے کھنڈر، ہتھیار، سکے وغیرہ۔

قرآن مجید کا ترجمہ:

مجریط (میڈریڈ) کے کتب خانوں میں قرآن مجید کے چار ترجمے اب تک محفوظ ہیں، جو اسپینی زبان میں عربی خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ پولینڈی اور لتھوانی زبانیں بھی ایک زمانے میں وہاں کے مسلمان عربی خط میں لکھتے تھے۔ ایسے پولینڈی اور لتھوانی (عربی خط والے) تراجم قرآن کے مخطوطے بھی اب تک باقی ہیں۔ حال میں اسی طرح کا ایک یوگوسلافی (عربی خط والا) ترجمہ قرآن کا قلمی نسخہ بھی ملا ہے، ان حالات میں یہ گمان کرنا بے جا نہیں کہ اموی اور عباسی (اغلبی) دور میں جب فرانس کے تقریباً ایک تہائی رقبہ پر کم وبیش سو سال تک مسلمانوں کا قبضہ رہا تو نومسلموں کی ضرورت کے لیے عربی خط میں فرانسیسی ترجمہ قرآن کی اشاعت ضروری ہوگئی، لیکن اب تک کوئی دستاویزی ثبوت ایسے فرانسیسی ترجمے کا نہیں ملا ہے۔ قدیم ترین جس فرانسیسی ترجمہ کا ذکر ملتا ہے وہ اس سے دو صدی بعد کا ہے جیسا کہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

فرانسیسی تراجم قرآن مجید:

۱۔ قسطنطنیہ کے حکمران الفونسو دہم (حکمرانی ۶۵۰ھ (۱۲۵۲ء) تا ۶۸۳ھ (۱۲۸۴ء) کے حکم سے طلیطلہ کے ایک عالم دون ابراہام نے (جو غالباً یہودی تھا) قرآن مجید کی سورۃ المعارج کا اسپینی میں ترجمہ کیا اور پھر اس اسپینی سے بوناونتورا دسیب (Bonnaventura de seve) نے اس کا فرانسیسی میں ترجمہ کیا، (جیسا کہ جویش انسائیکلوپیڈیا میں بعنوان ''قرآن'' ذکر ہے) لیکن بظاہر اب اس کا کوئی وجود باقی نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ پھر چار سو سال تک سکوت رہا۔ اس کے بعد ۱۰۵۷ھ (۱۶۴۷ء) میں سیور دور یئے (Siewr du ryer) پاریس نے مکمل قرآن مجید کا ایک ترجمہ Lalcoran de Mahmet- کے نام سے شائع کیا، جس کے سوا سو سال میں کم از کم اکیس اڈیشن چھپے اور اس کی اساس پر متعدد یورپی زبانوں میں ترجمہ ہوا۔

۳۔ ساواری (M. Sarary) کا ترجمہ دو جلدوں میں پہلی مرتبہ پاریس میں ۱۱۸۶ھ (۱۷۷۲ء) میں Lekoran کے نام سے سے چھپا، اس کے بعد اس کے کئی اڈیشن شائع ہوئے۔ اب بھی یہ بازار میں آسانی سے ملتا ہے۔ ادبی نقطۂ نظر سے بہت عمدہ لیکن صحت کے لحاظ سے ناقابل اعتماد ہے۔

۴۔ رینو (Reinaud) فرانس کے ممتاز ترین عربی دانوں میں گزرا ہے۔ اس کی مشہور تالیف ''عربوں کا حملہ فرانس پر اور پھر وہاں سے سوئٹزرلینڈ اور اٹلی پر'' حال میں پروفیسر ہارون خان شروانی کے انگریزی ترجمے کے ذریعے کافی معروف ہو چکی ہے۔ اسی مستشرق نے ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) میں دو جلدوں میں ایک کتاب شائع کی جس میں ڈیوک (Deblacas) اور بعض دوسرے لوگوں کے ذخیروں کی عربی، فارسی اور ترکی چیزوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کی دوسری جلد میں متعدد آیتوں اور سورتوں کا ترجمہ ہے۔

۵۔ گارئیسن دتاسی کے نام سے اردو دان اچھی طرح واقف ہیں۔ اس کی متعدد تالیفوں کے مندرجات سے گمان ہوتا ہے کہ وہ مخفی طور پر مسلمان ہوگیا تھا۔ اس نے فرانسیسی میں ''قرآن سے ماخوذ اسلامی عقائد وفرائض'' کے نام سے ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء) میں ایک کتاب شائع کی جس میں بکثرت قرآنی سورتوں کا ترجمہ ہے۔ مولف نے صراحت کی ہے کہ یہ ساواری (نمبر۳) سے ماخوذ ہے۔ لیکن نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ پھر نظر ثالث کے بعد یہی مواد ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں (Isalmisme D apresle Coran) کے نام سے شائع ہوا۔

۶۔ کازیمیرسکی (Kasimiri) اصل میں پولینڈ کا باشندہ تھا۔ پھر جامعہ پیرس میں عربی کا پروفیسر مقرر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ اس نے ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء) میں مکمل قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ شائع کیا۔ اس کے کم از کم پچیس اڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب تک مقبول ہے اور دوسرے ترجموں کے مقابلہ میں بہت اچھا ہے۔

۷۔ کازیمیرسکی کے ترجمہ پر نظر ثانی کر کے پوتیے (G. Pauthier) نے ایک اڈیشن شائع کیا۔

۸۔ ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۶ء) میں مارسل (J.J. Marrcal) کے ترجمہ کرنے کا ذکر ملتا ہے مگر اشاعت کا پتہ نہیں چلتا۔

۹۔ اسی طرح ایک اور مارسل (Citoyen Marcal) نے مختلف آیات اور سورتوں کا منظوم ترجمہ کیا۔ یہ بھی میری نظر سے نہیں گزرا۔

اس کے علاوہ بعض اور ترجموں کے حوالے ملتے ہیں، مثلاً

۱۰۔ گالان (Gallant) نے ایک ترجمہ کیا۔ لیکن اس کی اشاعت سے پہلے فوت ہو گیا۔ اس کا مسودہ لاپتا ہے۔

۱۱۔ لبلوا (Leleblois) نے اپنی فرانسیسی کتاب ''قرآن اور عبرانی بائبل'' میں نمبر ۵۷ تا ۶۵ کی سورتوں کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

۱۲۔ سینٹ ایلیر (St. Hilaire) نے بھی اقتباسات کیے (جیسا کہ امریکی مشنری رسالہ مسلم ورلڈ نے ۱۹۲۷ء میں بیان کیا ہے)۔

۱۳۔ پاریس کے کتب خانہ عام میں مخطوطہ نمبر ۴۶۸ بھی قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ کہا جاتا ہے۔ مگر میں اس کی تحقیق نہ کر سکا اور ذیل کے جدید تراجم سے میں خود واقف ہوں۔

۱۴۔ ثربوت (CH. gillotte) کے الجزائر کے شہر عنابہ میں ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۴ء) میں فقہ اسلامی پر جو کتاب چھاپی ہے اس میں قرآن مجید کے اقتباس بھی ہیں۔

۱۵۔ فاطمہ زاہدہ (Zaida) نے Lakoran کے نام سے فرانسیسی میں ایک کتاب لزبن (پرتگال) میں ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۱ء) میں شائع کی ہے۔ مولفہ اپنے کو مسلمان کہتی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ اس فرضی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام سے بعض مکاروں نے گپ شپ پر مشتمل ایک کتاب چھاپی ہے۔سوائے سورۂ فاتحہ کے اس میں کوئی اور قرآنی سورت مجھے نظر نہ آئی۔

۱۶۔ جنیوا (سوئٹزر لینڈ) کی یونیورسٹی کے قیم (رکٹر) دوارمونتے (Edaward Montet) نے پاریس میں ۱۳۴۴ھ (۱۹۲۵ء) میں ایک ترجمہ شائع کیا، اگرچہ یہ ترجمہ اب تک تین بار چھپ چکا ہے لیکن اتنا ناقص ہے کہ ناقابل اعتنا ہے۔

۱۷۔ ماردروس (J.C. Mardrus) نے ۱۳۴۵ھ (۱۹۲۶ء) میں باسٹھ سورتوں کو پاریس میں Chapitres Du coran کے نام سے شائع کیا۔

۱۸۔ دوالجزائری مسلمانوں احمد الاعمش اور ابن داؤد نے دہران (الجزائر) میں ۱۳۵۰ء (۱۹۳۱ء) میں ایک ترجمہ چھاپا جو بہت مقبول ہے۔

۱۹۔ پیل (O. Pesle) جو غالباً نومسلم تھے اور احمد تیجانی نے مل کر پاریس میں ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) میں ایک ترجمہ شائع کیا جس کے تین اڈیشن نکل چکے ہیں، یہ ترجمہ برا نہیں ہے۔

۲۰۔ ریژی بلاشیر (Regis blachere) آج کل جامعۂ پاریس میں عربی کے پروفیسر ہیں، انہوں نے ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) تا ۱۳۷۱ھ (۱۹۵۱ء) میں ایک ترجمہ شائع کیا جس کا دوسرا اڈیشن ۱۳۷۷ء (۱۹۵۷ء) میں شائع ہوا ہے۔

۲۱۔ آں ری بے ریس (Henri Peres) نے الجزائر میں ۱۳۷۱ھ (۱۹۵۱ء) میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا ترجمہ طلبہ کی تدریسی ضرورتوں کے لیے چھاپا ہے۔

۲۲۔ ترکی عالم محمود مختار پاشا نے حکمت قرآنی (Sagesse Coranique) کے نام سے پاریس میں منتخبات قرآنی کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

۲۳۔ قدیرہ (Ghedira) ایک تونسی مسلمان نے فرانس کے شہر لیون میں ۱۳۷۶ھ (۱۹۵۶ء) میں ایک ترجمہ اہتمام سے آرٹ پیپر پر چھاپا ہے۔

۲۴۔ آں ری مرسیے (Henre Mercier) نے مراکش کے شہر رباط میں ۱۳۷۶ھ (۱۹۵۶ء) میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منتخبات قرآنی مع ترجمہ شائع کیے ہیں۔ اس میں عربی متن کو عربی خط کے علاوہ لاطینی خط اور موسیقی کی صوتی علامات میں بھی نقل کیا ہے اور چند مہمل اور بھونڈی تصویریں بھی ایک بدبخت مسلمان کی طرف منسوب کر کے درج کی ہیں۔

۲۵۔ بشیر الدین محمود احمد امیر جماعت قادیان نے بھی ایک ترجمے کا اعلان کیا تھا مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ چھپا یا نہیں۔

۲۶۔ راقم الحروف ناچیز کا ترجمہ، پاریس ۱۳۷۹ھ (۱۹۶۹ء)۔

آخر الذکر ترجمے کی سرگزشت:

۱۳۷۷ھ (۱۹۵۷ء) کی بات ہے کہ ایک دن کسی اجنبی نے دروازے پر گھنٹی بجائی، معلوم ہوا کہ رتینے نامی نشریات کے مالک ہیں، کہنے لگے کہ میں قرآن مجید کا عربی متن اور ترجمہ چھاپنا چاہتا ہوں اور پروفیسر مسینیوں نے آپ کا پتا دیا ہے اور یہ فرمائش کی کہ میں ساواری (مذکور الصدر نمبر ۳) کے ترجمہ کی نظر ثانی کر دوں۔ دو ہفتوں کے بعد وہ اس کا نمونہ لے گیا اور آج تک پھر اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی۔

اس کے چند ماہ بعد ایک اور کمپنی Club Francais Du Liver کے ڈائرکٹر نے پروفیسر ماسینیوں ہی کے حوالہ سے ملاقات کی اور کہا، ہم نے حال ہی میں بائبل کا ایک نیا ترجمہ شائع کیا ہے، جو مقبول ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کا بھی ایک نیا فرانسیسی ترجمہ شائع کریں۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی فرانسیسی ایک اجنبی کے ترجمے میں ''بوئے کچوری می آید'' کہنے لگے، معیاری ترجمہ تو وہی ہوتا ہے جو کوئی ایسا فرانسیسی ادیب کرتا جو عربی پر بھی عبور رکھتا ہو اور مسلمان اور ایک فرانسیسی ادیب اشتراک عمل سے ترجمہ کریں اور ہم آپ کو ایسا آدمی مہیا کریں گے۔

میرے لیے یہ بڑی سعادت تھی۔ اس کا معاوضہ بھی کافی ملا، مگر میں نے یہ پوری رقم یہاں کی اسلامی انجمن ''مرکز ثقافت اسلامی'' کو دے دی، صفر ۱۳۷۷ھ میں معاہدے پر دستخط ہو گئے اور یہ شرط قرار پائی کہ اٹھارہ مہینوں میں ترجمہ پورا کر دیا جائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے پاریس اور استانبول میں کام جاری رکھا اور میرے مسودے پر ''تمت بحمد اللہ'' پاریس ۲۰ صفر ۱۳۷۸ھ اور ٹائپ شدہ مبیضے پر ایک ماہ بعد کی تاریخ ۷ ستمبر ۱۹۵۸ء درج ہے۔

جیسے جیسے کام ہوتا گیا اپنے رفیق کار موسیولیتورمی کو بھیجتا رہا، وہ ترمیم کر کے واپس کرتے رہے۔ نظر ثانی میں بھی اسی طرح ان کو بھیجتا رہا، اس کے بعد ان کے مسکن شہر روبے (Roubaix) میں جا کر دسمبر ۱۹۵۸ء اور جنوری ۱۹۵۹ء میں چند ہفتوں تک ان کے پاس قیام کر کے شروع سے آخر تک مکرر تصحیح کر کے ناشر کے سپرد کر دیا گیا اور انتظامی مراحل کے گزرنے کے بعد ۱۹۵۹ء میں کمپوز ہونا شروع ہو گیا اور سات سو صفحے کے پروف ایک ماہ میں مل گئے۔ اکتوبر میں طباعت اور جلد بندی ہوئی اور یکم نومبر کو شائع ہو گیا۔ بعون اللہ وفضلہ۔

اس ترجمہ کی بعض خصوصیتیں یہ ہیں:

اس کی طباعت دو رنگی ہے، ترجمہ الگ رنگ میں ہے اور حواشی الگ رنگ میں، تاکہ باطنی تقدس کے ساتھ ظاہری حسن سے بھی آراستہ ہو، حواشی میں اس کی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں کہیں توریت، انجیل، زبور کے حوالے ہیں یا قرآنی قصے ان کتابوں میں ہیں، ان کے مکمل حوالے دیئے گئے ہیں۔ حجاب اور تعدد زوجات وغیرہ کے احکام میں توریت وانجیل کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔ ''وانہ لفی زبر الاولین'' کے سلسلے میں حضرت ادریس سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کے اقوال اور پارسی اور ہندو کتب مقدسہ کے مکمل حوالے ہیں اور دوسرے جو فوائد ذہن میں آئے وہ بھی درج کیے گئے ہیں۔

شروع میں پچاس ساٹھ صفحوں کا ایک مقدمہ ہے، اس کی اہم ذیلی سرخیاں یہ ہیں:

قرآن کا مولف۔

الہام ربانی کا مفہوم مختلف ملتوں میں۔

نزول وحی کی کیفیت۔

قرآن وحدیث کا فرق۔

قرآن کا اسلوب بیان اور اس اسلوب کا مقصد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجات قرآنی۔

قرآن میں یہودیوں سے زیادہ خطاب کیوں ہے؟

قرآنی تصورِ حیات اور اقسام احکام۔

عورت کا ذکر قرآن میں۔

غلامی اور قرآن۔

سیرت نبویہ قرآن کی روشنی میں۔ اس سے قرآنی اشاروں کا تاریخی پس منظر سمجھ میں آجاتا ہے۔

قرآن مجید کی تدوین کی تاریخ۔

ترتیب آیات وسورت ہائے قرآنی۔

عربی خط اور اعراب اور دیگر علامات تحریری۔

قرآن کے نسل بہ نسل تحفظ کا دہرا طریقہ یعنی تحریر وحفظ۔

صحت متن کے لیے استاذ سے سماع اور اجازت۔

اختلاف روایات۔

مسئلہ تنسیخ وتبدیل۔

تجوید وتلاوت۔

تراجم قرآنی، جن کا آغاز صحابۂ کرام نے فرمایا۔

تاریخ (مسلمان مترجمین اور غیر مسلم مترجمین)۔

ایک نئے فرانسیسی ترجمے کی ضرورت۔

یورپی زبانوں میں تراجم قرآن کی مکمل فہرست۔

کتاب میں جغرافیہ اور مشاعرِ حج کے متعدد نقشے بھی ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .

(معارف اعظم گڑھ۔ دسمبر ۱۹۵۹ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے ترجمے

ڈاکٹر محمد حمید اللہ☆

عربی زبان:

سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے، لیکن کم لوگ اس زبان کی بعض خصوصیتوں پر غور کرتے ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ وہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی، اگلے ہوں کہ پچھلے تا قیام قیامت، مادری زبان ہے کیونکہ امہات المومنین رضی اللہ عنھن یہی زبان بولتی تھیں۔ کیا کسی کو یہ آیت ۶/۳۳ یاد دلانے کی ضرور ہے کہ ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ﴾ (مومنوں کے لیے نبی ﷺ اپنی ذات سے اولیٰ (مرجح) ہوتا ہے اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں؟)

دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ ایک ابدی اور غیر تبدل پذیر زبان ہے۔ دنیا کی زبانیں مرورِ زمانہ سے بدلتی رہتی ہیں حتی کہ پانچ ایک سو سال ہی میں وہ ناقابل فہم ہو جاتی ہیں مثلاً، پندرھویں صدی عیسوی کے انگریز ادیب چاسر کی زبان آج انگلستان میں سوائے گنتی کے متخصصین کے کسی کی سمجھ میں نہیں آتی، موجودہ زبانیں ہوں کہ دنیا کی قدیم زبانیں، سب کا یہی حال ہے۔ اردو، انگریزی، ترکی، روسی، جرمنی، فرانسیسی اور یونانی وغیرہ کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں، صرف عربی اس کلیے سے خارج ہے کہ چودہ سو سال پہلے کی قرآن وحدیث کی زبان وہی ہے جو آج بھی ریڈیو پر بولی جاتی، اخباروں کتابوں پر برتی جاتی اور بازار سے باہر علمی حلقوں میں، نیز بین العرب ضروریات کے لکھی اور بولی جاتی ہے۔ کم از کم گزشتہ پندرہ سو سال سے نہ اس کے الفاظ کے معنی بدلے، نہ صرف ونحو بدلی، نہ املا وتلفظ! کسی ابدی تعلیم اور آخری

☆ معروف سکالر۔ پیرس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے ذریعے سے انسانیت کے لیے آئے ہوئے احکام خداوندی کی حامل کون سی دوسری زبان ہوسکتی ہے بجز اس کے جو مرور زمانہ سے نہ بدلے بلکہ ہمیشہ قابل فہم رہے؟

ان اور دیگر خصوصیات کے ساتھ اور اس امر کے باوجود کہ قرآن مجید "بلسان عربی مبین" نازل ہوا ہے۔ عجمی نہیں، خود عربوں کو بھی تفسیر کی ضرورت خود عہد صحابہ سے رہی ہے کیونکہ قرآن کی زبان کی بلاغت اور اس کے معانی کی گہرائی ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ کا مصداق ہے اور اس کا ہر مطالعہ کرنے والا کچھ نہ کچھ نئی چیز پالیتا ہے بغیر اس کے کہ کسی دوسرے کو کچھ خسارہ ہو۔ چونکہ اللہ نے اسے ﴿كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ بنا کر بھیجا ہے، عجمی بھی اللہ کے فضل سے اس قرآن کے باعث ہدایت پاتے رہے ہیں اور موروثی مسلمانوں کی بداعمالی کے باوجود نومسلموں کی تعداد روز افزوں ہی ہے اور تو اور پولینڈ اور یوگوسلاویا جیسے کمیونسٹ (اور اللہ اور دین کے دشمن) ملکوں میں بھی نو مسلم نظر آرہے ہیں۔ ان غیر عرب لوگوں کے لیے اسلام لانے سے پہلے بھی اور اسلام لانے کے بعد بھی قرآن کے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ترجمے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ خارج از بحث اور خارج از امکان ہے کہ وہ پہلے عربی زبان سیکھیں، پھر راست قرآن کو پڑھیں اور سمجھیں۔

اولین ترجمے:

تاریخ بتاتی ہے کہ علمائے اسلام، آغازِ اسلام سے لے کر گزشتہ صدی تک، قرآن مجید کا اجنبی زبانوں میں بغیر کسی ادنیٰ تذبذب کے ترجمہ کرتے رہے۔ قدماء میں مثلاً، مشہور و مستند فقیہ امام شمس الائمۃ سرخسی اپنی تیس جلدوں والی کتاب المبسوط (ص ج ۳۷۱) میں لکھتے ہیں: ''امام ابوحنیفہ نے اس روایت [1] سے استدلال کیا ہے کہ (چند نومسلم ایرانیوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ انہیں سورۂ فاتحہ فارسی میں لکھ دیں یہ لوگ اس (ترجمے) کو اس وقت تک نماز میں پڑھتے رہے جب تک کہ ان کی زبانیں عربی الفاظ سے مانوس نہ ہوگئیں۔'' (یعنی قرآنی سورے حفظ نہ ہوگئے) ایک دوسرے مشہور فقیہ تاج الشریعہ ابن صدر الشریعہ نے اپنی فقہی کتاب ''النہایۃ حاشیۃ الھدایۃ'' (طبع دہلی ۱۹۱۵ء

[1] مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے اس مسلک سے رجوع کرلیا تھا کہ قرآن کا ترجمہ نماز میں پڑھا جاسکتا ہے۔ (فاران)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۱ص۸۶ حاشیہ نمبر۱) میں اس کی مزید تفصیل دی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے سورۂ فاتحہ فارسی میں لکھ دیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بنام یزدان بخشایندہ وغیرہ ترجمہ کیا اور لکھنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، پھر اسے ان (ایرانیوں) کو بھیج دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند نہ فرمایا۔''

واقعہ ہے کہ فارسی مشرقی ترکی اور مغربی ترکی میں قرآن مجید کے ترجمے سامانی دور کے، یعنی چوتھی صدی ہجری کے علماء نے کیے ان میں سے فارسی ترجمہ جس کے ساتھ تفسیر طبری کا خلاصہ ترجمہ بھی انہیں علماء کا کیا ہوا موجود ہے حال میں ایران میں چھپ گیا ہے یہ بادشاہ منصور بن نوح کے حکم سے ۳۴۵ھ میں انجام پایا تھا اس سے کچھ ہی بعد کے فارسی ترجمے سورابادی، زاہدی، اسفرائنی اور خواجہ عبداللہ انصاری نے کیے جن میں سے بعض چھپ بھی گئے ہیں۔ سامانی دور کے ترکی ترجمے البتہ ابھی ناشر کے انتظار میں ہیں۔ جاحظ (م ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب البیان والتبیین (ج۱ص ۱۳۹) میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن سیارالاسواری قرآن کی فارسی میں تفسیر کیا کرتے تھے۔ بزرگ بن شہر یار نے اپنی کتاب عجائب الہند والصین (طبع یورپ ص۲ تا ص۳) میں لکھا کہ ۳۴۵ھ کے لگ بھگ کامل قرآن مجید کا شمالی ہند کی ایک زبان میں (شاید سندھی یا ملتانی ہو) ترجمہ ہوگیا تھا۔

ترجمہ قرآن کے ناجائز ہونے کا ادعا:

جواز اور عمل کی ان پرانی اور مستند روایتوں کے باوجود گزشتہ صدی کے اواخر میں خاص کر ترکی سلطنت اور ان کے مصر شام وغیرہ علمی نقطۂ نظر سے ترقی یافتہ عربی صوبوں میں یہ دعویٰ کیا جانے لگا کہ قرآن مجید کی اعجاز بیانی کی وجہ سے اس کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ ناجائز ہے اور یہ خیال ابھی حال تک بھی باقی رہا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب محمد مارماڈیوک پکتھال نے نظام حیدرآباد عثمان علی خاں کی سرپرستی میں قرآن مجید کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور پھر مزید احتیاط کے لیے مصر جا کر شیخ الازہر کی نگرانی میں اس کی نظر ثانی بھی کی اور شائع کیا تو اس کا داخلہ مصر میں ممنوع قرار دیا گیا۔ اس نقطۂ خیال کو سمجھنے کی کوشش کی تو مجھے دو باتیں نظر آئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ترجمے کی حرمت کے خیالات کا ذکر کرنا اور ان کو اچھالنا اسلامی کتب ورسائل سے زیادہ عیسائی مشنریوں کے رسالوں میں نظر آیا۔

۲۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے کہ جب قریب قریب سارے اسلامی ملکوں پر فرنگی عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا تھا۔

کیا ان حقائق کو اتفاقات سے سمجھا جائے۔ یا ان میں باہم ربط وصلہ سمجھا جائے؟ اسے بھی نہ بھلایا جائے کہ سیاہ افریقہ ہی نہیں، الجزائر وغیرہ عربی علاقوں میں بھی فرنگی حاکموں نے عربی زبان کی تعلیم بند کر دی۔ غیر سرکاری اسلامی مدرسے بھی مسدود کر دیئے۔ ہندوستان میں انگریز مشنریوں نے تو اس کی بھی کوشش کی کہ قرآن کے سارے نسخے خرید کر ان کو تلف کر دیں۔

میں ان سب سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ ان عیسائیوں نے چاہا کہ مسلمان عربی سے نابلد ہو جائیں اور مقامی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ بھی نہ ہو۔ اس طرح عیسائیت کے لیے میدان خالی ہو جائے۔ مگر تدبیر کند بندہ۔ تقدیر زند خندہ۔

ہوا یہ کہ ان مہربانوں نے یہ فرض کیا کہ قرآن مجید کا ترجمہ عرب ہی کریں گے۔ اسی لیے یہ خیال عربی ممالک میں پھیلایا یا غالباً کسی مشنری نے ایک بھولے بھالے مسلمان عالم سے کہا: قرآن مجید کی زبان واقعی ایک معجزہ ہے۔ اس کا ترجمہ ناممکن ہے! یہ بھولے بھالے فاضل خوشی سے اچھل پڑے کہ "الفضل ما شهدت به الاعداء" (جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے) دشمن کی شہادت سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ حلقہ احباب میں فخر سے اس کا ذکر کیا اور جلدی ہی معجز بیاں قرآن کا ترجمہ ناممکن ہے کو ایک قدم آگے بڑھا کر ناجائز ہے اور جیسا کہ عرض ہوا یہ خیالات عربی ممالک میں پھیلے اور پھیلائے گئے۔

مگر اس منطق میں ایک نقص تھا۔ یہ مفروضہ ہی غلط تھا کہ ترجمے عرب کریں گے کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ ترجمے ان عجمیوں نے کیے جنہوں نے عربی سیکھی اور علوم اسلامی میں رسوخ حاصل کیا۔ جہاں تک مجھے علم ہے، یہ خیالات ہندوستان، ایران، افغانستان اور ملایا وغیرہ کے علماء میں بالکل نظر نہ آئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصری، شامی اہل قلم کے خیالات کا انہیں علم ہوا بھی تو بھی بہ ظاہر انہوں نے مسکراہٹ سے زیادہ قابل اعتناء نہ سمجھا ہوگا کیونکہ ہندوستان میں اردو فارسی ترجمے اسی زمانے روز افزوں ہونے لگے۔

ابھی بیان ہوا کہ اسلام کے عہد زریں میں محترم اور ثقہ علماء نے قرآن مجید کے ترجموں پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ مثلاً: خواجہ عبداللہ انصاری اپنے فارسی ترجمے اور تفسیر کے متعلق ۵۲۰ھ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیشروؤں کی (۱۰۷) عربی فارسی تفسیروں سے استفادہ کیا ہے۔

دنیا میں اسلام کے پھیلنے کی رفتار عربی زبان کے پھیلنے کی رفتار سے زیادہ تیز ہے۔ اور غیر عرب نو مسلموں کو اسلام کی اساسی کتاب، یعنی قرآن مجید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ترجمے کی ضرورت پر حکومتوں نے بھی توجہ کی اور علماء ربانیین رحمہم اللہ نے بھی جہاں تک سامانی دور کے مذکورہ فارسی اور ترکی ترجموں کا تعلق ہے، میں کہہ سکتا ہوں وہ بہت نفیس ہیں، زبان بھی اچھی ہے اور مفہوم بھی خوبی سے ادا کیا گیا ہے۔ ہمالہ تلے کے براعظم میں مسلمان علماء نے قدیم سے ملک کی مختلف زبانوں میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ اسلام یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پہنچا۔ اکیلی اردو زبان ہی میں آج تک قرآن کے تین سو سے زائد ترجمے ہوئے ہیں اور نئے ترجموں کا شوق تا حال نہ ہند میں ختم ہوا ہے نہ پاکستان میں، ترکی اور فارسی میں بھی اب سوسو سے زیادہ تراجم ہو چکے ہیں۔

یورپی زبانوں میں سے اندلسی اور پولینڈی میں قرآنی تراجم قدیم ہیں۔ اس زمانے میں یہ زبانیں عربی خط میں لکھی جاتی تھیں۔ یوشناق، یعنی پوسینہ (یوگوسلاویہ) میں عربی خط کا ترجمہ قرآن غالباً متاخر زمانے میں ہوا ہے۔ شاید گزشتہ صدی سے پہلے کا ایسا ترجمہ موجود بھی نہیں ہے۔

عربی خط:

حقیقت یہ ہے کہ عربی خط پر اعراب لگا ہوا ہو تو دنیا کا کوئی دوسرا خط صحت تلفظ میں اس کا مقابلہ نہیں کرتا۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ Hamid تلفظ حمد، حامد، حمید، حامید، چار طرح سے ہو سکتا ہے۔ اعراب لگے ہوئے عربی خط میں ایسا ابہام ناممکن ہے۔ جسے اللہ نے سمجھ دی وہ اسے سمجھ گیا، جسے نہ دی نہ سمجھا۔ یہ بیان کرتے چلیں تو کوئی حرج نہیں کہ قدیم اندلس میں عام مسلمان عربی بولتے لکھتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے لیکن بعض اندلسی (غیر مسلم ہی نہیں نومسلم بھی) ایسے بھی تھے جو اندلسی (اسپینی اور پرتگالی زبانیں) بولتے بھی تھے اور لکھتے تھے اور لکھنے میں عربی خط برتتے تھے اور اس عربی خط والی اندلسی زبان کو وہ الاعجمیۃ کہتے تھے۔ (جو اب بگڑ کر الخمیا دو Aljamiado ہوگیا ہے۔ اسپینی میں زکا تلفظ جیم نہیں، خ ہوتا ہے) سینکڑوں الخمیا دو مخطوطے آج بھی مغربی کتب خانوں میں محفوظ ہیں ان میں قرآن مجید کے ترجمے بھی موجود ہیں۔

غیر مسلم مترجم:

قرآن کریم کے اجنبی زبانوں میں ترجمے مسلمانوں نے بھی کیے ہیں، غیر مسلموں نے بھی۔ ظاہر ہے کہ عربی داں مسلمان عالم قرآن کا ترجمہ زیادہ تر اپنے بچوں اور ملک کے عربی نہ جانے والے مسلمانوں کے لیے کرتا ہے۔ غیر مسلم مترجموں کی غرض مختلف افراد کے لحاظ سے مختلف ہوتی رہی ہے۔ کوئی اپنے دین کی حفاظت اور اسلام کی پیشتروی کو روکنے کے لیے ترجمہ کرتا ہے تاکہ عربی نہ جاننے والے غیر مسلم عالم اس کا مطالعہ کر کے بحث و جدل کے لیے اس میں قابل اعتراض مقامات کا پتہ چلا سکیں لیکن کچھ ایسے بھی رہے ہیں جو محض علم اور اپنی زبان کو متمول کرنے کے لیے بھی اس کام میں مشغول ہوئے ہیں۔ اسی طرح عربی دانی بھی افراد کے لحاظ سے کم وبیش ہوا کرتی ہے۔

جہاں تک غیر مسلموں کے کیے ہوئے ترجموں کا تعلق ہے، غالباً قدیم ترین سریانی زبان میں ہے یہ تو معلوم نہیں کہ سریانی عیسائیوں نے کامل قرآن کا ترجمہ کیا یا نہیں، لیکن جو اقتباسات جدل اور مباحثوں کی کتابوں میں ملتے ہیں وہ حجاج بن یوسف کے زمانے، یعنی پہلی صدی ہجری کے نصف دوم سے متعلق ہیں۔ یہ لوگ ذمی، یعنی اسلامی رعایا سے تھے اور سوریا، یعنی شام میں رہتے تھے ان کتابوں کے وجود سے پتا چلتا ہے کہ مسلمان روادار اور فراخ دل تھے کہ اپنی غیر مسلم رعایا کو اس کی بھی اجازت دیتے تھے کہ اسلام کے خلاف اپنے اختلاف کا برملا بھی اظہار کریں۔

بیزنطینی نصرانیوں کی یونانی کتابوں میں بھی جو مذہبی جدلی اور مباحثوں پر ہیں، قرآنی اقتباسات ملتے ہیں۔ فرانسیسی مستشرق وے سال مونتے ای (Prof. Vincet Monteil) جنہوں نے ابھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال میں ۱۹۷۷ء میں اپنے اسلام کا اعلان کیا ہے اپنی ایک پرانی کتاب میں لکھا تھا کہ بیزنطینی پادری نیقی طاس (Nicitas) نے قرآن کے ایک حصے کا کامل اور باقی کا خلاصہ ترجمہ یونانی زبان میں کیا تھا؟ لیکن نہ تفصیل دی، نہ حوالے بیان کیے۔ فرانسیسی فاضل مستشرقہ مس دالویرنی (Dalverny) نے مجھ سے بیان کیا کہ نیقیطاس نویں صدی عیسوی (تیسری صدی ہجری) یعنی عباسی دور کا مؤلف ہے، اس نے اسلام کے خلاف کئی جدلی رسالے لکھے ہیں (جو پاتر ولوگیا گریکا Patrologia Graeca نامی کتاب میں) چھپ چکے ہیں اور ان میں قرآنی اقتباسات یونانی زبان میں ملتے ہیں۔ ان معلومات پر میں مس صاحبہ کا شکر گزار ہوں۔

یونانی کے بعد یورپی زبانوں میں قدیم ترین قرآنی ترجمہ لاطینی میں ہوا جو قرون متوسطہ میں سارے یورپ کی مشترکہ علمی زبان تھی ایسا قدیم ترین ترجمہ میرے علم کی حد تک ۱۱۴۱ء میں ہوا اور یہ اندلس کی بات ہے دیگر یورپی زبانوں میں سے اطالوی میں ۱۵۴۳ء میں جرمن میں ۱۶۱۶ء میں ونسیزی (ہالینڈی) میں ۱۶۴۱ء میں، فرانسیسی میں ۱۶۴۷ء میں اور انگریزی میں ۱۶۴۸ء میں پہلی بار قرآن کا ترجمہ چھپا۔ نشاۃ ثانیہ، یورپ میں، سولہویں صدی عیسوی میں اٹلی سے شروع ہوئی، پھر باقی مغربی یورپ میں سترہویں صدی میں پھیلی۔ مشرقی یورپ میں قدیم ترین روسی ترجمہ اٹھارہویں صدی عیسوی سے ملتا ہے۔ سابقہ ترجموں کی اصلاح کے لیے مختلف فرنگی زبانوں میں یکے بعد دیگرے متعدد ترجمے چھپتے رہے ہیں۔

عربی زبان غیر عربی خط میں:

یہ بھی شاید قابل ذکر ہے کہ بعض عجمی لوگ قرآن کے عربی متن کو اپنے غیر عربی خط میں نقل کرتے رہے ہیں۔ ایسی قدیم ترین مثال سریانی مخطوطوں میں ملتی ہے جو پہلی صدی ہجری کی چیز ہیں چونکہ سریانی زبان عربی سے اتنی ہی قریب ہے جتنی مثلاً: فارسی زبان اردو سے، اس لیے عربی عبارت کو سریانی پڑھنے والے کم وبیش سمجھ لیتے تھے۔ اس کے بعد یہودیوں نے قرآن کو عبرانی خط میں لکھا۔ پھر اہل یورپ نے لاطینی (انگریزی) خط میں بھی منتقل کیا۔ ہمارے اپنے زمانے میں آج کل بنگالی،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترک، چینی وغیرہ لوگوں نے بھی یہی کیا اور آج کل کوریا والے بھی اپنے زیر تالیف ترجمہ قرآن میں عربی متن بھی کوریائی رسم الخط میں دے رہے ہیں اس کی ایک اور ضرورت جھوٹے پیمانے پر یہ بھی ہے کہ نومسلم کو پہلے ہی دن سے نماز پڑھنا لازم ہے اور نماز میں سورے، التحیات اور دیگر دعائیں صرف عربی میں ہوتی ہیں جو زبانی یاد کر کے پڑھنی ہوتی ہیں۔ عربی خط سیکھنے میں کافی وقت لگتا ہے، اس لیے فوری ضرورت کے لیے یہ عربی متن گراموفون کے علاوہ فرنگی یا دیگر خطوں میں لکھنے پر حفظ میں سہولت ہوتی ہے مگر اس عارضی کو مستقل بنانے کی خواہش کی حوصلہ افزائی نہیں کی جانی چاہیے۔ خوشی کی بات ہے کہ ناروچ کے نومسلم انگریز اب انگریزی زبان کو روز افزوں عربی خط میں لکھ رہے ہیں۔ ایسا ایک ترجمہ قرآن بھی چھپنا شروع ہوا ہے۔ حدیث وغیرہ کے ترجمے بھی انگریزی زبان اور عربی خط میں چھپنے کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔

حجم قرآن کی تفصیل پر کتب ورسائل:

تقریباً پچاس ایک سال قبل جرجی زیدان نے اپنے عربی ماہوار رسالہ ''الہلال'' (مصر) میں ایک مختصر فہرست شائع کی تھی کہ کس کس زبان میں کس نے قرآن کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ رسالہ اس تحریر کے وقت پیش نظر نہیں ہے کہ تاریخ دے سکوں کچھ معلومات جواد سلماسی زادہ کی فارسی کتاب ''تاریخ سیر ترجمہ قرآن در اروپا و آسیا'' (تہران یور ۱۳۴۲ فصلی) میں اور کچھ محمد سالم قاسمی کی اردو کتاب ''جائزہ تراجم قرآنی'' مطبوعہ دیوبند ۱۹۵۸ء میں ہیں۔ لیکن الفاظ پر اعراب نہ ہونے سے فرنگی ناموں کا پڑھنا آسان نہیں خاص کر جب غیر انگریزی الفاظ کو انگریزی کے طور پر پڑھ کر عربی خط میں لکھا جائے عبدالصمد صارم کی تاریخ القرآن کا یہی حال ہے۔

میری اپنی القرآن فی کل لسان Quran in every Language کا تیسرا ایڈیشن ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء میں حیدرآباد دکن میں چھپا تھا۔ اس میں فرنگی اور اصحاب الشمال کی زبانوں کے معلومات لاطینی خط میں اور عربی خط میں لکھی جانے والی زبانوں اردو، فارسی، پشتو اور ترکی وغیرہ کو عربی خط میں دیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس تیس سال میں یہ معلومات پرانے ہو گئے ہیں، میرے پاس جو تازہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین معلومات ہیں وہ France Islam نامی پاریس کے فرانسیسی ماہنامے میں حروف تہجی پر چھپ رہے ہیں، چنانچہ آغاز Abyssin یعنی حبشی زبان سے ہوا اور اب ۱۹۷۷ء حرف G میں گائلک زبان تک پہنچا ہوں۔ اس میں ہر زبان کے تمام معروف کامل وجزئی ترجموں کا ذکر، مؤلف کے نام اور مقام اشاعت اور اشاعت کی تاریخوں کی بھی تفصیل رہتی ہے اور ہر زبان میں بطور نمونہ سورۃ فاتحہ کا ترجمہ دیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ آئے دن نئے ترجمے نکلتے ہیں اور شائع شدہ معلومات اضافہ طلب ہو جاتے ہیں میرے فرانسیسی ترجمہ قرآن کے دیباچے میں صرف یورپی زبانوں کے ترجمے کی تفصیل دی گئی ہے یہ اب تک آٹھ بار چھپا ہے فرنگی ماخذ بہ کثرت ہیں۔ ہر سائیکلوپیڈیا میں کچھ ذکر آتا ہے اور خصوصی مراجع کی کتابوں میں بھی اہم تر کا ذکر کرتا ہوں۔

1. Byunet, Manuel Du Libraire, 1862, III, 1306-1310.
2. Victor Chauvin, Bibiliographie Des Ouvrages Arabes Ou Relaties Aux Arabes, Liege - Lipzig 1907, Vol x, Le Coranet La Tardition.
3. Erert, Allgemeines Bibliographischen Lexikon, 1821, I, 945-947.
4. Keyzer, Bijzonderheden Nopens Almede Beoording van de bestende Koranvertaligen Op Java, 1863.
5. Peavmuller, Hanbuch Der Islamlitteratur, a Quran.
6. Schnorrer, Bibliotheca Apabica, I, Lvii-LXII.
7. Storey, Persian Literature, Vol I, Quran and Tafsir.
8. Veth, Jets over De Vertaligen Des Dorans In De Talen Van Oen Indischen Archipel, 1867.
9. D. Van Wijk, De Koranische Verhalen In Het Maleisch, Batavia 1893.
10. Znker, Bibliotheca Orientalis. I, 167- 174, II, 85-88.
11. Moslim World, USA, July and October 1927.
12. MissionBlatt, Barmen 1883, P58 - 76.

ان پرانے ماخذوں میں سے نمبر ۳ اور نمبر ۵ زیادہ اہم ہیں آخر الذکر دو رسالے بھی کارآمد ہیں، نمبر ے میں صرف فارسی تراجم کا ذکر ہے جس طرح ترکی کتاب قرآن تاریخی (Kuran Tarihi) میں جو میں نے اور ماجد پاشاء اوغلو نے مل کر شائع کیا، صرف ترکی ترجموں کا ذکر ہے۔

موجودہ معلوم ترجمے:

ان تمہیدی معلومات کے بعد بطور خلاصہ عرض ہے کہ میرے ناچیز وحقیر علم میں فی الوقت ذیل کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبانوں میں قرآنی ترجمے موجود ہیں:

شمار	زبان	ملک	خط	مقدار ترجمہ	تعداد تراجم
۱	آذری	ایشیا	عربی وروسی	کامل	۴
۲	آسامی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۳	اثیوبی (حبشی)	افریقہ	خاص	کامل	۲
۴	اراغونی	یورپ	لاطینی	کامل	۲
۵	اردو	ایشیا	عربی	کامل	تین سو سے زائد
۶	لینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷	ارمنی	ایشیا	خاص	کامل	۵
۸	اُڑیا	ایشیا	خاص	جزئی	۱
+	اسپینی		دیکھو تحت قشتالی		
+	اسکائلینڈی		دیکھو تحت گائلک ولولینڈی		
۹	اُسلینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۱۰	اطالوی	یورپ	لاطینی	کامل	۱۲
۱۱	افریقانیہ	افریقہ	عربی	کامل	۲
۱۲	افریکانس	افریقہ	لاطینی	کامل	۴
۱۳	البانی	یورپ	عربی ولاطینی	کامل	۴
۱۴	الخمیادو	یورپ	عربی	کامل	۳۶ مخطوطے
۱۵	امہری	افریقہ	خاص	کامل	۱
۱۶	انڈونیسی	ایشیا	عربی ولاطینی	کامل	۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷	انگریزی	یورپ	لاطینی	کامل	۹۲
۱۸	اوکرانی (یوکرینی)	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۱۹	اپسیرانتو	یورپ	لاطینی	کامل	۴
۲۰	ایستونی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۲۱	ایوہے	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۲۲	باشک	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۲۳	بربر	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۲۴	برمی	ایشیا	خاص	کامل	۴
۲۵	برنو	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۲۶	بروہوی	ایشیا	عربی	کامل	۱
۲۷	بریتونی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۲۸	بشناق	یورپ	لاطینی	کامل	۱۰
	بشناق	یورپ	روسی	کامل	۴
	بشناق	یورپ	عربی	جزئی	۳
۲۹	بلغاری	یورپ	روسی	کامل	۳
۳۰	بلوچی	ایشیا	عربی	کامل	۳
۳۱	بھمبرا	افریقہ	عربی ولاطینی	جزئی	۲
۳۲	بنگالی	ایشیا	عربی وخاص	کامل	۲۵
۳۳	بویمی (چکوسلواکی)	یورپ	لاطینی	کامل	۴
۳۴	پالی	ایشیا	خاص	جزئی	۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵	پرتگالی	یورپ	لاطینی	کامل	۴
۳۶	پردوانسانی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۳۷	پشتو	ایشیا	عربی	کامل	۵
۳۸	پلات وائچ	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۳۹	پنجابی	ایشیا	عربی	کامل	۵
۴۰	پولینڈی	یورپ	عربی	کامل	۳
	پولینڈی	یورپ	لاطینی	کامل	۵
۴۱	تامل	ایشیا	خاص وعربی	کامل	۵
۴۲	ترکستانی	ایشیا	عربی	کامل	۲
۴۳	ترکی	یورپ وایشیا	اویغوری	جزئی	۲
	ترکی	یورپ وایشیا	عربی ولاطینی	کامل	سو سے زائد
۴۴	تلنگی	ایشیا	خاص	کامل	۶
۴۵	تھائی لینڈی	ایشیا	خاص	کامل	۲
۴۶	جاپانی	ایشیا	خاص	کامل	۷
۴۷	جاوی	ایشیا	عربی	کامل	۵
۴۸	جرمن	یورپ	لاطینی	کامل	۴۹
۴۹	چینی	ایشیا	خاص	کامل	۱۳
۵۰	حوسا	افریقہ	عربی ولاطینی	کامل	۲
۵۱	دانمارکی	یورپ	لاطینی	کامل	۶
۵۲	دکھنی	ایشیا	عربی	کامل	۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۳	دیولا	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۵۴	روسی	یورپ وایشیا	روسی/ یلی	کامل	۱۱
۵۵	رومانش	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۵۶	رومانوی	یورپ	لاطینی	کامل	۲
۵۷	زولو	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۵۸	ساراکولا	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۵۹	سریانی	ایشیا	کاص	جزئی	۱
۶۰	سندانی	اوقیانوسیہ	لاطینی	جزئی	۱
۶۱	سندھی	ایشیا	عربی	کامل	۳۶
۶۲	سنسکرت	ایشیا	خاص	جزئی	۳
۶۳	سنہالی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۶۴	سواحلی	افریقہ	عربی ولاطینی	کامل	۲
۶۵	سونزائی	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۶۶	سویڈنی	یورپ	لاطینی	کامل	۳
۶۷	عبرانی	ایشیا	خاص	کامل	۵
۶۸	عربی	ساری دنیا	عربی ودیگر	کامل	اصل
۶۹	فارسی	ایشیا	عربی	کامل	سو سے زائد
۷۰	فرانسیسی	یورپ	لاطینی	کامل	۴۶
۷۱	خریزونی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷۲	فلاتا	افریقہ	عربی	کامل	۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳	فلاماں	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۷۴	فنلینڈی	یورپ	لاطینی	کامل	۱
۷۵	قتلانی	یورپ	لاطینی	جزئی	۲
۷۶	قشتالی (اسپینی)	یورپ	عربی ولاطینی	کامل	۱۹
۷۷	کررجا	جنوبی امریکہ	لاطینی	جزئی	۱
۷۸	کردی	ایشیا	عربی ولاطینی	کامل	۲
۷۹	کرینول	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۸۰	کشمیری	ایشیا	عربی	کامل	۳
۸۱	کمبوجی	ایشیا	خاص	جزئی	۱
۸۲	کنڑی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۸۳	کوتوکولی	افریقہ	لاطینی	جزئی	۲
۸۴	کوریائی	ایشیا	خاص	کامل	۲
۸۵	کوکنی	ایشیا	عربی	جزئی	۱
۸۶	کوہستانی	ایشیا	عربی	جزئی	۱
۸۷	کیوا	جنوبی امریکہ	لاطینی	جزئی	۱
۸۸	گالہ	افریقہ	عربی	جزئی	۱
۸۹	گائلک	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۰	گجراتی	ایشیا	خاص وعربی	کامل	۶
۹۱	گرجستانی (جرجانی)	ایشیا	لاطینی	جزئی	۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۲	گروز	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۳	گورمکھی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۹۴	لاپلینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۵	لاتوی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۶	لاطینی	یورپ	لاطینی	کامل	۴۴
۹۷	لوگانڈی	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۹۸	لولینڈی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۹۹	مجندناو	ایشیا	عربی ولاطینی	کامل	۲
۱۰۰	مرہٹی	ایشیا	خاص	کامل	۱
۱۰۱	مکاسری	ایشیا	خاص	جزئی	۲
۱۰۲	ملایو	ایشیا	عربی ولاطینی	کامل	۵
۱۰۳	ملایاضم	؟	؟	؟	؟
	ملایالم	ایشیا	عربی وخاص	کامل	۲
۱۰۴	ملتانی	ایشیا	عربی	کامل	۲
۱۰۵	مدگاش	افریقہ	عربی ولاطینی	جزئی	۲
۱۰۶	میمنی	ایشیا	عربی	جزئی	۱
۱۰۷	نارویجی	یورپ	لاطینی	جزئی	۲
۱۰۸	ولاپوکی	یورپ	لاطینی	جزئی	۱
۱۰۹	ولندیزی (ہالینڈی)	یورپ	لاطینی	کامل	۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۰	ولوف	افریقہ	عربی ولاطینی	جزئی	۲
۱۱۱	ہندی	ایشیا	خاص	کامل	۴
۱۱۲	ہنگروی	یورپ	لاطینی	کامل	۲
۱۱۳	یدش	یورپ	عبرانی	جزئی	۳
۱۱۴	یروبا	افریقہ	لاطینی	جزئی	۱
۱۱۵	یوروبا	افریقہ	عربی ولاطینی	کامل	۱
۱۱۶	یونانی	یورپ	خاص	کامل	۵

نوٹ: اگر نمبر ۱۱، نمبر۱۲ افریقانیہ اور افریکانس کو ایک ہی زبان شروع کریں تو تعداد (۱۱۵) رہے گی حقیقت میں ان میں صرف رسم الخط کا فرق ہے اور بس۔

(فاران۔ کراچی دسمبر ۱۹۷۷ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُردو زبان میں تراجم قرآن
ایک مطالعہ

پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ☆

حضرت آدم علیہ السلام آسمان کی بلندیوں سے فرشِ زمین پر تشریف لائے تو ان کے پاس اپنی ذریت کے لیے ہدایت کا ایک صحیفہ بھی تھا۔ پھر قافلۂ انسانیت کے لیے مختلف زمانوں اور زمینوں میں ہزاروں انبیاء ورسل علیہم السلام مبعوث ہوئے اور ان پاکیزہ صفت انسانوں میں چند وہ بھی تھے جنہیں وحی پر مشتمل کتابیں اور صحیفے عطا کیے گئے۔ بالآخر اس کا اختتامی سلسلہ غارحرا کی وحی ''اقراء'' سے شروع ہوا اور تکمیل دین وشریعت، اتمام نعمت اور انتخاب دین اسلام پر ختم ہوگیا۔ یوں قرآن مجید خاتم الوحی بھی ہے اور قیامت تک انسانوں کو جادۂ توحید اور اطاعت رسول کے جملہ لوازم سے باخبر اور آگاہ کرنے والا صحیفہ بھی۔ نبی ﷺ کی بعثت سے قبل مختلف آسمانی مذاہب کے پیروکار اپنی کتابوں کے متون کھو چکے تھے سو ان پر عمل کا کوئی مبسوط اور منضبط نقشۂ کار بھی ان کے پاس موجود نہ تھا۔ قرآن مجید کی حقانیت وجامعیت تو اپنی جگہ واضح ہے مگر اس کے متن کا کسی تحریف لفظی سے پاک ہونا صحائف آسمانی کی تاریخ کا سب سے بڑا اعجاز ہے۔

قرآن مجید نے اپنے برحق ہونے کی خود صداقت فراہم کی ہے۔ اس کے احکام پر مبنی معاشرہ اور ریاست خود عہد نبوی (ﷺ) میں قائم ہوگئی۔ قرآنی احکام کو ایک مکمل عملی تفسیر میسر آئی۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے فرائض ثلاثہ بھی یہی تھے کہ انسانیت کے سامنے آیات الٰہی کی تلاوت کی جائے، ان کے ذریعے سے نفوس انسانی کا تزکیہ کیا جائے اور انہیں نفس امارہ کی ساری کثافتوں اور کدورتوں سے محفوظ کر کے نفس مطمئنہ کے درجے پر فائز کیا جائے۔ تاریخ اسلام کے اوراق اس امر کی

☆ ڈائریکٹر نیشنل سیرۃ چیئر، اسلام آباد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت فراہم کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت قرآن کی تفسیر پر مشتمل ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت نے بھی اس کے معروف ومنکر کو اس درجہ سمجھ لیا کہ پھر اپنی زندگیوں کی کامل شہادت اس کے لیے پیش کردی۔

قرآن مجید اپنے پڑھنے اور ماننے والوں کے سامنے سے بہت سے مطالبات اور تقاضے پیش کرتا ہے۔ اولاً یہ کہ قرآن مجید کو وحی حق پر مشتمل اور منزل من اللہ تسلیم کیا جائے۔ اس کے احکام پر شرح صدر کے ساتھ ایمان لایا جائے۔ اس کے متن میں جن صفات المومنین کو بیان کیا گیا ہے ان پر صدق دل کے ساتھ عمل کیا جائے اور انہی کی روشنی میں اپنی سیرت سازی کی جائے۔ اسی باعث اس کے ادب واحترام کے بہت سے لوازم بیان کیے گئے ہیں۔ آج انسانیت کے پاس یہ واحد صحیفہ آسمانی ہے، جس سے منشائے الٰہی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید کو تجوید وقراءت کی پوری پابندیوں کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید نے اپنے مخاطبین کو قرآن فہمی کے مختلف وسائل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ قرآنی آیات میں مسلسل غور وفکر اور تدبر وتفحص کے نتیجے میں اس کے حکیمانہ نکات سمجھ میں آتے ہیں۔ یہی نکات انوارِ الٰہیہ ہیں جن کی روشنی میں تعمیر کردار اور تشکیل سیرت کے لوازم فراہم ہوتے ہیں۔ فکر وتدبر کے نتیجے میں حکمت کا جوہر میسر آتا ہے جو قرآن مجید کے مطالعے کا سب سے بڑا حاصل ہے۔ قرآن مجید نے اسی کو خیر کثیر قرار دیا ہے۔ یہی خیر کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں اور سیرتوں کی سب سے بڑی متاع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی حکمت سے ملنے والی اس متاع گراں بہا کو لے کر نکلے تو تہذیب وتمدن کے سارے ایوان جگمگا اٹھے اور صالح تہذیب و ثقافت کی اقدار وروایات نے روئے ارضی سے ابلیسی قوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ زمین نورِ توحید سے جگمگا اٹھی اور انسانی قلوب واذہان کو حقیقی طمانیت نصیب ہوگئی۔ قرآن مجید پر جو مختلف نوعیت کے مظالم ہوئے، ان میں ایک ظلم یہ بھی رہا ہے کہ اس کی تعلیمات کا فہم عموم کے بجائے ایک خصوص بنا کر پیش کیا گیا۔ یہ قرآن مجید پر ایک اتہام اور بہتان ہے کہ یہ صرف چند مخصوص لوگوں کی میراث ہے اور وہی اس کے حکیمانہ نکات کو سمجھ سکتے ہیں اور بیان کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید اس طرز استدلال کی نفی کرتا ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ (القمر: ۱۷)

''ہم نے قرآن مجید کو نصیحت کے لیے آسان بنایا ہے تو کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟''

قرآن کے معانی ومطالب کو اس کی جامعیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے بیان کر دیا اور آپ ﷺ کی یہ قرآنی تشریح وتفسیر احادیث میں پورے شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی معلمانہ حکمت عملی سے قرآن مجید کی اس بصیرت کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کیا جن کے حلقوں سے تابعین اور مابعد کے طبقات نے ان تعلیمات کو سیکھا ہے۔ تفسیر ماثور کی پوری روایت اسی مفہوم کی امانت دار ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا ہے۔ یوں جس طرح قرآن مجید کا متن ہر عیب سے پاک ہے، اسی طرح اس کی تشریح وتفسیر بھی پوری جامعیت کے ساتھ امت کے پاس موجود ہے۔

قرآن مجید کے معانی ومطالب کو بیان کرنے اور سکھانے کے لیے ہمیشہ سے امت میں اس کے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے مراکز قائم رہے۔ ناظرہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور اس کے مطالب کو اسلوب رسالت کے ساتھ جاننا ایک ایسا دائرہ کار رہا ہے جسے اس امت کے اکابرین اور مفسرین نے ہمیشہ ایک فرض منصبی کے طور پر پیش کیا ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں تعلیم قرآنی کے حلقے کئی درجوں میں قائم کیے گئے۔ ایک طرف اس کی تجوید وقراءت کے حلقے اور دوسری طرف اس کی تحفیظ کے مراکز قائم کیے گئے، تیسری طرف اس کے احکام اور تفسیری نکات سکھانے کے لیے درس و تدریس کا نظام قائم ہوا۔ چوتھی طرف قرآنی دعوت کو عام کرنے کے لیے اس کے ترجمہ وتفسیر پر توجہ دی گئی۔ یہی باعث ہے کہ آج دنیا کی بیشتر زبانوں میں ترجمہ وتفسیر قرآن کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اپنی تمام تر علمی تابناکیوں کے ساتھ موجود ہے جس کا اندازہ اس کی بیسیوں فہارس سے ہوتا ہے۔ ہمارے علم وتحقیق کے مطابق قرآن مجید کا پہلا جزوی ترجمہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (م ۳۵ھ) نے سورۂ فاتحہ کے دری یا فارسی میں ترجمے سے کیا اور پھر ہر عہد میں اس کے تراجم ہوتے چلے گئے۔ ابتدائی صدیوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسلامی علوم کی زبان عربی رہی تو لوگ کثرت سے عربی زبان کے ذریعے ہی سے قرآن مجید کو سمجھتے رہے۔ قرآن مجید کی ابتدائی تفاسیر کا سرمایہ بھی عربی زبان میں ملتا ہے۔ علمی انحطاط اور دعوتی ضرورتوں کے پیش نظر پھر دوسری زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم وتفسیر کی روایت قائم ہوئی۔ یوں آج دنیا کی ۱۰۵ سے زائد زبانوں میں قرآن مجید کے مکمل تراجم نثر ونظم کی شکل میں موجود ہیں۔ اسی طرح بعض دوسری زبانوں میں اس کے مختلف اجزا کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے ان تراجم کی ایک مستقل تاریخ ہے جسے بیسیوں کتابوں اور کتابیات کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے "القرآن فی کل لسان" میں قرآنی تراجم کے نمونوں کو جمع کر دیا ہے۔

برصغیر میں قرآنی تراجم کا معروف آغاز شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ سے ہوا، جس سے ایک تحریک کی سی صورت پیدا ہوئی۔ یہ ۱۷۳۹ء کا واقعہ ہے۔ اسی ترجمے کی روایت نے اردو ترجمے کی بنیاد ڈالی۔ مگر اس سے بیس سال قبل قاضی محمد معظم سنبھلی نے قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کیا جس میں عربی، فارسی اور بھاشا کے الفاظ کا امتزاج ملتا ہے۔ اسے ہم اردو زبان کا ایک قدیم نمونہ قرار دے سکتے ہیں۔ شاہ صاحب کے نامور فرزندان میں سے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما نے ۱۸۰۵ء کے قریب قریب قرآن مجید کے اردو تراجم پیش کیے جو اپنے روزمرہ اور محاورہ کے اعتبار سے آج بھی دوسرے تراجم کے لیے ایک معیار اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پہلے شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا مگر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اس سے پہلے شائع ہوا اور اس کے اثرات زبان کے لحاظ سے زیادہ مفید اور واضح ہیں۔

گزشتہ دوسو سالوں میں ایک ہزار کے قریب مکمل اور نامکمل ترجمے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ چند اردو ترجمے نظم کے قالب میں بھی پیش کیے گئے ہیں مگر ہمیں یہ کاوش محض ایک عقیدت اور لسانی مشق دکھائی دیتی ہے۔ قرآن مجید کے اردو تراجم کے سلسلے میں مستقل کتابیں بھی تحریر کی گئی ہیں۔ کچھ اہم مضامین فنِ ترجمہ کے حوالے سے بھی ملتے ہیں، مگر ہم یہاں اپنے اس احساس کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جس کی توثیق یا تائید بیسیوں دوسرے صاحبانِ علم نے بھی کی ہے اور ان سب آراء کا ملخص یہ ہے کہ قرآن مجید کا کما

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقہ ترجمہ کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں، البتہ اس کی ترجمانی کی بہتر سے بہتر کوششوں اور اسالیب کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ بس یہی ایک نقطۂ نظر ہے جس کے پیش نظر ہر عہد کے مترجمین نے نئے سے نئے قرآنی تراجم پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اردو زبان میں قرآن مجید کے معیاری تراجم کا جائزہ لیتے ہوئے ایک بات کو اصولی طور پر پیش نظر رکھنا چاہیے کہ خود اردو زبان کی پیدائش اور نشو ونما کی عمر بہت مختصر ہے۔ سترھویں صدی عیسویں میں جنوبی ہند کے علاقوں میں اس کی نثر کی ابتدائی کتابیں دکھائی دیتی ہیں۔ اٹھارویں صدی میں صوفیائے کرام کے بعض رسائل اور چند شعری کاوشیں منظر عام پر آئیں، البتہ انیسویں صدی سے اس زبان نے خاصی ترقی کی، اس میں ہر موضوع اور فن پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ بالخصوص اس تحقیق کے نتائج کو سمجھ لینا چاہیے کہ خود اردو زبان کی ساخت اور تشکیل میں ساٹھ فیصد قرآنی الفاظ اور عربی زبان کے ذخیرے نے بہت بنیادی اثر پیدا کیا ہے۔ اگر کوئی محقق لسانیات کے اس پہلو سے جائزہ لے کہ قرآن مجید کی لغت کے دنیا کی دوسری زبانوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے تو اس کا دلچسپ اور حیرت انگیز جائزہ پیش کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کے معجز اثر لغوی سرمائے نے اس کے مترجمین کے لیے ہمیشہ یہ دقت پیدا کی ہے کہ عربی زبان کے الہامی اثر کو کسی دوسری زبان میں کیسے منتقل کیا جائے اور قائم رکھا جائے۔ قرآنی زبان کے نمونے تو خود عربی ادب میں موجود نہیں تھے۔ یہ الگ بات کہ کچھ حضرات نے عربی زبان کے جاہلی ادب سے قرآنی مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، مگر اس ضمن میں انہوں نے ایسی ایسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ بعض مقامات پر قرآن مجید کی تعلیمات واضح ہونے کے بجائے چیستان بن کر رہ گئی ہیں۔ قرآن مجید اپنے اسلوب اور ہیئت کے لحاظ سے نظم ہے یا نثر..... ناقدین ابھی تک اس کا بھی صحیح اور درست فیصلہ نہیں کر پائے۔ ذاتی طور پر ہمیں ان حضرات کی رائے سے اتفاق ہے کہ قرآن مجید کا ادبی پیرایہ، اسلوبی آہنگ اور لغوی ساخت نظم ونثر ہر دو کی لطافتوں اور نفاستوں سے قریب تر ہونے کے باوجود ایک جداگانہ مزاج رکھتی ہے۔ قرآنی اسلوب نہ تو کسی ادب پارے سے متاثر ہوا اور نہ یہ جاہلی ادب کی لغت کے حوالے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اس کی تفہیم و تدبر کا واحد ذریعہ خود قرآنی لغت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جسے ہدایت کی ضروریات کے پیش نظر ایک خاص صرفی اور نحوی ترکیب کے ساتھ سمجھتے ہوئے اس کی ترجمانی کی کوشش کی جانی چاہیے۔ بظاہر قرآنی تعلیمات عربی زبان کے الفاظ ہی کے جامے میں پیش کی گئی ہیں مگر احکام قرآنی کی مشروعیت اسے ایک مخصوص مزاج عطا کرتی ہے۔ اس معجز انگیز مزاج کو جو مترجم جس قدر قریب تر ہو کر سمجھے گا اس کی ترجمانی میں وہ خوبی پیدا ہو سکے گی جو قرآن کے صحیح مطالب کو سمجھنے اور جاننے کے لیے ناگزیر ہے۔

اردو زبان میں قرآن مجید کی ترجمانی کے جو مثالی نمونے پائے جاتے ہیں ان میں ابھی تک شاہ برادران کی کوششیں ایک معیار مطلوب کے قریب تر ہیں۔ مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں قبولیت کے بہت سے عناصر ہیں مگر اسے بھی معیار مطلوب کا نمونہ قرار دینے میں ہم متذبذب ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں ایک آزاد اردو ترجمے کا تجربہ کیا ہے جس میں قرآنی مفاہیم کے تسلسل کو اردو اسلوب کے تسلسل میں برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ترجمہ اپنی شگفتگی، ادبیت اور معیاری روزمرہ اور محاورہ کا نمائندہ ہونے کے باوجود ترجمانی ہی کی ایک عمدہ کوشش ہے۔ انہوں نے اپنی اس کوشش کو ''عربی مبین'' سے ''اردوئے مبین'' میں تبدیل کرنے کی مساعی قرار دیا ہے۔ اپنے سے ماقبل کے تراجم کی نسبت یہ روانی اور سلاست میں منفرد ہے۔ اس عہد میں بعض مخصوص فقہی مسالک نے بھی قرآن مجید کے اردو ترجمے کی کوشش کی ہے۔ مگر انہوں نے قرآن مجید کی فکری گہرائیوں سے مطابقت کی نسبت اپنے مخصوص عقائد کی ترجمانی کو ترجیح دی۔ ابوالکلام آزاد کا ترجمہ اگرچہ مکمل نہیں مگر اپنی ادبی شان کے اعتبار سے منفرد ہے۔ مولانا کی شخصیت میں ایک خوبی یہ تھی کہ ان کی مادری زبان عربی تھی اور وہ عربی، فارسی اور اردو کے نفیس اسالیب کی لطافتوں سے کما حقہ آگاہ تھے، مگر یہ ترجمانی بھی اردو زبان کا معیاری نقش قرار نہیں دی جا سکتی۔ خالص لسانی سطح پر قرآن مجید کا اعجاز بہت واضح ہے۔ اس کے اسالیب حد درجہ بلیغ، اس کے معنی متعدد اور اس کے مفاہیم و مطالب متنوع اور بوقلموں ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنے انگریزی زبان کے ترجمے کے مقدمہ میں کیا خوب بات لکھی ہے:

"Of all the great works The Holy Quran is perhapcs the least translatable"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''دنیا کے تمام عظیم (علمی) کارناموں میں شاید قرآن مجید سب سے کم ترجمے کی گنجائش رکھتا ہے۔''

قرآن مجید کا ہر ہر لفظ اپنے مقام پر ایک مخصوص معنوی اہمیت کا حامل ہے۔ بعض الفاظ کے ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ محض ذو معنی الفاظ کا نہیں بلکہ بعض لفظوں کے تو بیک وقت بیسویں مفہوم اور معانی ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی مقام پر کسی خاص لفظ کا ترجمہ کیا ہوسکتا ہے، اس کا انحصار مترجم کی علمی حیثیت، قواعد وضوابط سے گہری واقفیت اور عربی روز مرہ اور محاورے سے بھرپور ذہنی مناسبت پر ہے۔ قرآن مجید کے عربی متن میں (ضمائر اشارہ) کا ترجمہ ایک مخصوص فنی مہارت کا متقاضی ہے۔ ذرا سی غفلت سے مترجم کا ترجمہ معنی کو کیا سے کیا کرسکتا ہے اور مفہوم کو کہاں سے کہاں لے جاسکتا ہے، اس کی مثالیں گمراہ قسم کے مترجمین میں کثرت سے دیکھی جاسکتی ہیں۔

برصغیر میں لسانیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اردو زبان کے ابتدا میں کئی نام رہے ہیں۔ اس کے ابتدائی نمونے دکنی اردو میں ملتے ہیں۔ پھر مدت العمر اسے ہندی یا ریختہ بھی کہا جاتا رہا۔ قرآن مجید کے اردو تراجم ابتدا میں دکنی اور ہندی زبانوں کے نام سے معروف ہوئے۔ ۱۰۸۷ھ میں عبدالصمد بن نواب عبدالوہاب خان نے چار جلدوں میں قرآن مجید کا دکنی زبان میں ترجمہ کیا اور تفسیر لکھی جو ''تفسیر وہابی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اٹھارویں صدی سے قبل بعض نامکمل اور ناقص تراجم کے مخطوطات ہمارے کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ اردو زبان کے فروغ کے لیے کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا گیا جس کے پرنسپل ڈاکٹر جان گلکرسٹ (م ۱۸۴۱ء) تھے۔ ان کے ایما پر علماء کی ایک کمیٹی نے ۱۸۰۳ء میں قرآن مجید کا ایک ترجمہ کیا۔ اس کمیٹی میں جو مترجمین شامل تھے، ان میں امانت اللہ شیدا، میر بہادر علی، کاظم علی، غوث علی حافظ اور مولوی فضل اللہ کے نام ملتے ہیں۔ اس ہندی زبان کا ترجمہ قرار دیا گیا ہے۔ اس اردو ترجمے کے مخطوطات حیدرآباد دکن اور ممبئی کے کتب خانوں میں موجود اور محفوظ ہیں۔

ڈاکٹر احمد خان نے قرآن مجید کے اردو تراجم کی جو کتابیات ۱۹۸۷ء تیار کی ہے اور وہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد سے شائع ہوچکی ہے، اس میں ایک ہزار گیارہ قرآن مجید کے اردو تراجم کے موضوع پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا ہے جو قدیمی کتب خانہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں بھی سترھویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی عیسوی تک کے سینکڑوں اردو تراجم قرآن کا تفصیلی ذکر موجود ہے، مگر اس مقام پر ہمیں ان سب کا تذکرہ مطلوب نہیں۔ البتہ علمی وجوہ سے اہم ترین اردو مترجمین میں قاضی محمد معظم سنبھلی، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ مراد اللہ انصاری، مرزا حیرت دہلوی، سید امیر علی، مولانا وحید الزمان، مولوی محمد ان شاء اللہ، عبداللہ چکڑالوی، احمد رضا خان بریلوی، نعیم الدین مراد آبادی، سید حسن بہاری، ڈاکٹر ابوالفضل مرزا، خواجہ احمد دین امرتسری، اشرف علی تھانوی، محمود حسن (سورۂ نساء تک ترجمہ کیا تو ۱۹۱۹ء میں انتقال ہوا۔ باقی حصے کا ترجمہ اور حواشی مولانا شبیر احمد عثمانی کے ہیں)، سید احمد حسن دہلوی، ڈپٹی نذیر احمد، ابوالکلام آزاد، سید ابوالاعلیٰ مودودی، امین احسن اصلاحی، احمد علی لاہوری، مولوی فیروز الدین، محمد جونا گڑھی، غلام وارث، کرم شاہ الازہری، محمد حنیف ندوی، حامد حسن بلگرامی، ثناء اللہ امرتسری، عبدالمجید خادم سوہدروی، فتح محمد جالندھری، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، خواجہ حسن نظامی، عبدالماجد دریابادی، سرسید احمد خان، غلام احمد پرویز، مفتی محمد شفیع، مسعود احمد اور عبدالرحمٰن کیلانی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ مذکورہ تراجم میں سرسید احمد خان اور مسٹر غلام احمد پرویز کے تراجم اردو ترجمے کی روایت میں ایک واضح انحراف کی مثالیں ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا ترجمہ مکمل نہ ہونے کے باوجود علمی سطح پر قابل مطالعہ ہے۔ قرآن مجید کے ان تراجم میں قادیانی اور عیسائی مترجمین کا ذکر بوجوہ نہیں کیا گیا ہے کہ یہ مسلم عقائد کی رو سے لائق اعتنا نہیں ہیں۔ انہیں کتب خانوں اور ذاتی ذخائر میں محض حوالے کے طور پر رکھا گیا ہے۔ اردو زبان میں پچاس کے قریب مکمل اور نامکمل منظوم تراجم بھی ملتے ہیں مگر اپنے شعری صنائع اور خصائص کے باوجود یہ تمام کاوشیں قرآن مجید کے مفہوم کو مجروح کرنے والی ہیں۔ ہمارے نزدیک ان تمام اردو تراجم میں سے کسی ایک کو مثالی اور معیاری قرار دینا تو بہت مشکل ہوگا، البتہ ہم یہ بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، محمود حسن، محمد جونا گڑھی، ثناء اللہ امرتسری، فتح محمد جالندھری اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کے تراجم اردو زبان کے معیاری اور مقبول نمونے ہیں۔ اس موقع پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مذکورہ تمام کوششیں کسی مثالی ترجمے کے نمونے کو پیش کرنے سے قاصر ہیں تو پھر اس معیار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلوب کو حاصل کرنے کے فنی تقاضے کیا ہیں؟ اس مقام پر ہم اسی موضوع پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کے اردو ترجمے میں امکانی حد تک عربی الفاظ کو علیٰ حالہ برقرار رکھا جائے۔ مترجمین نے سینکڑوں قرآنی الفاظ کو اردو ترجمے میں برقرار رکھا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق قرآن مجید کے ساٹھ فیصد الفاظ آج بھی اردو زبان میں استعمال ہو رہے ہیں۔

۲۔ اردو ترجمہ عربی متن کے جس قدر قریب ہوگا، اپنی ترجمانی کے لحاظ سے کامیاب ٹھہرے گا۔

۳۔ ترجمے میں مفہوم اور مطلب کو مجروح کرنے والے ہر پہلو کو نظر انداز کرنا ضروری ہے۔

۴۔ وہ دل نشینی اور اعجاز آفرینی جو قرآن مجید کا عربی متن پڑھتے ہوئے محسوس ہوتی ہے، کوشش کی جائے کہ اسے اردو ترجمے میں برقرار رکھا جائے۔

۵۔ ترجمے میں زبان کے تقاضوں پر مفہوم کی ضرورت کو ترجیح دی جائے۔

۶۔ ترجمے کی زبان میں سادگی، سلاست، روانی اور سہولت کو پیش نظر رکھا جائے۔

۷۔ اگر کسی ایک عربی لفظ کا ایک سے زیادہ اردو الفاظ میں ترجمہ ہو سکتا ہو تو عربی متن کے سیاق و سباق کو پیش نظر رکھتے ہوئے موزوں ترین لفظ کا انتخاب کیا جائے۔

۸۔ ترجمے میں عربی قواعد اور انشا کا لحاظ رکھا جائے۔ اس سلسلے میں مترجم کو صرف ونحو کے قواعد پر عبور حاصل ہونا چاہیے وگرنہ ترجمہ لطائف وغرائب کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا۔

۹۔ اردو زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے عربی زبان میں لغۃ القرآن پر لکھی گئی کتابوں اور قدیم تفاسیر ماثورہ سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

۱۰۔ اردو ترجمہ کرتے ہوئے کتب حدیث میں ابواب تفسیر کی احادیث صحیحہ سے کما حقہ راہنمائی حاصل کی جائے۔

۱۱۔ قرآن مجید کے پہلے مفسر خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی استعداد کے مطابق مختلف سورتوں اور آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ان ہر دو ذخائر سے استفادہ ناگزیر ہے۔ اپنے ترجمے کو ان کے نکات کے مطابق ڈھالا جائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ قرآن مجید میں مختلف سورتوں اور آیات کا ایک خاص شان نزول ہے۔ یہ آیات ایک زمانی اور مکانی تعلق بھی رکھتی ہیں۔ بعض جگہ چند خاص واقعات کے پس منظر میں ان آیات کی تفسیر وتشریح ممکن ہے۔ اردو ترجمہ کرتے ہوئے ان سب صورتوں کو پیش نظر رکھا جائے۔

۱۳۔ قرآن مجید کے اردو مترجم کے لیے جہاں عربی زبان، اس کی صرف ونحو اور قواعد فصاحت و بلاغت کا علم ضروری ہے، وہاں اسے اردو زبان کے عہد بہ عہد لسانی تغیرات کی بھی خبر ہونی چاہیے۔ اردو لغت اور روز مرہ اور محاورے کی شناسائی بھی اس کے لیے ضروری ہے۔ مترجم کو اردو، عربی اور فارسی کے ذخیرۂ لغت پر جس قدر عبور ہوگا، ترجمے میں اسی قدر خوبی اور کمال کا پہلو پیدا ہوگا۔

مذکورہ تمام شرائط وضوابط کو ہم نے محض فنی لوازم کے طور پر پیش کیا ہے، مگر ایک کامیاب مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی عقائد کا پختہ شعور اور عبادات واذکار کے مسنون آداب سے آگاہ ہو۔ اس کی شخصیت میں جس قدر للّٰہیت، تقویٰ، راست بازی اور خشیت الٰہی ہوگی، وہ مسلکی تعصّبات سے جس قدر بالاتر ہوگا اور کتاب وسنت کے ذخیرے پر اسے جس قدر دسترس ہوگی، وہ رزق حلال پر جس قدر قناعت اور حرام امور سے جس درجہ اجتناب کرے گا، کلام الٰہی کے حکیمانہ اسرار ونکات کو اسی قدر بہتر سمجھ پائے گا۔

بیسویں صدی کے اسلامی اور علمی ماحول میں قرآن فہمی کے جتنے ادارے قائم ہوئے اور ترجمہ و تفسیر کی جتنی کاوشیں منظر عام پر آئیں، یہ ماضی کی نسبت ایک شوق فراواں کی دلیل ہیں۔ بالخصوص گزشتہ دو عشروں میں ترجمہ قرآن اور فہم القرآن کے نام سے متعدد ادارے اور تنظیمیں وجود میں آئی ہیں۔ مرد ہوں یا خواتین، بچے ہوں یا بوڑھے سبھی طبقات میں قرآن فہمی کا ایک رجحان نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ ان اداروں اور تنظیموں کے ہاں اس مقصد کے لیے بہت سی مفید علمی اور عملی صورتیں سامنے آئی ہیں اور مسلسل آرہی ہیں۔

فہم قرآن اور تدریس ترجمہ قرآن کی غرض سے گزشتہ چند عشروں سے مفید تجربات ہوئے۔ قرآن مجید کے اشاریے مرتب کیے گئے اور مزید سائنٹی فک موضوعاتی اشاریے طبع ہو کر سامنے آرہے ہیں۔ لغت قرآن پر بہت مفید کام ہو رہے ہیں۔ ترجمہ قرآن کی تدریس کی غرض سے قرآنی قواعد وصرف ونحو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب دی جارہی ہیں۔قرآن مجید کے حواشی لکھے جارہے ہیں گویا قرآنیات کی دنیا میں بیسیویں نوعیت کی کاوشیں منظر عام اور منصۂ شہود پر آرہی ہیں جن میں سے ایک کاوش قرآن مجید کے آسان ترین تراجم کی پیش کش بھی ہے جس کا آغاز حافظ نذر احمد صاحب کے آسان اردو ترجمہ قرآن مجید کی صورت میں ۱۹۸۷ء میں سامنے آیا جس میں پہلے درجے میں ہر لفظ کا جدا جدا ترجمہ خانوں کی صورت میں دیا گیا ہے اور پھر اس کے نیچے ایک دوسری سطر میں پوری عربی عبارت کی سطر کا رواں ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ ہر سطر کا ترجمہ اسی سطر میں دیا گیا ہے تاکہ ایک عام قاری کو کسی نوع کی الجھن کا سامنا نہ کرنا پڑے۔اس ترجمے میں وحدت امت کا سامان یوں فراہم کیا گیا کہ اہل سنت کے تینوں معروف مسالک کے لیے ایک متفق علیہ ترجمہ تیار کیا گیا۔اس ترجمے پر مختلف مسالک کے چھ علمائے کرام نے نظر ثانی کا فریضہ بھی انجام دیا جس سے یہ کاوش ایک مقبول علمی کوشش کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔

آسان ترجمہ قرآن کی ایک مزید مفید کوشش حافظ شبیر احمد مرحوم نے کی جنھوں نے پہلی مرتبہ ترجمہ قرآن کی تفہیم اور تسہیل کی غرض سے رنگوں کا استعمال کیا۔قرآن مجید کی ایک آیت کو مختصر ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ان ٹکڑوں کو الگ الگ نیلے اور سرخ رنگوں میں درج کیا گیا ہے اور ان کے سامنے ایسے ہی رنگوں میں ان کا ترجمہ بھی درج کیا گیا ہے۔اس کاوش سے بھی ایک عام علمی سطح کے مسلمان کے لیے قرآنی مطالب کو سمجھنا آسان ہوگیا۔اس کاوش کو ان دنوں بہت مقبولیت حاصل ہے اور لاکھوں گھرانوں میں اس سے استفادہ کیا جارہا ہے۔

قرآن فہمی میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے کی غرض سے ایک اہم، مفید اور موثر کوشش مکتبہ دارالسلام نے کی ہے، اس کاوش کے پس منظر میں کسی ایک فرد کے بجائے ایک مستقل ٹیم نے طالبان قرآن کی جملہ ضرورتوں کا ادراک کرتے ہوئے اس ترجمے کو یوں تو خانوں میں پیش کیا ہے مگر خانوں کی بناوٹ اور تشکیل میں ہر ہر لفظ کو جدا جدا لکھنے اور ان کے معنی بیان کرنے کے بجائے آیات کے الفاظ ایسے ٹکڑوں کا مسلسل انتخاب کیا ہے جن کے معنی بیان کرتے ہوئے قرآنی مفہوم میں مزید وضاحت پیدا ہوگئی ہے۔نیز الگ الگ ٹکڑوں کے ترجمے کے التزام کے باوجود تسلسل بیان مجروح نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے پاتا۔ اس میں تمام تر حروف کی معنویت کو برقرار رکھتے ہوئے ضمائر کے ترجمے اور اسماء وافعال کی صرفی ونحوی صورتوں کا پورا لحاظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آسان اردو ترجمہ قرآن کی یہ کاوش آئندہ اس نوع کا کوئی بھی مفید کام کرنے کے لیے ایک راہنمائی کا فریضہ انجام دے گی۔

قرآن مجید کے تراجم کی ایک طویل تاریخ ہے۔ سینکڑوں زبانوں میں کیے جانے والے ہزاروں تراجم میں ترجمانی قرآن کے بہت سے اسالیب، مناہج اور طرق استعمال ہوئے ہیں اور ایک معیاری اور مثالی ترجمہ قرآن کے لیے ان سب میں بہت موزوں اور مناسب راہنمائی موجود ہے۔ قرآن مجید الہامی کتاب میں آخری محفوظ نوشتہ ہے جس کی تعلیمات میں آفاقی اقدار اور جہانی امن پیدا کرنے کی مستقل قوت موجود ہے۔ مادیت اور روحانیت کے مطلوبہ امتزاج کے حصول کے لیے قرآن فہمی ایک ناگزیر تقاضا ہے۔ تمام مذاہب کی کتب کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو قرآن مجید کی تعلیمات کے حسن اور فوائد کا بھرپور ادراک ہوتا ہے۔ اگرچہ قرآن مجید کے تراجم کے لیے مدینہ منورہ میں مجمع ملک فھد میں بہت سائنٹی فک کام ہو رہا ہے مگر اس امر کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید کے پیغام کو دنیا کی ہر زبان میں منتقل کرنے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے تاکہ کوئی انسان اس ہدایت کاملہ کے پیغام، فیض اور روحانیت سے محروم نہ رہ جائے۔ دعوہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بھی قرآنی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنی بساط اور وسائل کے مطابق کام کر رہی ہے اور اس سلسلے میں ابھی تک دس زبانوں کے تراجم شائع کر چکی ہے۔ مولانا فتح محمد جالندھری رحمہ اللہ کے مقبول عام ترجمے کی تسہیل بھی شائع کی جا چکی ہے اور اس نوع کے بہت سے دوسرے علمی کام زیر ترتیب اور پیش نظر ہیں۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے استدعا ہے کہ وہ ہماری راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف
(اقبالؒ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

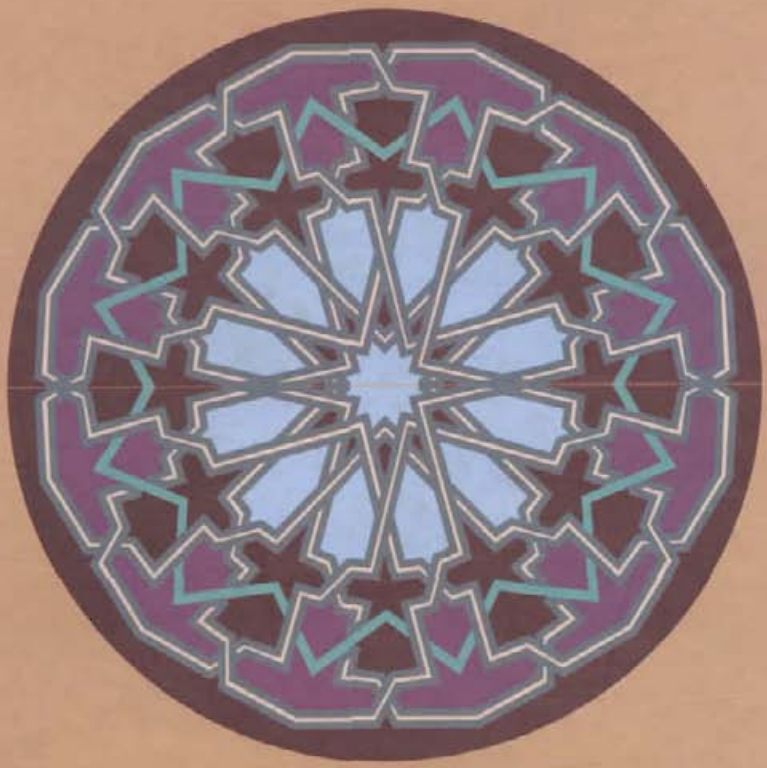

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ